

ہوالی الاصل

محبت خوارزمیہ

یعنی

ملیح آل محمد مرزا کاظم حسین قحشر لکھنوی کی غزلوں کا دیوان

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن بالکب مطبع

جولائی ۱۹۱۹ء کو

نور المطبع لکھنؤ پریس چھپا

قیمت ۴۰۰ علاوہ محصول ڈاک

حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پرور

انزل و در راہ ایمان انس و جان ارہست

منہید فطرت پسند حضرات اچھی طرح آگاہ ہین کہ انسان اپنے جذبات کے اظہار کے لیے مناسب الفاظ کا محتاج ہو۔ گو نثر کی آزادی۔

روانی۔ مناسبت۔ ایک نثر کے مافی الضمیر کا اظہار اسکی خواہش کے موافق
رہ سکتی ہو۔ مگر فلسفیانہ نظر جب ڈالیکا تو ایک طویل عبارت کے قائم کیے ہو
بذبات کو شعر کے دو مصرعے اس خوبی سے ادا کر دینے کہ جواب نہیں مگر

ہم میں سے بہت کم لوگ اس سے واقف ہین کہ ان دو مصرعوں کا مربوط
رہنے والا اپنی کن کن قوتوں سے کام لیتا ہو۔ خیالی قوت کو کس حد تک
ہو بچاتا ہو۔ دنیا اور دنیا والوں کے معاملات کس نظر سے دیکھتا ہو کہ جب

نکا اظہار کرتا ہو تو کچھ ایسے اصولوں سے کہ اس میں خطا کی گنجائش ہی
ظہر نہیں آتی۔ مگر کیا یہ عطیہ فطرت ہر شخص کو ملتا ہو؟ کبھی نہیں! اسی طبیعت
بن ودیعت ہوتا ہو جسکو قسام ازل نے اسی کام کے لیے بنایا ہو اور جسکی
زندگی کا میدان تجربے کے سدا بہار پھولوں سے مالا مال ہو۔ ظہیر کہتا ہو۔

زشتہ میل بلندی ببال عشق بود کہ شمع از پر پروانہ می کند پرواز۔ بیت خنجر
یائے کاہل سے تاریک ہو جانا قابل قیاس۔ احساسات انسانی میں قیام

غیر کا نمودار ہونا سہل۔ مشرقی دنیا میں صدیوں کے قائم کردہ تمدنی اصول کا
نیک آسان۔ مگر فطرتی قانون کا بدلنا محال۔ ہر زمانے میں ایسے چند نفوس کا

ملنا جنگ و قدرت نے کسی خاص کام کے لیے بھیجا ہوا ایسا ہی یقینی ہو جیسا کہ خود رو پھولوں کا جنگل کے ایک گوشے میں کھلنا اور دامن فضا کو اپنی روحِ افراہ سے عطر بیز کرنا۔

دنیا سے شاعری میں اگرچہ اس دور کی ناگوار ہوائیں اپنا اثر دکھا رہی ہیں اور ہستی شعر بھی دوسرے فنون کے ساتھ طاق نسیان کی نذر ہو رہی ہے مگر جسکو فطرت نے شاعر پیدا کیا ہے۔ چاہے دنیا اسے فراوش کر دے مگر وہ اپنا فرض منصبی زندگی کے آخری لمحے تک نہیں بھول سکتا۔ میں اپنی تمہید کو ختم کرتے ہوئے جناب مرزا کاظم حسین صاحب تحشر کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھ کو اپنے مختصر اور مختلف حالاتِ زندگی بدینِ غرض مرتب کرنے کے لیے عنایت کیے کہ وہ اس دیوان کے ساتھ شامل کیے جائیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے یہ اصرار بھی ہو کہ میرے قلم کی روشنی آزادانہ رہے اور کوئی تعریف ہیجانہ ہوئے پائے۔

نام و سن ولادت | مرزا کاظم حسین صاحب تحشر خلیف نواب مرزا حسن مرحوم۔ خاص لکھنؤ موطن و مولد۔ سو پھوین اکتوبر

۱۳۴۶ء روزہ شنبہ ولادت ہوئی۔

ابتداءِ عمر اور تعلیم | چونکہ مرزا صاحب کو فطرت ایک کارِ خاص کے لیے منتخب کر چکی تھی لہذا لازم تھا کہ ذوقِ حصولِ علم قوتِ تمیز کے ساتھ ساتھ نشو و نما پائے۔ سات سال کے ہونگے کہ بسم اللہ ہوئی یہاں تک کہ ۱۳۵۸ء میں مڈل کلاس کی سند حاصل کی جو اس زمانے میں بہت وقیع سمجھی جاتی تھی اور اکثر طالب علموں کی تحصیلِ علم کا گویا آخری مطلع نظر تھا جیسا کہ

آجکل انٹرنس) مگر چونکہ شوق کافی تھا اسی سبب پر اکتفا نہ کی اور انٹرنس کے نصاب کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اسکول میں انگریزی اور اُسکے بعد عربی اور فارسی کی تحصیل میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مولوی نظیر حسین صاحب شاگرد رشید جناب مولانا عبدالحی خیر آبادی سے شرح جامی ختم کی۔

زمانہ شعر گوئی میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ مرزا صاحب کی طبیعت میں جذباتی شاعری بہت ہی سے ودیعت تھی۔ لہذا بچپن میں اچھے شعروں کا سننا اور پھر اسقدر لطف لینا کہ یاد بھی رہ جائے۔ اس امر کی بین دلیل تھی کہ مستقبل میں یہی طبیعت اپنے زاوہ افکار سے شاعری دنیا کی آبادی میں ہمیشہ قدر و اصفاء کرے گی۔ ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں اردو اور فارسی کے شاعر نوک زبان تھے اور جب احباب کی کسی بے تکلف صحبت میں بٹریک ہوتے وہ اشعار پڑھتے تھے اور کہتے تھے ”شاعر نے یہ کیا خوب کہا ہے۔“

سچے دوست کامل جانا گویا ایک ہادی برحق کا فراہم ہونا ہی بہت سی نظیریں ایسی مل سکتی ہیں جو اس امر کا ثبوت ہونگی کہ کتنے وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ کے لیے اپنے کمال کی یادگار میں چھوڑ گئے ہیں اپنے سچے دوستوں کے مشورے سے مستفید ہو سکے ہیں۔ ورنہ کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ وہ کس گوشہ عالم میں پیدا ہوئے تھے۔ جہاں اور فطرتی قوتوں کے اظہار کے اسباب ہیں ان میں سے ایک اور بہتہ کسی سچے یا فہیم دوست کا مشورہ مناسب ہے۔ آفتاب میں قدرتی روشنی موجود ہو مگر ہوا جب تک فضائی گرد و غبار اور پرستے ہمیں بھاتی اُسوقت تک اُسکی کرنیں اچھی طرح سطح زمین پر نہیں پھیل سکتیں۔

اپنے ایک دلی دوست سید ذوالرحمن صاحب مرحوم کے اصرار سے مرزا صاحب نے شعر کہنا شروع کیا۔ سب سے پہلی غزل دسویں فروری ۱۸۸۷ء کو مرقوم نے ذیل طرح میں کہی (افسوس کہ یہ غزل مرزا صاحب کے دیوان اول میں تھی جو صنائع ہو گیا ورنہ پہلی فکر کا اندازہ اور زیادہ ہو سکتا) مصرعہ طبع۔ ساری دنیا تیرے جلوے کی تماشائی ہوئی۔ نواب مرزا صاحب۔ ملک مرحوم کے یہاں مشاعرہ تھا شریک صحبت سخن ہوئے اور غزل پڑھی یہ شعر اصحاب مشاعرہ نے بہت پسند کیا اور واقعی پہلی غزل میں ایسے شعر کا مکمل اثبات کرتا ہی کہ ذوق سخن فطرتی تھا۔ وہ عبادت کے لیے آئے ہیں اور مجھ کو ہو ڈر۔ پھر نہ جائے دیکھ کر انکو قضا آتی ہوئی۔

واقعات زندگی

شاعری کی ابتدا تو ہو گئی۔ مگر زیادہ اہتمام نہیں ہوا۔ پایا۔ کیونکہ ابھی انٹرنس میں تعلیم پانے کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں جو معدودے چند غزلیں کہیں وہ جناب سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنؤ کو دکھائیں۔ ۱۸۸۷ء کے انٹرنس کے امتحان میں کیننگ کا لچ لکھنؤ سے شریک ہونے کے بعد ہی مرض ضعف معدہ میں دو سال تک علیل رہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں انسان اپنی دماغی قوتوں سے کیونکر کام لے سکتا ہو۔ شعر گوئی اور تحصیل علم سحت تک ملتوی کر فی ٹری تا اینکه جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم کے علاج نے مسیحائی کا کام کیا اور چند دن میں رو بصحت ہو گئے۔ شعر گوئی کا پھر شوق ہوا اور ایسا کہ اسکول جانا ترک ہو گیا مگر یہ خیال بھی ضرور پیدا ہوا کہ اگر استعداد علمی نہیں تو کچھ نہیں۔ اپنے کجست دوست سید کاظم حسین صاحب منتظر نبیرہ انشا اللہ خان مرحوم سے جس کا شمار لکھنؤ کے فاضل تحصیل افراد میں تھا فارسی کی درسی کتابیں

ختم کیں۔ اسکے بعد فخر الاساتذہ - مشہور ہند جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزمین
 مرحوم (صاحب شہنوی ید بیضا) سے دو برس تک فارسی پڑھی۔ اس عرصے میں
 خواجہ صاحب موصوف مرض سخت میں مبتلا ہو گئے اور دوسرے طلباء کی طرح
 مرزا صاحب کی تھلیل بھی ناکام رہ گئی۔ اس زمانہ سے جو کچھ کما وہ جناب سید علی محمد
 صاحب عارف طاب ثراہ نمبر۶ جناب میر نفیس صاحب مرحوم کو دکھایا۔ عارف
 مرحوم کی اصلاح اور فیوض سخن نے مرزا صاحب کو چند ہی سال کے عرصے میں
 صاحب تلامذہ کر دیا اور انھیں سے فن عروض کی کتابیں بھی پڑھیں۔ نکتہ رس
 اور دقیقہ شناسی استاد کی تعلیم و تربیت نے عروض کے مشکل سے مشکل مسائل کو
 یوں حل کر دیا کہ صفحہ دل پر نقش ہو گئے۔

یہ امر مسلم ہو کہ استاد اپنے بہترین شاگرد سے اور شاگرد استاد سے اس قدر مانوس
 ہو جاتا ہو کہ پدر و فرزند کی محبت کے مرزے آنے لگتے ہیں۔ وجہ یہ ہو کہ طرفین کو
 بقائے نام کا عالم کی خیال محبت کے آخری مرکز تک پہنچ لاتا ہو۔ عارف مغفور
 اپنے تمام شاگردوں سے زیادہ مرزا صاحب کو عزیز رکھتے تھے اور اپنے دور ان
 حیات تک مرزا صاحب کی تعریف کرتے رہے۔ مرزا صاحب نے بھی اپنے
 حسن عمل سے ان تعلقات کو روز بروز مضبوط کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ بعد وفات
 جناب عارف مغفور ان کے خلف و جانشین جناب سید ظفر حسن صاحب فائق سے
 یہی سلسلہ انش مربوط رکھا۔ چنانچہ عارف مغفور کے سوم کی مجلس میں مرزا صاحب
 ایک تاریخ وفات نظم کر کے لے گئے اور جناب فائق کو سر مجلس مخاطب کر کے کہا
 کہ ”آپ اس تاریخ پر پہلے اصلاح دید دیجیے تو میں پڑھوں“ یس کے جناب فائق

آبدیدہ ہوئے اور کہا کہ آپ میرے بڑے بہن میں آپ کے کلام پر کیا اصلاح
 دوں۔“ مرزا صاحب نے جواب میں کہا کہ ”میں آپ کی ذاتی قابلیت و علمی استعداد
 کی بدولت آپ کو ہرگز ہرگز استاد مرحوم سے کم نہیں سمجھتا اور ہمیشہ میرا یہی خیال رہا
 مرزا صاحب کے فارسی کلام کا بھی ایک کافی ذخیرہ موجود ہے جس میں
 اکثر وقتاً فوقتاً مختلف پرچون میں ملک میں پیش ہو گیا اور اکثر باقی ہے۔ اس میں
 بیشتر اکابر ملک و ملت کی وفات پر قطعات تاسخ ہیں جو پچاس پچاس ساتھ ساتھ
 شعر کے ہیں۔

اسی طرح اخلاقی اور قومی نظموں کا مجموعہ بھی اکثر شائع ہو چکا اور اکثر نہیں۔ روشن ما
 داعی ہوئی کہ قوم کی موجودہ ضرورتوں میں بھی شاعری سے کام لیا جائے لہذا
 شیعہ کانفرنس میں جسکے انعقاد کو دس برس سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے اسی قومی
 نظمیں پڑھیں جو اکثر مقاصد کانفرنس کے حصول میں معین نہایت ہوئیں۔ چنانچہ
 عظیم آباد عروت پٹنہ میں جب کانفرنس کا اجلاس ہوا تو پیسہ فنڈ کی تائید میں مرزا
 صاحب نے وہیں ایک محسن کہا جسکا پانچواں مصرعہ یہ تھا۔ ”ایک پیسہ دو خدا
 کی راہ پر“ میں خود کانفرنس میں موجود تھا اور اس نظم پر محل کے دلاویز اثر کو حیرت کی
 نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ چاروں طرف سے چندے کے ساتھ داد مل رہی تھی۔
 امر وہہ اور بنارس کے اجلاسوں میں بھی مختصر نظمیں بہت مقبول و مشہور ہوئیں
 گو فارسی کلام پر زیادہ تر خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم کی اصلاح
 ہے۔ لیکن حضرت عارف مرحوم اور محبت العصر خباب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ
 اور شمس العلماء مولانا سیدنا حسین صاحب قبلہ سے اصلاح لیکر ادبی فیوض حاصل

حوادث کا نشانہ اگر شاعر نہ بنے تو تعجب ہو چنانچہ انوری کا یہ شعر دلیل ہے

ہر بلائے کز آسمان آید خانہ انوری کجا ماند

۱۷۹۷ء میں مرزا صاحب مراد آباد کی ایک قصیدہ خوانی کی صحبت میں مدعو ہوئے۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مشہور شاعر کہیں پہنچتا ہے تو لوگ اصرار شعر خوانی

ضرور کرتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب نے بھی پیش بینی کی اور اپنا مجروحہ دیوان غیر مطبوعہ ساتھ لے لیا۔ شب کی واپسی میں اتفاق سے ریل پر نیند آگئی یعنی

قرص خورشید در سیاہی شد یونس اندر دہان ماہی شد

کسی نے دیوان مع ایک دستی بکس کے اٹھا لیا۔ اس واقعے سے مرزا صاحب بہت متاثر ہوئے۔ اور بجا متاثر ہوئے۔ زندگی بھر کی محنت و جانفشانی کا سرمایہ

اور یوں ضائع ہو جائے۔ اکثر اخباروں میں انعامی اشتہارات دیئے مگر دیوان

گو یا خواب زلیخا کا یوسف گم گشتہ تھا یا دل عاشق تھا کہ جا کر پھر کہاں ہاتھ آتا ہے
خدا ملنا تھا نہ ملا۔ صبر کیا اور پھر کمر ہمت باندھی۔ الحمد للہ کہ ویسا ہی دیوان پھر تیار ہو گیا۔

دیوان کی گم گشتگی کی خبر اُنکے قدیم دوست شفی سعلید محمد صاحب ناطق لکھنوی نے

بھی سنی اور یہ قطعہ تاریخ نظم کیا جو دلچسپی سے خالی نہیں :-

قطعہ

مقبولیت کی غیب سے گویا شہادت آگئی	غائب ہوا دیوان محشر اب ملیکا حشر میں
پہنان نظر سے ہو گئے ایسی نزاکت آگئی	وصف دہن وصف کمر کے تھے مضائقہ اثر
یارب زلیخا میں بھی یوسف کی شباب آگئی	دیوان گم گشتہ ہو جسکے پاس وہ بھی بے نشا

عیسی نے یہ اٹھوایا یا خضر نے منگوایا کیا جانے اس دیوان پر کسی طبیعت آگئی
تاریخ کا جو یا تھا نا طوق غیب سے آئی صدا کم ہو گیا دیوان تجھ پر کیا قیامت آگئی
۱۹ سالہ صہبن مرزا صاحب کو شوق زیارت عتبات عالیات ہوا۔ تنہا لی اس سفر

میں شاعری ایسی رفیق باطن نے بہت دل بہلایا اور کافی ہمدردی کی۔
شاعر کی طبیعت قدرت کے دلکش مناظر جاہتی ہو۔ سبزہ زاروں کی خفا کی سسکے ولولے
بڑھاتی ہو۔ گلزاروں کی مہک خیالی بیکر میں روح تازہ بھونکتی ہو۔ مگر وہاں ہوا
سمندر اور پہاڑیوں کے اور کیا تھا جو دلچسپی کا باعث ہو سکتا۔ مگر ای آشہر کیا
تو نہیں جانتا کہ وہاں اُس روحانی فیوض کے باطنی نقشے موجود تھے جو دنیوی
آرائش کو دل سے ہٹا کر اپنے نظارے کے لیے وقف کر لیتے ہیں۔ اور فیہم
دلادیتے ہیں کہ اسی روح! تو ہمارے ذریعے سے ابدی آرام گاہوں کی سیر کر سکتی ہو گی
مجھے یقین کامل ہے کہ اس سفر میں مرزا صاحب نے فکر شعر کو وقفِ محامد
معصومین علیہم السلام کر دیا ہو گا جو واقعی ایک شاعرِ زائر کے لیے اُس دلچسپی کا
باعث ہو سکتا ہے جسکی نظیر نہیں۔

بزرگانِ دین کی شناسائی کا شوق تو ابتدائی شاعری کے کچھ سال بعد ہی پیدا ہو چکا
تھا مگر میرے نزدیک سفر زیارت کر بلائے معلیٰ گویا اُسکی ایک مضبوط تاریخ ہو۔
اچھے اچھے قصائد کے۔ اور بڑے بڑے سخنِ سخنوں کے مجموعہ میں پڑھ کر دوا لی
رجنکا ایک بسیط مجموعہ موجود ہے بیشتر سخنِ امامیہ کے عظیم الشان جلسوں میں
قصائد پڑھے رہے۔

اول اول مبتدیوں کے درجے میں جگہ ملتی رہی۔ مداومتِ مشق اور فیضِ محالِ طہا

نے ممبر قصیدہ خوانی کی آخری سیر بھی پر پہنچایا اور اب شمس العلماء مجتہد العصر مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کی صحبت قصیدہ خوانی کے ذاکر آخر ہیں۔

ماہ رجب ۱۳۲۹ء کی تیرہ تاریخ کو شریعت کے بے متنازعہ صوفی
عطاء خطاب | الصدر پر تقریب ولادت امیر المؤمنین علی علیہ السلام میں

مرزا صاحب نے ایک نہایت مضبوط قصیدہ پڑھا۔ بانی قصیدہ خوانی نے
 دام جو ہر شناسی سخن دی اور مرزا صاحب کو ”مداح آل محمد“ کا مایہ ناز خطاب
 عطا فرمایا۔ اس قصیدے کا نام ”ماہ کامل“ ہوا اور ”آفتاب محشر“ کا جزو اعلیٰ ہو
 اس قصیدے کا مطلع اور آخری چند اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں۔ پورے قصیدے
 کے لیے ناظرین ”آفتاب محشر“ ملاحظہ کریں۔

مطلع

درد کٹ گیا ظاہر ہوئی کشام شبان نکلامی قسمت کو جگاتا مہتابان

آخری اشعار جن میں حسن طلب خطاب ہے :-

پیامد مے شوق کا دیکھے ہوئے ساقی اور سوچے ہوئے دل میں کسی وقت کا پیمان

محشر بھی صلہ خدمت دیرینہ کا پائے مجھے خطاب آج وہ جو ہو مے شایا

یہ کیکے بصد ناز پھر اس بزم سے جائے یوں لیتے ہیں انعام مریج شہ مردان

احباب گل سے ملیں بڑھ بڑھ کے خوشی میں نے تجھ کو مبارک ہو یہ کہتے ہوں سخندان

اس خطاب پر سچا فخر کرتے ہوئے خود مرزا صاحب ایک جگہ تحریر کرتے ہیں ”یہ

شرف میری شاعرانہ زندگی میں قابل تحریر ضرور ہے۔ اسکے بعد میں کچھ بھی نہیں“

واقعی اس خطاب پر جتنا فخر کیا جائے تھوڑا ہی کیونکہ وجہ خطاب۔ شان

خطاب او معطی خطاب سہ گانہ افتخار ہیں۔ دنیا سے قصیدہ گوئی میں جو کام جتنا شمس العلماء کی منعقدہ صحبت قصائد نے کیا اُسکے اظہار سے زبان قلم قاصر ہے۔ اس صحبت کی محکم بنائاں تبرک ہاتھوں نے اُس وقت سے کی ہو جب سے انجمن امامیہ لکھنؤ کی صحبت قصائد میں ضعف پیدا ہوا جسکو تقریباً پچیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اُس وقت سے اب تک متواتر ایک ہی شان سے یہ صحبتیں ہوتی رہتی ہیں بلکہ روز بروز ترقی کی صورت نمایاں ہے۔ لکھنؤ کے اچھے اچھے قصیدہ گو وقتاً فوقتاً اپنے قصائد اس صحبت میں پڑھتے ہیں اور علاوہ داد سخن کے ذخیرہ برکات بھی حاصل کرتے ہیں۔

کس زبان سے اظہار کیا جائے کہ قبلہ و کعبہ کی ذات نکتہ شناس نے شعرا میں کیونکر جوش و محارم اظہار پیدا کر دیا۔ اس نورانی صحبت میں زیادہ تر اصحاب عقیدہ اد کا صاف اور مستحضر مجمع ہوتا ہے۔ اکثر نقادان فن اور خوش مذاق افراد نظر آتے ہیں جنکی ایک تعریف اشہر کی رائے میں ہزار تعریفوں کے برابر ہوتی ہے۔ یہی وہ صحبت قصائد ہے جسے ہندوستان کے شیعہ حلقوں میں یہاں تک اپنا قابل تقلید اثر پھیلا دیا ہو کہ اب بفصلہ قصیدہ خوانی کی نامی نامی صحبتیں ہندوستان میں ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اس صنعت سخن کی بقا کی باعث یہی صحبت ہے۔ خداوند قدیر اس سرچشمہ فیوض کو تادیر قائم رکھے۔

مرزا صاحب نے اور ایک موقع پر استحقاق خطاب قائم کر دیا تھا یعنی ۱۲۹۹ھ میں قیصر ہند ملکہ معظمہ کی وفات حسرت آیات پر رُوسائے لکھنؤ کی طرف سے تعزیتی جلسہ ہوا۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم بانی

وہم تم تھے۔ یہ جلسہ وکٹوریہ پارک میں ہندو۔ مسلمان۔ پارسی اور انگریزوں کے
تیس ہزار آدمی کے مجمع سے ہوا۔ اس اسکاٹ صاحب بہادر جو ڈیشل کمشنر
صدر جلسہ تھے۔ نامی شعراے لکھنؤ نے قطعات تاریخ نظم کیے تھے مگر جناب
مرزا بہادر نے جناب محشر کو سب کے آخر میں پڑھوایا۔ ان کے قطعات تاریخ ہند
مقبول ہوئے کہ صدر جلسہ نے نہایت شوق سے مانگے اور (برٹش میوزیم)
لندن کو روانہ کیے۔ (پوری نظم مصنف کے پاس موجود نہیں صرف یہ مصرع تاریخی
معلوم ہو سکا ہے ”بجراغ مملکت ہند ہاے ہو گیا گل“)
یہ پہلا موقع تھا کہ لکھنؤ میں تقریباً تیس ہزار آدمیوں کے مجمع میں مرزا صاحب
کو نظم پڑھنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ ان قطعات کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ
بعض حضرات ہردوئی نے جناب مرزا بہادر سے سفارش چاہی کہ جناب
محشر بھی قطعات ہردوئی کے تعزیتی جلسے میں جا کر پڑھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب
ہردوئی گئے اور قطعات پڑھے جو دوبارہ خلعت قبول سے ممتاز ہوئے
(یہ گویا اس شعبہ نظم کے کمال کی سند تھی)

دوسرے ایک موقع پر ایک ایسے شخص نے ایسے الفاظ میں مرزا صاحب
کی تعریف کی ہو کہ میرے نزدیک اس کے بعد مرزا صاحب کو خواہش داد سخن
سے مستغنی ہو جانا چاہیے۔ یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو شمس العلماء جناب مولانا
السیدنا حسین صاحب قبلہ کے یہاں نوروز کے متعلق صحبت قصیدہ خوانی
تھی۔ مرزا صاحب نے بھی ایک قصیدہ پڑھا جو سامعین سے بلند آوازوں
میں داد لیتا ہوا ختم ہوا۔ اس قصیدے کے مطلع کا مطلع اولیٰ یہ ہے۔

آب نیاں کی ہر صورت گرہ چشم پر آپ تم مرے گھر لے یا برج شرف میں آفتاب
فاضل جلیل القدر جناب آقا السید احمد صاحب آستر آبادی مہمان جناب
شمس العلماء بھی شریک محفل نور و زتھے انکو یہ قصیدہ اسقدر پسند آیا کہ فرط
جوش میں فرمایا ”چرا ہمالا لشعرا مخاطب نکرہ شوی“

فیض مداحی نے پایہ شہرت اسقدر بلند کر دیا کہ دور دور سے لوگوں نے
مرزا صاحب کو قصیدہ خوانی کے لیے مدعو کیا۔ چنانچہ سالہ بعد میں جناب سید
غلام حیدر صاحب رئیس منجھن پور ضلع الہ آباد نے بزم نور و زری میں قصیدہ خوانی
کے لیے طلب کیا۔ مرزا صاحب کا کلام وہاں کے اصحاب نظر تحسین سے پہلے ہی
دیکھ چکے تھے صورت سے یقین نہ آیا کہ یہ وہی ہیں۔ امتحاناً برجستہ اشعار
کہلوائے گئے اصلا حین لی گئیں۔ مگر ان سب سے مرزا صاحب اسطرح عمدہ برآ
ہوے گویا معمولی بات تھی۔ اب وہاں کے لوگوں کو اتنا حسن اعتقاد ہے کہ
ہر سال مرزا صاحب کو بہت ہی کوشش سے مدعو کرتے ہیں۔

ذیل کے دو واقعے بھی قابل تحریر ہیں۔ اول یہ کہ خدنگ نظر کے مشاعرے میں
جناب محشر کے روبرو کنول آیا اور جب غزل پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہونچے۔

فلک بھی کانپ اٹھایوں رہروں نے ہلکو ٹھکرایا

خطایہ تھی کہ نیٹھے تھے زمین کو سے جانان پر

جناب رشید مرحوم بھی شریک مشاعرہ تھے بہت داد دی اور فرمایا کہ ”یہ شعر
زندگی بھر کے لیے آپ کا مایہ ناز ہے“

اسی طرح ایک سال اجودھیا کی مشہور مجلس میں جناب نفیس مغفور مرثیہ پڑھتے

گئے تھے۔ بعد ختم مجلس صحبت نفیس مین مرزا صاحب بھی موجود تھے۔ جناب نفیس نے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ ”کچھ سنائیے“ انھیں نے جواب دیا کہ ”میرے پاس سوا قصیدہ کے اور کچھ نہیں“ فرمایا ”وہی سنائیے“ مرزا صاحب نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور جناب نفیس مرحوم تعریف کرتے رہے جب یہ مدح کا شعر پڑھا:-

دکھا کر معجزہ شق القمر کا کردیار روشن کہ ہم مہین یوں جدا و متحد خلاق اکبر سے
ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ نفیس مغفور نے بہت تعریف کی اور بکرات و مرآت پڑھوائے کے بعد جناب عارف مرحوم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ ”میں اگر اس ساٹھ برس کی مشق کے بعد ایسا شعر مدح میں کہتا تو ناز کرتا“

وجہ معاش مرزا صاحب پندرہ برس کے سن سے روسا کی ملازمت کرتے رہے۔ اول اول جناب حکیم محمد رضا خان صاحب

بہادر متولی نجف کے مصاحب خاص رہے۔ پھر جناب مرزا بہادر محمد عباس علی خان صاحب کی ملازمت کی۔ ۱۹۰۷ء سے عالیجناب شیخ علی عباس صاحب وکیل درجہ اول و رئیس لکھنؤ کے داروغہ و معتد خاص ہیں۔

باوجودیکہ ابتداء شباب سے روسا کی ملازمت میں بسر ہوئی مگر یہ آن بان بھی لائق نظر ہو کہ کبھی کسی کی مدح میں ایک مصرع تک نہیں کہا۔ بلکہ تمام قوت ثنا گستری کو مدح ائمہ اطہار میں صرف کیا۔

اصناف سخن غزلوں کا دیوان۔ قصائد مدح معصومین علیہم السلام کا مجموعہ مکمل۔ تاریخی قطعات فارسی و اردو تعداد کثیرہ ہیں۔

چھوٹی چھوٹی شہزادیوں - رابعیات - سلام - قومی و اخلاقی نظمیں - محاسنات و مسدسات
جنکا مجموعہ اس دیوان کے بعد طبع ہوگا۔

انجمن معیار کے مشاعروں کے سلسلے میں (خود جسکے ارکان اعلیٰ میں سے تھے)
مرزا صاحب کے یہاں بڑے بڑے معرکے کے مشاعرے ہوئے جنکی روئدادین
طویل مضامین میں خود لکھیں۔ علاوہ اسکے اکثر نثریں بھی مختلف موقعوں پر لکھی ہیں
شہید محمد سلطان صاحب متعلقہ نہایت خوشگوار اور

اسمائے تلامذہ

خوش فکر (۲) سید ضیاء الاسلام صاحب بی اے عیان
مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول گورکھپور (۳) سید صدر الاسلام صاحب صدر
سب انسپکٹر شاہجہانپور (۴) مرزا محمد ذکی صاحب تسکیر وکیل ریاست
راپور (۵) سید علی محمد صاحب عالی مدرس مدرسہ مخدوم پور ضلع الہ آباد
(۶) محمد عبدالرزاق صاحب شہید ساکن انبالہ (۷) خواجہ انعام الدین صاحب
انعام (۸) سید لطیف حسین صاحب قراہ ساکن انبالہ (۹) سید شوکت
صاحب قراق ساکن بلور۔ لکھنؤ اور بیرونجات کے اکثر رؤسا کا کلام بنایا اور
بناتے ہیں جنکے نام میں مصلحتاً نظر انداز کرتا ہوں۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد
عباس علی خان صاحب جگموجم نے بطیب خاطر اپنا مجموعہ غزلیات مرزا
صاحب کو عنایت فرمایا اور خواہش صلاح کی۔ مگر یہ بھی فرمایا کہ صحت اخلاط
اور ترقی لفظ کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھایا جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب
نے ایسا ہی کیا۔ بعض اصلاحیں بہت پسند فرمائیں۔ اسکے بعد جب مرزا
محمد ہادی صاحب عزیز ملازم ہوئے تو اُس نے اصلاح لی۔

تصنیفات

مجموعہ قصائد بنام حسن القصائد (مطبوعہ) مجموعہ لائٹانی
بنام آفتاب محشر (مطبوعہ) متفرق قصائد - مثلاً ذوالفقار
شاہ غیب - جلوہ طور - ایک قصیدہ نعتیہ گل و بلبل کے مناظرے میں - دوسرا
مناظرہ صبح و شام میں - قومی نظم شاہد متنا جس میں تعلیم کے مسئلے کو بہت خوبی
سے نظم کیا ہے - نظم شور محشر - جو ملک میں بہت مشہور و مقبول ہوئی - تذکرہ آجپا
ر زیر تصنیف جس میں ان شعرا کے حالات و رنگ کلام و طرز و نحو ان کا ذکر
ہو جنکو مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں دیکھا یا ہم مشاعرہ رہے - حیات محشر
نفیس مرحوم مکمل (غیر مطبوعہ) یہ مسودہ گذشتہ طوفان بارش میں تلف ہو گیا تھا
مگر پھر مرزا صاحب نے کوشش بلیغ کر کے جمع کیا ہے - امید ہے کہ جلد طبع ہوگا
شہنوی حیات انسانی جو زیر تصنیف ہی بلکہ قریب ختم ہے -

جناب محشر اور

راقم الحروف

مرزا صاحب شگفتہ مزاج اور اوصناع قدیمانہ کے پابندین
طبیعت میں نفاست بہت ہی جو علاوہ لکھنؤ کے
باشندہ ہونے کے نفاست خیال پر دال ہے -

مرزا صاحب کے اخلاق کا دائرہ بہت وسیع ہی جسکی وجہ سے بیشتر افراد سے
دوستانہ مراسم ہو گئے ہیں - علمائے وقت کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے
ہیں - احکامات شرعیہ کے اس قدر پابند ہیں کہ دوسروں کے لیے قابل مثال -
ان کے چند ہمعصرین کی نسبت اکثر کا یہ خیال ہے کہ خود داری بیجا کرتے ہیں مگر انکے
بارے میں یہ ریمارک آج تک سننے میں نہیں آیا - ہاں اگر زمانہ شعرا کے موافق
ہوتا تو ایک حد تک ضرور ناز کرتے اور بھانا کرتے -

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہیں جسکے صلے میں خلعت حسن قبول حاصل ہو چکا ہو۔

گو مرزا صاحب کے کلام میں مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہو لیکن اکثر ایسا پراثر شعر بھی نکل آتا ہے کہ جواب نہیں۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اس قدر صاف و زبیر اثر ہونے لگی ہے کہ سبحان اللہ۔

جہاں مرزا محمد ہادی صاحب غزنہ کا یہ قول دلپسند کہ ”میں اپنے لیے شعر کہتا ہوں“ اُسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ ”اگر اُردو میں شعر کہا جائے تو اپنی زبان میں کیون نہ کہا جائے“ کم و قبیح نہیں۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور انکی تشبیہات معرکہ آرا ہیں حاصل یہ کہ جس صنف سخن میں قلم اٹھاتے ہیں اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں۔

میرے ہاتھ میں قلم ہو اور جی بھی چاہتا ہو کہ عبارت کو طول دون۔ مگر ڈرتا ہوں کہ میری رائے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کر کے ناپسند نہ کر دیں۔

احقر
آغا شہر لکھنوی
فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیٹاپور

جز مجتہد ہر چہ بر دم سود در محشر نداشت دین و دانش عرض کردم کس بپیری بر بنداشت

﴿﴾

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکل کہ خورشید محشر چھپ کر اس وقت حکمت چہین اور غیر نکتہ چہین
لنگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ اقرار کرتا ہوں اور بدل قرار کرتا ہوں کہ اول
سے آخر تک کا تب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فرو گذاشت نہیں۔ جس شعر میں
جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہے۔ موزونی طبع
کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کر نیلو
کا غد پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار ہے۔ جو شعر پسند آئیں ان کا
ممنون۔ اور جو ناپسند ہوں کچھ شکایت نہیں۔ محشر ہوں معصوم نہیں نہ ہو سکتا ہوں
جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طوکر کے درجہ عصمت پر فائز
ہو چکے ہیں خدا ان کو صفہ دنیا پر تادیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برے
نام شعر کی لغزشوں پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک
سے پاک و صاف کر دیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے
مراج اور بلند کرتے ہیں جبکہ میں اپنے نامکمل دیوان یعنی منظومات نامقبول کو
چھاپے خانے کے حوالے کرے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ میں
اچھا نہ معلوم ہوا۔ اس لیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ مجسمہ اٹھا کر منشی سید
نور الحسن صاحب مالک مطبع نور المطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو برے سے منتخب

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہیں جس کے صلے میں خلعت حسن قبول حاصل ہو چکا ہے۔

گو مرزا صاحب کے کلام میں مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہو لیکن اکثر ایسا اثر شعر بھی نکل آتا ہے کہ جواب نہیں۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اس قدر صاف و زہرا فرما رہے ہیں کہ سب سے لگی ہو کہ سبحان اللہ۔

جہاں مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ ”میں اپنے لیے شعر کہتا ہوں“ اسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ ”اگر اُردو میں شعر کہا جائے تو اپنی زبان میں کیونکہ نہ کہا جائے“ کم و قبیح نہیں۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور انکی تشبیہات معرکہ آرا ہیں حاصل یہ کہ جس صنف سخن میں قلم اٹھاتے ہیں اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں۔

میرے ہاتھ میں قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہو کہ عبارت کو طول دوں۔ مگر ڈرتا ہوں کہ میری اسے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کر کے ناپسند نہ کر دیں۔

احقر
آغا شہر لکھنوی

فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیٹاپور

جز مجتہد ہر چہ بردم سود در محشر نداشت دین و دانش عرض کردم کس بپیزی بر نداشت

❦

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکر کہ خورشید محشر چھپ کر اسوقت فکرتہ چین اور غیر نکتہ چین
لنگاہوں کے سامنے موجود ہی۔ اقرار کرتا ہوں اور بدل قرار کرتا ہوں کہ اول
سے آخر تک کا تب یا صلح سنگ کی ذرا بھی فرو گذاشت نہیں۔ جس شعر میں
جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہی۔ موزونی طبع
کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کر نیکیو
کا غد پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار ہی۔ جو شعر پسند آئیں ان کا
ممنون۔ اور جو ناپسند ہوں کچھ شکایت نہیں۔ محشر ہوں معصوم نہیں نہ ہو سکتا ہوں
جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طو کر کے درجہ عصمت پر فائز
ہو چکے ہیں خدا انکو صفحہ دنیا پر تادیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برے
نام شعرا کی لغزشوں پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک
سے پاک و صاف کر دیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں ہوتا بلکہ اپنی رفت عصمت کے
مراج اور بلند کرتے ہیں جبکہ میں اپنے نامکمل دیوان یعنی منظومات نامقبول کو
چھاپے خانے کے حوالے کرے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ میں
اچھا نہ معلوم ہوا۔ اسلیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ مجنسہ اٹھا کر منشی سید
نور الحسن صاحب مالک مطبع نور المطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو بڑے سے منتخب

کر لیتا جبکہ کل برا تھا تو اُسے کیا چھانٹتا۔ میری اس تحریر میں نہ بہالغہ ہی نہ انکسار۔
حقیقت حال کا اظہار کوئی گناہ نہیں۔ اگر ارباب نظر اس میں بھی کوئی معنی پیدا کریں
تو میری خوش قسمتی اور کیا کہوں فقط۔
محشر عفی عنہ

حفظ دولت در پشیمان کہ دن سیم وز دست مدر احسان رشتہ شیرازہ این دو قسمت

سلسلہ ہجری ماہ شوال کی تیسری تاریخ چار رشتہ ٹھیک گیارہ بجے دن
کو میں اپنے فقیر خانہ میں بیٹھا ہوا مختلف خیالات کی کشاکش میں مبتلا تھا کہ دفعہ
ایک پہچانی ہوئی آواز نے اپنی طرف مخاطب کر لیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ
”محاضر ہوا“ دوستانہ جذبات کی قوت سے اٹھا اور باہر گیا۔ مجھ کو دیکھتے ہی دونوں
دوست عید ملنے پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ان احباب باصفا کے نام کیا ہیں ؟
زبان پر بار خدا یا یہ کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کیلے
ایک جناب نواب سید سکری مرزا خان عرف نواب بن صاحب بکلیغ دوسرے
مولوی فاضل جناب ماسٹر سید ابوالحسن صاحب مجبور ہمد مولوی گورنمنٹ
ہائی اسکول ہرائچ۔ ان حضرات سے ملتے ہی کشاکش خیالات کی کلفت خوشی
سے تبدیل ہو گئی۔ بیٹھتے ہی جناب مجبور صاحب نے وہ مسرت خیر خبر سنائی
کہ بیساختہ دل پھر ٹک اٹھا۔ مثل مشہور ہر ع

”بھلی لگ جائیگی جو دل سے ہو گی“

فرماتے ہیں کہ ”محشر! تم نے کئی روز ہوئے جب مجھ سے ذکر کیا تھا میرا دیوان

چھپ رہا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی تھی میں نے جوش مسرت میں اسکا تذکرہ
 جناب برادر معظم سید احمد حسین صاحب ہیڈ مولوی جوہلی ہائی اسکول سے کیا۔
 موصوف الصمد نے بنا براس اخلاص کے جو انکو تھارے ساتھ ہو قطعہ تاریخ
 نظم کر کے عنایت کیا ہے، میں نے قطعہ مذکور مجبور صاحب سے لیا اور مکرر
 پڑھا۔ مستنعت قطعہ تاریخ کی استعداد علمی پر ارباب فضل و کمال حلی قلم سے صاد
 کر چکے ہیں۔ فارسی میں قوت نظم و زبان دانی کا سکہ بھی اکثر فصیح و بلیغ قصائد کے
 زریعہ سے دنیا سے نظم میں رائج الوقت ہو چکا ہے۔ خاکسار محشر نے دل سے ممنون
 ہوا۔ صرف ممنون ہی نہیں ہوا بلکہ اس قطعہ سے خورشید محشر کی تجلی کا شمس فی
 رابعۃ النہار ہو گئی۔ دیوان ناکمل میں کوئی تاریخ تھی بھی نہیں۔ اپنی کم قسمتی اور
 عظیم الفرضی کے باعث شعر اسے لکھنے و بیرونجات سے طلب کرنے کا اتفاق ہی
 نہیں ہوا۔ مستند ترین و متاخرین شعرا کی پیروی کا ایک جزو اعلیٰ رہا جانا تھا اسکو
 بھی اس قطعہ تاریخ سے کمال کر دیا۔ اگر قطعہ تاریخ پر تنقیدی نظر ڈالی جائے
 تو زبان قلم آزاد اندیہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اشعار کی فارسیت حلاوت صوری و مبنوی
 میں قند پارہی سے بہت زیادہ ہے۔ ہجری و عیسوی دونوں تاریخیں نہایت صاف
 یعنی اتنی کہ دوسرے انشائیہ تاریخیں نہیں معلوم ہوتیں مگر بیچہ ان محشر کے مرتبے کو جوش
 مودت میں اعتدال سے زائد ٹھکانا یا جو ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتا۔ بہر طریق

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

کی بنا پر احقر کے لیے سند شاعری اور ناظرین با انصاف کے واسطے کمال
 مویخ کا جوہر دار آئینہ سمجھنا چاہیے۔

قطعه تالیخ

<p>ایک رنامہ طبع شد بہر گروہ شاعران از میرزا کاظم حسین مجتہد شیوا زبان شد سکہ نامش روان بر نقاشیہ جهان ہر بیت آن بیت الغزل ہر شعر آن شعر میکان کز نور آن حساد را شد دیدگان خفاش سان اشعار اردو مستند ہر آئینہ نگار اشعار اردو مستند ہر آئینہ نگار</p>	<p>المنہ شد درین آوان وایام نکو دیوان اشعار است این یا معجزات شاعری ہر شعر شہ بیت است او سلطان قلم سخن اعلیٰ مصامین زادہ طبع بلندش روشن است خورشید محشر است این مجموعہ را نام بلند در فکر سال طبع آن برداشتم چون خامہ تالیخ سال عیسوی پیدا شد از طرز نوی</p>
---	--

حضرت بلین مدظلہ العالی کا عطیہ

اسی صحبت میں جناب بلین نے مجھ سے پوچھا کہ ”تم نے اپنے دیوان کا کیا نام رکھا ہے؟“ میں نے عرض کیا ”خورشید محشر“ فرمایا کہ ”لفظ خورشید کی کتابت بغیر واو بھی جائز ہی لہذا اس صورت میں ”نور خورشید محشر“ بھی تالیخ ہو سکتی ہے چونکہ تم نے دیوان کی ترتیب وغیرہ ۱۹۱۸ء سے شروع کر دی تھی لہذا ابتدا سے کار کی تالیخ یہ رکھو اور انتہائے کار کی تالیخ وہ جو جناب سید احمد حسین صاحب کی فکر اعلیٰ کا نتیجہ ہو مجھ کو دونوں سخنوروں کے کمال طبع پر حکیم انوری کا یہ شعر یاد آیا

اے از خست فلندہ سپر ماہ و آفتاب

طعنہ زدہ جمال تو بر ماہ و آفتاب

نغمہ



رویت الف

میں تیرا نام لے لیکر دیا حسن تک پہنچا
 دماغ انسان کا تدو قارِ حسن تک پہنچا
 کیا جو کوئی مالہ یاد کا حسن تک پہنچا
 چلا جب منہ اٹھا کر جلوہ دارِ حسن تک پہنچا
 جلا کر طورِ سینا جانِ ثارِ حسن تک پہنچا
 تصورِ جب مرا اس نعمِ بہا حسن تک پہنچا
 خدا معلوم کیونکر جلوہ دارِ حسن تک پہنچا

نثارِ عاشقی ہو کر جو ارجِ حسن تک پہنچا
 حقیقتِ مختصر یہ ہو کہ علمِ اللہ کے بخش کی
 وہ قوتِ عشق نے پیرِ مہینِ ی بے یقوی کے گلو
 ترے مجذوب کی دیوانگی جو عینِ شہساری
 قیامتِ کڑی برپا شد برقِ تجلی نے
 گلِ امید سے دامنِ دل مملو نظر آیا
 و نورِ شوق میں ایک ایک قدم میرِ قیامت

کراماتِ محبت سے بھی بڑھ کر ہیں اور شش
 کہ انسان قصہ کرتے بھی ارجِ حسن تک پہنچا

رات کو دنیا میں سناٹا سا پڑ کے رہ گیا
 شرم سے اپنی جگہ جو تھا وہ گڑ کے رہ گیا
 زخمِ دل کا ایک لٹکا اُدھر کے رہ گیا

دورِ تنہائی سے کس کا دم اُٹھ کر کے رہ گیا
 حشر میں انکی نگاہِ عفو کا اُفت سے اثر
 روح کی بتیا میر نے بھر میں مارا ہین

مختصر و داد اتنی جو حیاتِ شقی کی اس اداسے اپنے ہمار کا پوچھا مزاج	کھیل قسمت کا بوائے میں، گر طے رہ گیا بات کرنے کی خوشی میں دم اٹھ کر رہ گیا
	چاشنی در مختصر اس کو پوچھا چاہیے ناوک پیدا جسکے دلمیں گر طے رہ گیا
چھپنے میں عشق کی دل کو عجب مزا دیا جو رفاک ہو اتو ہم ایسے شکستہ دل ہوئے زورِ نظر سے خود بخود بند نقاب کھل گئے حسن کے رمزِ باطنی کس میں یہ دم کہ پوچھ لے تیرے شہیدِ ناز کا رہ نہ سکا مزار بھی اہلِ نظر کے جذب سے جبکہ قیامت آچکی اتوا کہ کی اگر منہ پر اُٹیں ہوا میں ان نقشِ جہان کی ہست و بودش بر آئینِ نمود پیشِ جہان روا ہو کے بیگی ایکٹ ان آہ کی ہو گئی خوشی خون ہوا ہمارا دل حسن کے معجزات کا لاؤں گا دل سے عقدا لے لیا نام سحر کا جو خدا بھلا کرے	بنے اسے ہنس دیا اس نے جین ملا دیا پاگے جہاں مہربان قصہ غم سنا دیا جو صابِ چشم شوق کا منے اُٹھیں کھا دیا شعلہ برق ناز نے طور کو کیوں جلا دیا نقشِ قدم کی شکل سے ہر چہ منٹا دیا پردہ حریمِ ناز کا یا رنے خود اُٹھا دیا طاقتِ دل تھی جب کبھی دے بھی مزا دیا اپنی خوشی بنا دیا اپنی خوشی مٹا دیا مانو نہ مانو جانِ جانِ منے تھیں جتا دیا یہ بھی جو دلگی کوئی بات کی اور روا دیا سوئے ہوئے نصیب کو تنے اگر چکا دیا بیٹھے جھائے خون کے آنسو سے ملا دیا
	لی بہن بہت جاہلیان بادہ فروش کو حضور مختصر ادھر بھی اک نظر حسن طلب نے کیا دیا
تیرا دیوانہ اسکا رہ گیا	جسکے نھیں جو کچھ آیا کہہ گیا

خون ہو کر آسودن میں بہ گیا
وقتِ غمِ جواہ بھر کے رہ گیا
رو میں کیا معلوم کیا کچھ کہ گیا
جو غمِ فرقت کی اہذا سہ گیا
عالمِ آئینہ سب سے کر رہ گیا

مختصر اتنی ہی دل کی سرگزشت
دید کے قابل ہو اُس کا رنگ رخ
سننے والوں کی توجہ دیکھ کر
اُس کا دل اُس کے جگر کو دیکھئے
کیا فروغِ جلوہ دلدار ہے

تھا عجب عالم درو دیوار پر
صبحِ محشر گھر سے جب وہ مہ گیا

نہ ہنسا کام آتا تھا نہ رونا کام آتا تھا
کہ تشخیصِ مرض کے وقت تیرا نام آتا تھا
صریحی کو لئے ہمارا اپنے جام آتا تھا
کسی بیمارِ غم کو خیالِ شام آتا تھا
نہ پوچھو کون سے پہلو میں آرام آتا تھا
وہ ناکارہ سی پھر بھی بہت کچھ کام آتا تھا
زبان پر پیشتر سب کا تھا رانام آتا تھا
مری فریاد سے میری ہی سرلزام آتا تھا
اے سب سوکھ جاتا تھا تو مجھ تک جام آتا تھا
نغان کرتا جدھر سے عشق کا نام آتا تھا

سکون ہوا تھا فرقت میں جو تیرا نام آتا تھا
ہیں اس چھتر نے چارہ گرو کی دھبی مارا
نہیں محرومِ وصلت کوئی دنیا میں بجز میرے
ٹپا ٹپا شکر لگتے تھے تھے تھے سطحِ ٹوٹیں
شعبۂ قت کی باتیں ہی میں کھانا مناسب
دلِ عشاق کی قدر اُن کو کیا جو دل نہ کھو ہوں
کسی ہمدرد سے راز وفا کہتے تو کیا کہتے
جفا کے دوست کی ایذا چاموشی ہی بہتر تھی
نثار اس شوق کو چھپا جائے جس مردنی منہ پر
درو دیوار پر تاثیر کی بن جاتی تھیں شکلیں

گھر سے ہن دم بخود یہ پوچھنے کو حشر میں محشر
وہ گھڑیاں کتنی ہیں جب عشق میں آرام آتا تھا

<p>کین کر نہ چشمِ ولین نہان ہو نورِ تیرا واعظ سیکوین ڈرے و کیا اکو غونِ ناصح وجہ بقائے عالم آنکھوں سے تیرا چھینا ذوقِ وفا سے دل پر صدقے ہزار جان سے اے حسن کیوں لکھایا تو نے خطِ غلامی شہرگ سے لیکے دل تک بستی بسائی تو نے</p>	<p>عرشِ برین ہو تیرا اور کوہِ طور تیرا ہوتا ہو بخودی میں جس سو قصور تیرا اک حشر کا سامان ہے گویا طور تیرا تا حشر دم بھر لگا یہ نا صبور تیرا یوسف نے کیا کیا تھا آخر قصور تیرا شہرہ ہو ملک جان میں نزدیک تیرا</p>
--	--

قدرت کا ہر کرشمہ عنان کا آئینہ ہے
محشر تبارِ ہا ہر تجھ کو شعور تیرا

<p>نظر بھر کے سوئے بیا غم دیکھا نہیں جاتا خدا دشمن ہو شومن کو نہ دکھائے شبِ فرقت محبت میں کچھ ایسے آنکھ بھر جاتے ہیں پرے ہنگامین انکی کیا پہنچائی مرکزِ حقیقت کے یہ لکھو اٹھے بالین سو قربان اس بہانے کے تعب خیز عالم میں یہ دو عبرت کی تصویریں</p>	<p>الغمر! ایک کج چکی میں دم دیکھا نہیں جاتا تجھی سے اپنا چہرہ صبحی دم دیکھا نہیں جاتا کہ وقت جذبِ دل دیر و حرم کیا نہیں جاتا کہ جنسے جلوہ بیتِ لہنہ دم دیکھا نہیں جاتا کسی کہیں کو جسے مرتے دم دیکھا نہیں جاتا ہمارا ضبط اور تیرا ستم دیکھا نہیں جاتا</p>
---	---

لفظ اک قبر ہو گئے خدا کا نام اے محشر
کسی سے حالِ اربابِ عدم دیکھا نہیں جاتا

<p>اُن سے چھٹے ہم غیض ہو گیا موت سے دشمن کو جو بھولانا میں انہی مے ہم بڑا عالم عدد</p>	<p>انکھ میں دنِ صورتِ شب ہو گیا ہجر میں جینے کا سبب ہو گیا کو دنیا آخر یہ غصہ ہو گیا</p>
--	--

<p>انکی مسترت کا سبب ہو گیا دیکھنے والوں کو عجب ہو گیا دیکھ کر آئینہ غضب ہو گیا</p>	<p>گریہ غم قدر تیری کیسا کردن حشر میں یوں آئے شہید و فا سمجھا وہ مغرور کہ ایسے ہیں ہم</p>
<p>ملکمی محشر میں مرنے کی داد اسکا یہ کہنا کہ غضب ہو گیا</p>	
<p>دل کو دیوان تمام کے بٹھا کہ پھر اٹھا نہ گیا دیکھنے والوں سے نقشہ مرا دیکھا نہ گیا دل سے پھر ہوش میں پنے کبھی آیا نہ گیا ہمسے روتے ہوئے کو آ کے بنسا یا نہ گیا تم وہی ہو کہ کبھی دیکھنے آیا نہ گیا حد یہ ہے لیکے ترانام پکارا نہ گیا عمر بھر چین سے دم بھر کبھی بٹھا نہ گیا</p>	<p>دیکھ کر بلوہ ترا ہوش میں آیا نہ گیا پوچھنے والوں سے پہچان نہ گیا حالِ فراق کیا مبارک وہ گھڑی تھی کہ دل یا تھا جب بڑا دعویٰ تھا کہ روتے کو ہنساتے ہو جاؤ بس رو چکے بیمار کو اب کیا ہو گا ضعف بیمارِ محبت کا ہو کس منہ سے بیان تجھ کو لے سب جوئے دوست دعا کیا دے کوئی</p>
<p>لو مبارک ہو کہ دنیا ہی ہو اٹھا محشر یہ تو کہنے کو نہ ہوا نہ اٹھا یا نہ گیا</p>	
<p>اک تازہ زخم جریڈل چارہ ساز کا بس اک ہین کو حکم ہو اخفائے راز کا متوالا دل ہو جنبش زلف دراز کا لے ٹھپی قصہ شام سے سوز و گداز کا اندھے ہو اور سے چارہ ساز کا</p>	<p>بڑھنا علاج سے مرض جا نگد از کا ابنی نظری آپ کو کچھ بھی نہیں ڈرا ہون میں کہیں یہ یہ لہر کے گرنے پائے لے شمع زرمِ عیش میں یہ ہے شگدن بد جھکی نہ آنکھ گھاؤ محبت کا دیکھ کر</p>

<p>عنوان ہر فسانہ وحشت طراز کا پھر پوچھینگے کہ وقت ہوا کس کی ناز کا اب کام ہی نہیں ہر کسی چارہ ساز کا</p>	<p>خاموش بیٹھنا کبھی رو دینا خود بخود مانا پیسے ستم ہی سیلہ دل مگر آخر مریض ہجر کا وہ وقت آ گیا</p>
<p>محشر وہ دوست پایا تو ہر مرکز جمال کیا کہنا آج کی نگہ امتیاز کا</p>	
<p>آنکھوں سے مری شانِ خدا دیکھتے رہنا خنجر کی روانی کو ذرا دیکھتے رہنا فرصت ہو تو انداز وفا دیکھتے رہنا شکوہ نہ بڑھے حد سے سوا دیکھتے رہنا وہ آتے ہیں پہلے کہ قضا دیکھتے رہنا ہمنہ نہ کہا تھا کہ ذرا دیکھتے رہنا دشوار ہو دلبر کی ادا دیکھتے رہنا</p>	<p>زینت میں ہر اک اپنی ادا دیکھتے رہنا لے دیدہ ہر نرم تخمین قاتل کی قسم ہے دل دیدیا بے عذر مگر عرض ہوا اتنی تا کہ دل و شوق یہ مجھے ہر شب وصل اجا ہے ہر نزع میں اتنی مری خواہش محفل میں جو دیکھا مجھے در بانوں سے بولے بگڑے وہ شب وصل تو یوں شوق بچارا</p>
<p>دل لیکے تم اُس بزم میں جاتے تو ہر محشر لیکن طرف زلف رسا دیکھتے رہنا</p>	
<p>اگر ہوا ہے کہن میں بھی یاد رکھیے گا زبان سے یاد رکھیے گا کہ لسی یاد رکھیے گا کہاں تک حضرت دلِ خانان یاد رکھیے گا اسیرانِ محبت کو حضور آزاد رکھیے گا جہان تک آپسے ہو عزت فریاد رکھیے گا</p>	<p>گلے پر جب کیسے خنجر بیدار رکھیے گا کیا جو کوئی وعدہ لیکن اتنا تو بتا دیجئے وصالِ دلربا کا داہمہ وجہ جنون ٹھہرا کہنیں یہ اٹھ بھی سکتی ہیں کہنیں یہ جا بھی سکتی ہیں فراقِ دوست میں خاموشی اچھی حضرت محشر</p>

دیا عشق میں کوئی بمشکل کام آئے گا
تلاشِ دوست میں دیوانگی جو میں انائی
سیر کی محبت یوں ہو کہ دہن بھول ہی جائے
قریب صبح اسرار فنا ہو جائے غیب ہر
تعجب کیا یونہی آسان ہوں موت کی نین

مری جان کام آئے گی مراد کام آئے گا
یہی سودا مرے منزل منزل کام آئے گا
لہو میرا سدا مانِ متاقل کام آئے گا
گدازِ باطنی اے شمع محفل کام آئے گا
میں دل کے کام آؤں گا مرے دل کام آئے گا

غلط سمجھے دفائے عشق نامع خیر اے محشر
مگر اک روز یہ دعوے بطل کام آئے گا

ترا اچھینج دور انقلابِ فرائین رکتا
نہ کھلاؤ ہمیں احرارِ جوان کو چہ جان
یکن نظروں سے تم نے چاہنے والے کو دکھا تھا
مرے فساد کو نشتر زنی کی مشق کامل تھی
رلایا بلکو جسے دے وہی تسکین بھی آ کر
مقابلِ عشق کی قدر ک کیا ہو قوت انسان
نہیں کتا چلا جب کی وحشی کو گر جان میں
جوابِ حشر ہو دوست تجلی گاہِ جان کی
یہ کنا چارہ گر کا شرح ہی زخمِ محبت کی
جہان بیٹھانیا افسانہ حسنِ عشق کا چھٹرا
یہ کہتا ہو کوئی دربان سے وقتِ زینتِ محفل
شبِ قت میں طعلِ غم کی خراہتا محشر

کسی کام عشقِ دوست کا لانا نہیں رکتا
کسی کا اک ہماری ذاتِ رستا نہیں رکتا
کوئی محفل ہو یا خلوت کہیں رستا نہیں رکتا
مگر اب روکے سے خونِ گسوا نہیں رکتا
وگر نہ زندگی بھرا تنکِ غم فرائین رکتا
خدا کی بھر کے روکے تیرا دیوانا نہیں رکتا
گزر جائے وہ کچھ بھی وکنے والا نہیں رکتا
خدا کی جمع ہو جانے پہ بھی رستا نہیں رکتا
بہت تدبیر کی لیکن لہو دل کا نہیں رکتا
ہزاروں میں تھارا چاہنے والا نہیں رکتا
اسے تجھے ذرا سی جان پروانا نہیں رکتا
سحر ہو نیکو آئی اور ترانا لانا نہیں رکتا

<p>نہاؤں دوست کی محفل میں گھر دل نہ مانیکا یہ خنجر کا رکھنے ہی میں سب کام بنتے تھے بھلا یہ عشق کا اک حسن ہجو میں کہ خود راہی جنون عشق میں خاطر شکن ہو پندناصح کی لقاب بخٹ دینے کی فرمائش ہو کیا حال مرا دل محفل میں عشق کے کار آزمودہ ہجو فرق دوست میں اور دہمائی یہ تہلا دے تھے دیوانے کے تیور دم رنقا ر آفت میں دلیل کامیابی اسکے شوق مرگ کو کیے</p>	<p>قیامت بھی اگر برپا ہو یہ لہلہ نہ مانیکا سمجھتا تھا کہ میری ایک بھی قاتل نہ مانیکا کوئی اچھی بھی سمجھانیکو بٹھے دل نہ مانیکا اگر میں مان بھی جاؤں تو میرا دل نہ مانیکا وہ مانیکا مگر ہرگز نہ محفل نہ مانیکا اگر وقت آپڑے مشکل سی بھی مشکل نہ مانیکا پکارینگے ٹپ کر ہم کسے جب دل نہ مانیکا فرشتے کی بھی گویا آ حد منزل نہ مانیکا جو وقت فوج رعب خنجر قاتل نہ مانیکا</p>
--	--

کہا ہر تمنے دم بھر بٹھے جانے کو مگر محشر

کرو گے کیا اگر وہ رونق محفل نہ مانیکا

<p>کھاکے دل کی چوٹ جان نہ رکھتا ہی رہا تیرے فریادی کی عالم میں خبر ہی کہنے لی انکا انجام اور تھا میرا نتیجہ اور کچھ شکوہ گردون زبان تک آئے کس امید پر ہو گیا آخر گھڑی ساعت کوئی بیار عشق ہجو میں ہر در کی اجاب دیکھا یہ رنگ</p>	<p>کام آنکھوں دیا جب تک میں روتا ہی رہا شام سے صبح جو سویا وہ سوتا ہی رہا گو کہ اک عالم ہنسنا لیکن میں روتا ہی رہا میری راہ شوقین کاٹے یہ توتا ہی رہا چارہ سازوں میں مرض تشخیص تھا ہی رہا آئے بٹھے اٹھ گئے میں تھا کہ روتا ہی رہا</p>
--	--

خوش میں وہ محشر داغ دل کا اب کیا پوچھنا

جو لکھا تھا میری قسمت میں وہ ہوتا ہی رہا

وجہ تھائے زندگی مستعار تھا
دل کو قرار تھا نہ ہمیں کو قرار تھا
مجموعہ غبار دل بیت دار تھا
بہر بھی نگاہ ناز میں بے اعتبار تھا
مرنے پہ جسکو ہجر کی شب اختیار تھا
جسکو نفس کا سلسلہ بھی ناگوار تھا
جو اشک تھا ہمارا چرلے مزار تھا

جب تک ہمارے پاس دل بقیہ رہا تھا
یہ مختصر بیان غمِ ہجر یا تھا
بشامِ فراق کیا میں کمونِ ہیئتِ نجوم
تیرا ہی نام نزع میں ورد زبان رہا
قدرت پہ اسکی صدقے زمانے کی حتمین
خلوت کا لطف اُسکے کلیجے سے پوچھیے
پوچھو نہ قدر گر یہ احباب بعد مرگ



سہل ہی فرضِ محبت کا ادا ہو جانا
جسکو دکھا شبِ غم اور سوا ہو جانا
وعدے کا وقتِ معین پہ ادا ہو جانا
با اثر آہوں کا مشکل ہی ہوا ہو جانا
کبھی ہنسنا کبھی جینے سے خفا ہو جانا
نالوں کا درد بھرے دل کی دعا ہو جانا
زندہ رہنا مر اور اُن سے جدا ہو جانا
بھر بھی ڈرتا ہوں کہیں تم نہ خفا ہو جانا
اب یہ قسمت ہی خلافِ کب ہو ادا ہو جانا
وقت پر دیکھا ہی پانی کا ہوا ہو جانا
بندے کا منظر اسرارِ خدا ہو جانا

اختیارِ بشری ہو جو فنا ہو جانا
قدرتِ عشق کا اک اہمہ ہو شوقِ وصال
اہلِ باطن کے لئے عشرتِ روحانی ہی
مٹ سکینِ جہنم سے آیاتِ محبتِ توبہ
شامِ وعدہ یہ ہو تاویلِ خیالات کی شکل
اہلِ لفت میں ہی رمزِ مریہ روح
حسنِ و عشق کے اسرارِ نہان پر صدقے
شوخیِ شوق ہو خلوت میں ادب کی حد پر
طور پر شوق نے پہونچا دیا موسیٰ کو بخیر
نزع میں آیا پسینہ ہوئی مشکلِ سان
واہ سے عشق پرستی کی کرامتِ محشر

دوست پہ حال اپنا عیان کر دیا مر گیا دل دفن میں کیا اہتمام دیکھ سکے کون جمال حبیب جستجوئے دوست میں ہم مر گئے مر کے بھی اس درد کی پائی نہ حد اپنے اُس ارمان پہ میں خود شمار اس پہ خفا مجھ سے خدائی ہوئی	دل میں جو تھا صاف بیان کر دیا تھوڑی سی مٹی میں نہان کر دیا جس نے کہ روشن یہ جهان کر دیا شوق نے بے نام و نشان کر دیا جس نے مجھے محو فغان کر دیا جس نے تمھیں آفتِ جان کر دیا رازِ محبت کو عیان کر دیا
---	---

دل پہ ہے محشر یہ کرم عشق کا
واقفِ اسرارِ نہان کر دیا

تشنہ کام مدعا تیر سگر رہ گیا اُس کے سوز دل کی نکو بھی خبر ہو یا نہیں کیا بنا سکتا ہو اُس دفن کا زورِ انقلاب ہجر کے غم میں پکار میں کیا کسی ہمدرد کو بلوہ ایسی طور کی بھی کس قدر تھی دیر پا دید کے قابلِ شبِ فرقت کی تھیں مٹا بیان زورِ طوفانِ جنون اب کسے روکے روک سکے کس اثر نے تیرے فریاد کو ٹھنڈا کر دیا اس اداسے حالِ لکھتے ہوئے غامض ہم جان دیکر خوب دنیا کے دفا آباد کی	دل میں جتنا خون تھا سب دہنکر رہ گیا کچھ دھوان سا جسکے غمخانی سے ٹھکرا رہ گیا کھلے کر تیرے پائے نازک کی جو ٹھوکر رہ گیا اسکا رونا اتنا تو ہکو زندگی بھر رہ گیا آج تک جسکا اثر ہر ایک دہر رہ گیا نغمہ سے میں تم سے تھے کیا دلِ ٹپا کہ رہ گیا ڈوب کر خونِ رگ سودا میں نشتر رہ گیا شب کے یہ کیا تھا کہ اک ہنگامہ اٹھکر رہ گیا سننے والے سمجھے اک دفتر کا دفتر رہ گیا شکر ہو ہر اک زبان پر نامِ محشر رہ گیا
--	---

سیکڑون زخموں پہ ذوقِ غلش تیر بھی تھا
 سچ بتانا کہ کبھی شکوہ تقدیر بھی تھا
 جلوے کے ساتھ اثر لذتِ تقریر بھی تھا
 جو لے فردِ عمل اور تری تصویر بھی تھا
 کیا مرے حال میں کچھ شکوہ تقدیر بھی تھا
 دل بھی مجرم تھا ترانہ شبگیر بھی تھا

دل مراد دل تھا مگر درد کی تصویر بھی تھا
 وقتِ غم تنے بہت دیکھا ہو روتے جھکے
 دیدہ و دل کئے موسیٰ کے معطل کس نے
 تیور اُس کے قیامت میں عیاں ابا اللہ
 سنتے سنتے تھے ہاتھ پہ شکن کیون آئی
 کیون نہ دی برہنجی زلف پہ دونوں کو نہلا

کیا عجب یوں شعر کو کبھی محشر یاد آئے
 پیر و عارف و تقلید کن میر بھی تھا

مارنا تھا تو اسی تیر سے مارا ہوتا
 حسرت اسکی ہو کہ جی بھر کے نظارہ ہوتا
 کبھی دم بھر کے لیے تو جو ہمارا ہوتا
 دشمن و دوست کیسکو تو پکارا ہوتا
 در نہ چھتا وہ طرفدار تھا رارا ہوتا
 جو ترے ہاتھ سے ہوتا وہ گوارا ہوتا

اے محشر ہی کبھی کلکے پکارا ہوتا
 قابلِ رحم ہوں اے جلوہ گہِ شوخی دوست
 عشق اور حسن کی دنیا پہ حکومت کرتے
 اُن سے درد اور دلِ مردہ کا اندرِ ضبط
 خیر گذری نہ کیا حشر کے دن شکوہِ حسن
 اک ستم یہ بھی ہو حد بندی اندازِ ستم

کوئی جاتا نہ خوشی سے طرفِ ملکِ عدم
 اُنکے ملنے کا جو محشر نہ سہارا ہوتا

کوئی پرسان ہی نہیں زخمِ دلِ پنجر کا
 اک قیامت ہو سنک جانا ہوا تیر کا
 اب غنیمت جان جو دم ہو تیرے پنجر کا

دیکھتے ہیں سب سب کا رنایان تیر کا
 الخدہ سحر اے دلکی آندھیو پر آندھیان
 دل سے پیکان کھینچنے والے یہ مہمت تاکجا

دوست دوزعدہ وفا کی جب کی شام صبا کون یہ غیار کش ہو خواجگاہ نازنین و خشیان عشق کی حالت کو سمجھے کیا کوئی سننے سننے حال غم انکو بھی آئے ہیں اشک ہجر میں کس ل سی ہو ضبط غم بے اختیار	تذکرہ ہر دوست زمین میں می تقدیر کا ہاں مے دل و داک نالہ اسی تاثیر کا ایک طلسم قدرت کی ہر واقعہ تقدیر کا اے زبان رنگ بے لہنا چاہیے تقریر کا روکنا اشکو بکا بھی لا ہے جوے شیر کا
---	--

و خشیان عشق کٹھالی تیر ہوں جب پر زمین
محشر انکو بار کیا معلوم ہو زنجیر کا

آؤ سوزان سو نہ پوچھے کوئی کیا کیا جلگیا پہلے تھے بدنام آہ گرم سے اب کیا ہوا کس قدر بھڑکی ہوئے بال پروانہ سے آگ جائیے ہم پونچھ لینگے اپنے خود ہی شک گرم تا کجا تعلیم ضبط آخر بنگاہ مہند سے ہم بھی آتے ہیں سر طور ای حال حسن دوست	ایک دل کے جلنے سے عالم ہی سارا جلگیا مخل جانان میں جسے ہکو دیکھا جلگیا خانہ فانوس کا سرمایہ جو تھا جلگیا آپ سیو کیوں سنیں دامن بہار جلگیا جلگیا بس بس دل ہنگامہ آرا جلگیا دیکھنا ہو کس طرح نخل تمتا جلگیا
--	--

آؤ محشر دل جلانے والوں سی پوچھیں ذرا
کچھ تھیں خوف خدا ہی گھر خدا کا جلگیا

نا ترک دلی سی کچھ صفت گل نہ ہو سکا خواب عدم سے حشر میں اٹھنا پڑا ہمیں دیکھا ہو سرد و گرم زمانہ کو مدتوں کیا کام مجھ سے نکلے گا ای دست باغبان	کیا ذکر غم خوشی کا تحمل نہ ہو سکا چاہا مگر جواب تفاضل نہ ہو سکا لیکن چراغ داغ و فا گل نہ ہو سکا شانہ طراز کیسوئے سنبل نہ ہو سکا
---	--

دعوائے جنونِ عشق کا کس بل پہ دلوں کو تھا پہونچے رموزِ عشق تک اسکا خیال کیا	طے جادہ درازی کا کل نہ ہو سکا جس سے کہ دو گھڑی بھی توکل نہ ہو سکا
---	--

تفسیر تو بہ محشر سے کیا پڑھائیں ہم
جو مست لذت قدحِ مل نہ ہو سکا

وہ پیر کھینچے تھے مرا چہرہ زرد تھا بتایا بیانِ تھکین اور نہ رخ اپنا زرد تھا چین چین سے کھینچیں حدیں میں ضبط کی سہ ماہِ روح کا بہ چین پر عرق نہیں سوزِ حالِ حسن سے انسان تو درکنار وہ آتشِ حال نہ گرمی جذبِ حسن کس منہ سے کیوں نہ ت بہاری فراق اندری سبکی کسی بہارِ عشق کی لے لے کے نام تیرا میں بیٹھا ہنسا کیا	ایک ایک قطرہ دلا ہونہ زرد تھا جس وقت تک تھل اٹھائے زرد تھا تصویرِ حال بنگیا جب دل میں درد تھا مارا ہوا ہوں ضبط کا بدنام درد تھا دیکھا تو سنگِ طور کا انجام گرد تھا یوسف کے بعد مصر کا بازار سرد تھا ایک آہ جا نگہ زمین دل تھا نہ درد تھا ہمدرد کیا ہو غیر کو بھی جسکا درد تھا تیرا پہیل آئے نہ جب دلیں درد تھا
--	--

محشر وہ سوزِ نالہ نہ ہنگامہ فغان
مرنے سے میرے عشق کا بازار سرد تھا

ہجرینِ گریہ غم وجہ تسلی نہ ہوا یاد رکھنا اسے اس سلسلہ بندانِ الم دیکھنا عشق میں عاقبتِ نداشتی مل منزلِ عشق کی سرحد کا پتا کیا پاتا	آج بکلی نہیں اسکا کوئی بھی نہوا عالمِ آشوب نہ کی آہ تو کچھ بھی نہوا یعنی جس بات کو ہم نہ کہہ سکتے تھے دلِ مجنونِ جرسِ ناقہ پستی نہوا
---	---

بت پرستی ہو کہ ہو کتبہ پرستی کا جنون	رونا اس بات کا ہم سب کو کچھ بھی نہوا
دیکھئے دالو کو دکھلا تا میں جذبات ال محشر میں لکھنؤ میں طور تجلی نہوا	
نہ پوچھو باری باری ہمدوا احوال غم میرا یہ طاقت پاؤ نہیں آئی کہ مخزون تا عدم پہونچا لگا آہستہ آہستہ چارہ گر حالت ہی نازک ہے مری ہستی ہو وابستہ ملال روزِ فرقت سے یقین زندگی کس کو شبِ فرقت کی یاد میں	کہ تم سے بات کرنے میں رک جاتا ہوں دم میرا دیا تھا ساتھ راہِ عشق میں دوا کہ قدم میرا بدلونے میں کروٹ کے اٹھ جائے نہ دم میرا کہا تک ساتھ دیکھا اچھا صبح دم میرا زرا پھر پوچھ لینا حال اگر صبح دم میرا
مرضِ عشق میں منت کشِ درمان ہونا دہشتِ اسکی ہر کہاں جا کے رہیگی دنیا دل میں ایسے نظر چھو بہا کہ ہو قیام سننے کی تاب کس کہنے کی حالت کس میں دل میں اتنی تو جگہ چھوڑے اس شہِ ہواد اک بہانہ سا ہوا چند نفس جینے کو وادیِ عشق کی چیدگیاں کیا کیے کچھ کسی شے پہ نظر اسکی نہ جمنے پائی دوب جائے مراد لکھنؤ تارے چھپ جائیں استدرا عمر خدائے تم سے دیوانے کو	اپنے ہاتھوں سے خود موت کا خواہاں ہونا نالہ ممکن ہے کہ ہو حاصلِ مکان ہونا بہ نہ کرنا کہ حریفِ غم نہ پاں ہونا اک فسانہ ہے میرے گھر کا بیا بان ہونا مری قسمت میں ہو جتنا غم بہان ہونا پاس میرے نہ کسی کا شبِ ہجران ہونا یہیں دیکھا گیا آزاد کو زندان ہونا جسے دیکھا مری حالت کا پریشان ہونا تو نہ مدت تمام اے شبِ ہجران ہونا دیکھے آنکھوں کچھ کشادہ زندان ہونا

<p>اُفت شب سحر طبیعت کا پریشان ہونا باطنی چوڑھو نکا اللہ سے نمایاں ہونا</p>	<p>عالم شوق کا ہر ذرہ ہر اک شمعِ عزم مثل دل ٹوٹے ہیں گر کے زمین پر نشو</p>
<p>عاشق کا حسن مکافات یہی ہو محشم ہا، کسان کے لئے قیدی زندان ہونا</p>	
<p>اگر تیرے ستم کے کام آئے سدا مر جانا وہ ایک اس سس میں یکا یک رقی چلا جانا ہمارے زخمِ دل کا کس طرح ممکن ہو مر جانا کہ محکم ہو دل کا مضطرب ہو کر پھر جانا رگِ دل لٹسنے کی سنت ہو آواز ڈر جانا کہ یہ کس کو کہہ یا تھا اک جہان ویران کر جانا خدا یا رشتہ الفت سیرا کب کا گھر جانا کہ آوازِ الفت جسک کہتے ہیں مگر جانا کہ تاحد سوال شوق ممکن ہے نظر جانا</p>	<p>فدا ہو جاؤں کوئی بات ہو جی سدا کر جانا نہ پوچھ مشق ضبطِ دل میں نہ کر جانا بتا دے اتنا دبا تھا دل نہیں ہی اندھ کر جانا کتابِ بشر اٹھا کر فالِ حیرت کھینچ کر جانا تیری اس ناز کی طبع پر سب سے پہلے کر جانا مبارک تیرا نام اب نہ است مگر ازلہ کر جانا کھینچتے ہیں طائرِ آشنا ہوشِ ازلہ کر جانا نہ رکھنا یاد دل لیکر ترا حسنِ خاطر کر جانا نہ دیکھی فالِ موسیٰ ریاضِ لہن ترانی میں</p>
<p>خوشی میں یہ راز آخر کھل گیا محشم حاتِ جادو رانی ہو غمِ فرقت میں مر جانا</p>	
<p>یہ سہل ہو نازِ دل مضطر نہ اُٹھے گا جب تک کہ دھواں دل سے برابر نہ اُٹھے گا اب میرے اُٹھائے دل مضطر نہ اُٹھے گا جھپکی اگر آنکھ اسکی تو سو کر نہ اُٹھے گا</p>	<p>مجھے تھے غمِ فرقت و لپر نہ اُٹھے گا آنسو غمِ فرقت میں مسلسل نہ بہیں گے آنسو کی طرح دوست کی نظروں سے گر رہے بیدار شبِ ہجر کے تیور سے ہو ظاہر</p>

خون اپنے ہی ہاتھوں ہی کیا شوق ستم کا احسان اجل کیا مجھے راحت سے سلایا ہر سانس ہوئے عدم آباد ہے گویا	پہلے سے یہ کیوں کد یا خنجر نہ اٹھے گا اس خنجر لحد سے مراب سر نہ اٹھے گا بیار و فابکی سے گر کر نہ اٹھے گا
---	--

غصے میں یہ ایک کس کوئی پچھ رہا ہو
کیا میری قسم بزم سے محشر نہ اٹھے گا

جسم سے جان ہو فرقت میں جدا یا نہ جدا لیگیا دل کوئی بیدار تو یہ ہمنے کہا سب ستمگار تماشے کو چلے آتے ہیں رونے دیتے نہیں جی کھول کی ہمسائے مجھو کر دیا دلکی اطاعت نے مجھے دیوانہ	مجھے ہو جائے الوداع دیوانہ جدا غم ہی کیا اسکا اگر ہو کوئی ہنگامہ جدا دل سے ہونیکو جو ہو ناوک جانانہ جدا دل میں آتا ہی بناؤن کوئی غمخانہ جدا روز دکھائے کہانتک کی ویرانہ جدا
---	---

بزم عشرت کا سماں صبح یہ دیکھا محشر
شمع کی خال لگ ہی پر پروانہ جدا

دیکھا جو مجھ کو بزم میں کیا خفا ہوا ایک اک گھڑی فراق کی سوا ہاں وح تھی پوچھو سبب نہ گریہ بے اختیار کا کس کس سے حال طور کہیں حضرت کلیم روتے تھے پہلے شوق ہو فرقت میں شاکن کتی ہواک جہان کے نالوں کو بے اثر یوسف کو حسن مصر میں لایا تو کھل گیا	بیٹھا تھا پہلے ہی سے وہ ظالم بھرا ہوا پھر رات آئی موت کا پھر سنا ہوا مجبور تھے کہ دل تھا ہمارا بھرا ہوا جو کوئی ہی وہ پوچھ رہا ہو یہ کیا ہوا رزا اپ سکا ہی کہ لہو دل کا کیا ہوا دیکھا ہر تمنے کوئی کبھی دل دکھا ہوا مٹا نہیں نصیب میں جو ہو لکھا ہوا
---	--

<p>زندہ بین بہم نگاہین ہر چارہ سازی ضبط و فغان سے دہرین سناٹا چھا گیا</p>	<p>جسوقت تک کہ درد جگر ہیڑکا ہوا کی آہ جب شوقیہ امت پیا ہوا</p>
<p>محشر بدل لو پہلے مقدر کے لکھے کو پھر زیب دیکھا تم کو کفن بھی لکھا ہوا</p>	
<p>وجود اب ہ گیا مثل چراغ صبح دم میرا جو اٹھے چارہ گر بالین ہی تو نہ پھیر کر اٹھے دکھائی دیجو وہ صورت زندگی ہی میں تو اچھا اکسی خیر پوراہ و فائین مضطرب لکی</p>	<p>ہو کے آنیسے غم خانے میں گھٹتا ہی دم میرا ہنگوا یاس سے ڈر ہی کھل جائے نہ دم میرا کر نیکے کس طرح دفنا کے بھلو آپ غم میرا کہ بٹھے بٹھے کیوں گھبرا رہا ہی دم میرا</p>
<p>خلاف اخلاق کو ہوگا یہ طول بحث اہل مین نہ کعبہ شیخ کا محشر نہ ہی بیت الصنم میرا</p>	
<p>شراب نشین مدہوش یا محو الم رہنا یہ آواز بخاری سلسلہ بند حقیقت ہے حقیقت کیا کھلے گی تجھ پہ آرام و ستر کی یہ ہیبت ناک منظر وجہ طول زندگانی ہے بتا دوں اتحاد باطنی کا فلسفہ کیا ہے کوئی پوچھے کہ آخر کئے کیوں یہ بزم مذہب تلاش مدعا میں صبر بھی ہمراہ لازم ہے طرہیگی معرفت اعداد کے منظر سے افعال ہوئی جسوقت فکر رزق شب کو نیند کے مین</p>	<p>مگر لے دل وفا کی راہ میں بت قدم رہنا ہمارا حلقہ جنباں در بیت الصنم رہنا اگر ہی بار خاطر بتلائے درد و غم رہنا نگہ کے سامنے ہر وقت تصویر عدم رہنا ولی جذبات کا شادی و ماتم میں بہم رہنا بہت دشوار ہی اعزاز شیخ محترم رہنا کبھی دو کام چلنا اور کبھی تم بھر کو تنہم رہنا اگر جو یائے حق ہی ساکن دیر و حرم رہنا مقدر بول اٹھا بیدار غافل صبح دم رہنا</p>

تو ضلع کی ادا دلکش بھی لکھی گو کسی میں ہو	اسی سحر میں محبوب کی زلفوں میں خم رہنا
جہاں صبر میں ہو شوق جسکو کامیابی کا	وہ پہلا اہل دل سے پکھ جائے محو غم رہنا
یہ نظر بھی جہاں میں قابلِ عبرت ہو اگر گردن	مرا خاموش رہنا تیرا مصروفِ ستم رہنا

ہم ایسی زندگی کو زندگی کیونکر کہیں
سحر سے شام تک منت کش اہل کرم رہنا

شکایت سکے اپنی ظلم کی تم مسکرا دینا	پھر اُسکے بعد جو کچھ دلیں آجائے سنا دینا
یہ تاثیر بایں لائے گمان کے اہل دل یارب	جہاں جا بیٹھیا محفل کی محفل کو رلا دینا
قیامت میں یہ اندازِ سخن میں شوخیِ ظلم	کہ جس سے بات کرنا اسکو دیوانہ بنا دینا
میاں بزمِ ساقی کون سنتا ہو فقیروں کی	بس پناہ کام یہ ہو روزِ آنا اور دعا دینا
مذاقِ اہل دل خلعت میں اک مرقعِ حقیقی ہو	کبھی کبھی اشکِ بھر لانا کبھی کبھی مسکرا دینا
جفلے دوست پر ضبطِ نغانِ ننگِ محبت ہو	خداوندِ اہلِ انِ زخمِ دل بھی بے صدا دینا
تمنائے وصال ایک ک نفس ہے یہ کہتی ہے	جہاں تک جلد ہو سرمایہ ہستی مٹا دینا
کلیجہ غول ہو جائے کچھ ایسی چھپر کرتے ہیں	آنکھیں مد نظر ہوتا ہے جب مجھکو رلا دینا
وصالِ دوست کا رُخِ حقیقی کھل گیا آخر	وہ آنا نزع میں جھکی وہ میرا مسکرا دینا
اکہی خیر ہو پھر لیچا شوق اسکی محفل میں	کہ حسن وضع ہو جسکا ہم ایوں کو اٹھا دینا
عطا کی ہو یہ قدرت حسن نے اہلِ محبت کو	ذرا سی بات کا پر دردِ افسانہ بنا دینا
ہوا جو کچھ کہ فرقت میں اب اسکا چھپرنا کیسا	نہ سن سکتا ہو کوئی اور نہ ممکن ہو سنا دینا
نہ جانے خط میں نہ جاتا ہو کیا ایو فطرت کا کامی	کہ بہرون بیٹھ لکھنا گھڑی بھر میں مٹا دینا
وہ خود ہی مٹے ہیں اس درنا کامی ہیں	جھپٹیں کچھ بھی نہ تھا دشوار روتے کو نہ سنا دینا

<p>نہ سنتے آپ تو میں اور حضور کیا کرتا اب ہر مہر تھرا غرور کیا کرتا تھیں تباؤ کہ پھر میں قصور کیا کرتا میں جاتا بھی تو سرکہ طور کیا کرتا خیال دوست کو میں لے سو دور کیا کرتا خطا کیسی کیسی کا قصور کیا کرتا خدا کو علم دل نا صبور کیا کرتا جو کام غم نے کیا وہ سرور کیا کرتا خدا ہی جانے تھا اظہور کیا کرتا وہ کچھ خیال دل نا صبور کیا کرتا</p>	<p>بیان واقعہ کوہ طور کیا کرتا سیر نیاز جھکا بندگی کو ہاتھ اٹھا بغیر حرم کے ٹھہرا قصور وار اگر سنا ہو آب و ہوا عاشقوں کو لڑ نہیں غم و نشاط کے اسرار سے ہوا واقف نہ آرزو کوئی دل میں نہ سینے میں لہر شب براق میں جلد آگئی اجل ورنہ وصال و دوست ہلجان لگ گئی تو گئی چپے ہو آنکھ سے ہر چشم انتظار بیا ستم کے شوق میں جو بدحواس ہو خود بھی</p>
<p>محشر میں زبست میں غم روز نشور کیا کرتا</p>	<p>سلامتی سے مرا خود ہی نام ہو محشر میں زبست میں غم روز نشور کیا کرتا</p>
<p>ہر ایک نالہ وجہ فنا کے وجود تھا گر مئی عشق سے دل سوزان کا درد تھا تیار دار جھکا تجھ ایسا حسود تھا جسد نظر کے تیر کا دل میں ورود تھا جانے وہی جو حاضر بزم شہود تھا</p>	<p>میں آپ سوز عشق میں اپنا حسود تھا غافل حقیقت نفس عاشقان پہ چھ انیدائے تزع اُسکے کلیجے سے پوچھے تیور ہی چشم یار کے عالم سے تھے جدا اسد رمی حسن عشق کی خلقت پر شور شنیں</p>
<p>محشر نشان قبر جو باقی رہا تو کیا اہل فنا کا شوق خلاف نمود تھا</p>	<p>محشر نشان قبر جو باقی رہا تو کیا اہل فنا کا شوق خلاف نمود تھا</p>

نیکش پیکان سے جبین ہتھکڑی ہو گیا	زندگی کا ذکر کیا مرنے بھی مشکل ہو گیا
ایسی بتیابی سوائے حشر میں گریں ترے	ایک عالم دیکھ کر اشکوں کے گڑھ ہو گیا
ظلم ناحق کا ہمیشہ سے نتیجہ ہے خراب	خود نشانہ جذب دل کا تیرا تال ہو گیا
جانفراہ و حشیاں عشق کی زندہ ولی	چار دین میں دشت غربت شگل ہو گیا

ضعف ناکامی کلیم اللہ سے پوچھا چاہیے
طور سے محشر اترنا سخت مشکل ہو گیا

شوق خواہاں ستمائے فراوان نکلا	دل نے صد شکر کہا جبکہ نہ پیکان نکلا
خلوت شوق میں غنایات دلی کو صدقے	جو تصور کیا میں نے وہی سامان نکلا
پوچھ لین چلکے ذرا طور سے آتے ہیں کلیم	کون سا رہ گیا اور کون سا امان نکلا
چشم بد بین سے خدا اُسکو بچا لے شمع	جس کلیم سے ترانا لہ سوز ان نکلا
وحشت آباد محبت کی نہ پوچھو محبت	ایک اک کام پہ ایک ایک سیان نکلا
کھینچے بیٹھا ہو دل کو کوئی پیکان ستم	اور کب نکلیگا جب آج نہ ایمان نکلا
ہٹ گئے حشر میں یہ کہ کو مرے پاس سب	نویامت ہوئی ذکر غم ہجران نکلا

حسن ظن دیکھئے سمجھئے تھے جسے دل محشر
سرسبز آئینہ حال پریشان نکلا

یہ کتابزم میں کوئی بہت مشکل پسند آیا	وہی ٹھہرے یہاں جسکا کہ بکھو دل پسند آیا
میان حشر میں سرکڑا ل دینا شکوہ غم کو	یہ انداز ستم بھی بکھو اوستا بل پسند آیا
نہ سمجھا کوئی ابھی قدر سرشک نامرادی کو	مگر وہ مضطرب جسکو کہ زخم دل پسند آیا
دم تقسیم ازل میں اُن رسی وہ نگاہ رائی	اُسکو تم پسند آئے گی کہ دل پسند آیا

<p>کہا نکا طور بیان پیش نظر جلوہ ہی جلوہ قیامت خیز ہو کب وہولے خانہ برادی</p>	<p>کلیم اللہ کو طول جادوئے منزل پسند آیا خدا مکتوم کیون نکو دیار دل پسند آیا</p>
<p>نہ بیم محسب محشر نہ دھڑکا شیخ واعظ کا ہمین دنیا میں دوسرا غر محفل پسند آیا</p>	
<p>اک عالم مراد مرے دل میں رہ گیا افسانہ سننے والو سدھار و سحر مہوئی رو رو کے اسکی یاس پہ آنسو ہائیے جی بھر کے اسکی دانت کی بروز شہر اس بمر وئی سے اٹھائے گئے ہین ہم شوق اتنی جلد طور یہ لایا کلیم کو</p>	<p>بٹھا جہان تصویر مشکل میں رہ گیا اب پھر کو نگا جو کہ مروی دلیں رہ گیا جو شخص میل داری ساحل میں رہ گیا وہ دعا کہ جو دل سائل میں رہ گیا منہ دیکھ کر ہر ک ترافل میں رہ گیا چھٹ کر نصیب پہلی منزل میں رہ گیا</p>
<p>محشر کتنی نہ قید جنون عمر کٹ گئی بعد فنا بھی پاؤں سلاسل میں رہ گیا</p>	
<p>ناامیدی میں شب وعدہ سحر ہو جانا عالم عشق میں لازم ہو کوئی کام کرو غم ہوا در عشق کا غم وہ بھی تجد تکمیل آنکھیں اسکی میں دل اکٹھے حیات اسکی ہو حشر کیا شے ہو قیامت کا کرشمہ کیسا مجمع حشر میں کیون جاؤ نقاب لٹے ہوئے منزل عشق میں اسد ضعیف ای محشر</p>	<p>یونہی لکھا ہو مری عمر بسر ہو جانا دل بسمل پہ فدا دیدہ تر ہو جانا ورنہ ممکن نہیں سو ٹکڑے جگر ہو جانا جسنے دیکھا ہو شب غم کا سحر ہو جانا میرے مدفن پہ کبھی تیرا گزر ہو جانا خوبصورت گم ہو آسان نظر ہو جانا بٹھینا تھک کے جہان پر میں گھر ہو جانا</p>

شبِ تین میں لیکر خون نازِ چشمِ گریان کا خدا محفوظ رکھے شورِ دنیا کی الفت سے گری وہ برق میں سرخِ منہ میں جل اٹھا خوشا اعجازِ ہند باتِ محبت نامِ باقی ہر گرا ہوں سنگِ ناکامی کی ٹوکھ کر کے تین فنا کیے متقدما ہی بلکہ یہ کہہ کے چہ نہیں قدم رکھے نہیں دشتِ بیرون گھٹنی جاتی پڑھائے چہ نہ ناشِ احوالِ لذت ایذا	مربع کھینچے بیٹھا ہوں لکڑی خیمِ نہان کا قیامت تک رہیگا مذکرہ یوسف کا جواب چھا ملا موسیٰ کو سوزِ شوقِ نہان کا کلیہ لہر کوہِ طور کا یوسف سے زندان کا پہا قاصد کو بتلانے چلا تھا کو جان کا کہا تک لول کھینچے گا زمانہ رو جہان کا پے ایسا ہول کا خون ہر کٹا بیابان کا یہ دل میں ہو کہ بھر منہ کھول دے خیمِ نہان کا
--	---

بہاے عشق میں دل کو بقا مشکل ہو محشر

بخیر انجام ہو کیونکہ چراغِ زبرد امان کا

دکھاتا ہوتی صورتِ ترا مغرور ہو جانا تیرے خنجرِ گلا رکھنا کیسے کب گوارا ہے زمینِ تیور ترس کے دل میں لکینِ گلیاں لینا رموزِ عشق ظاہر کر رہی ہر فطرتِ خاموشی کہاں نظارہ برقِ عظمیٰ اور کسانِ موسیٰ محبت بھی حقیقت میں کوئی کارِ نایاں ہو	حضور آئینہ زینتِ کبھی مغرور ہو جانا مگر تیری خوشی کے واسطے مجبور ہو جانا جفا کرنا وفا کے نام سے مشہور ہو جانا مے مسلک سے کو سون دور ہو ہنصور ہو جانا فقط تقدیر میں تھا سیر کوہِ طور ہو جانا ادھر لڑنا لگا ہونکا اُدھر مشہور ہو جانا
--	--

پس عرضِ تمنا چکے بیٹھے ہیں وہ امحشر

اب گے خوبیِ تقدیر ہے منظور ہو جانا

نیز آنا شبِ فرقت میں مشکل ٹھہرا	راستہ موت کا دیکھا جو کبھی دل ٹھہرا
---------------------------------	-------------------------------------

چین ممکن ہی نہیں ہجر میں محنت کو اخیر	آہیں جی کھول کر بھریں تو ذرا دل ٹھہرا
ضبط غم کو اسے نفرت ہو بیان عین خوشی	کس لئے دل مری بہت کے مقابل ٹھہرا
پیری جادو نظری کے مین نثار او غلام	جسم نثار ہنس سکے اوھر دیکھیا دل ٹھہرا
فکر دنیا کا بڑا سونہ ہے سب کے لئے	
یا بچ شہر و دیہات کی جی میں کس لئے	
ٹوٹ کر سے مین جب بیکان دلیر گیا	دل پر مین سراپا درد دھو کر رہ گیا
جیل بٹھیا ہونے لگے بھر کر بھٹکے لگے	کروڑوں کی زبان پر نام دلیر رہ گیا
داور محشر سے حال عشق کو سب کچھ کہہ	کھنکھارے کہیں پچی دفتر کا دفتر رہ گیا
طور پر موی کو اتنی جلد لائے پاس کے شوق	سیر ہو کر کے چھپے مہت دور رہ گیا
ہجر میں جو اقلیدہ ہوا تو بھیر ہو گیا	
محشر تک ہنگامہ نہ تھا کم محشر رہ گیا	
کسی سے عشق تو لے دل نہ کرنا	خود اپنا خون او بھل نہ کرنا
طریق عشق میں کتنی ہی بہت	خیال دوری منزل نہ کرنا
سنبھل و شوق بزم یا رہے یہ	ہمین رسوا سر محفل نہ کرنا
رگ جان نکلا تر آیا ہے خنجر	خیال ناز کی قاتل نہ کرنا
خا بندی مبارک تملو لیکن	اکھلین جیب ہاتھ خون دل نہ کرنا
دل صبر آزار رکھتے ہو محشر	
نہ کرنا شکوہ قاتل نہ کرنا	
جبکہ دل زلفِ حسنا میں گرفتار نہ تھا	بہرے اچھے تھے ہمیں کوئی بھی آزار نہ تھا

اشوق دیدار کو کتنی بہن یہ ہو جلوہ حسن	اک نظر جس نے تجھے دیکھا وہ ہشیار نہ تھا
غش کے پردے میں کیا طور پر نظر آست	کوئی موسیٰ کی طرح بنجو وہ ہشیار نہ تھا
آسمان اور زمین کیوں ہوئے دشمن ہمیکہ	میں بجز دوست کسی کا بھی گنہگار نہ تھا

پیشتر عشق کی خلقت کے جہان میں
کوئی مجرم نہ تھا اور کوئی دل آزار نہ تھا

آمد قاصد سے شادی مرگ کا عالم ہوا	وائے قسمت وصل کا فردہ پیام غم ہوا
ہجر نے اظہار غم میں حشر بر پا کر دیا	ایک لے سے زمانہ درہم و برہم ہوا
یون خوشی لازم ہر الفت میں جفاے دوست کی	اگنی رونق مے منہ پر وہ جب برہم ہوا
انتظار دوست میں تھی حالت امید و بیم	درد دل میں گو ہوا شب بھر مگر کم ہوا
دونوں جان بڑا حسن عشق کی مل جا لگی	اککائوں آئینہ اور دل مرا ہمدم ہوا
چشم و دل دونوں تھے یاں محو طلسم بنچودی	یہ نہیں معلوم کیا انجام شامِ نسیم ہوا
چارہ سازی نے مٹا دی لذتِ اندلے درد	اور اک نشتر پئے زخمِ جگر مرہم ہوا
زندگی نازک لی سے کس مصیبت میں لٹی	دوست کا کیا تذکرہ دشمن کا بلکہ غم ہوا
شکوہ تقدیر بھی شاید پیام وصل تھا	جسکو سنتے ہی مزاج اس شوخ کا برہم ہوا

ہم بھی اچھے فدا کی بہن اسی محبوب کے
جو تعالیٰ لد فرغ عالم و آدم ہوا

دل عشق میں جتک کہ گرفتار نہ ہوگا	نشہ سے خودی کے کبھی ہشیار نہ ہوگا
مرا مریض عشق میں اور تیری خوشی سے	دشوار اگر ہو بھی تو دشوار نہ ہوگا
اے پیسہ دل خوبی قسمت بھی ہر اک شے	بے اسکے تر کوئی حسد یدار نہ ہوگا

<p>امکن نہ ہوا ضبط تو کنا پڑا آہ لے یاد وطن پھر مجھے احباب ملینگے</p>	<p>انصاف یہ ہر تمسا دل آزار نہ ہوگا جینا مر اگر دون کو اگر بار نہ ہوگا</p>
<p>جاتا ہوں سوئے کرب و بلا ہندو ششتر کیا اب بھی نصیب مرا پیدا نہ ہوگا</p>	<p>دل کے مرجانے سے لطف غم نہ پاں نہ پا کھینچتا ہوں کوئی ناوک مدد لے جذبہ دل</p>
<p>یہ نہ کہنے کو ہو دم بھر ترا مہمان نہ رہا دل وہ گھر ہی کسی صورت کا جو دیران نہ رہا اس خزانے کا کبھی کوئی نگہبان نہ رہا جب ہمداسن لی تری ہوش مر بجان نہ رہا سات پردوں میں بھی چھپنے نہ پیمان نہ رہا سنتے ہیں ہم کہ کوئی قابل در مان نہ رہا شکوہ غم میں خیال اسکا مر بجان نہ رہا</p>	<p>جلوہ حسن رہا یا کہ رہا اُسکا خیال اسکو یہ تاب کہ لیجائے متاع غم عشق کیا بُری شے ہے حقیقت میں تعلق دلکا جستجوئے نگہ شوق سے اندر بجائے تم جو دیکھ آؤ تو جھوٹی یہ خبر ہو جائے کیون خفا ہو جو ہوا مطلب لاشا مل حال</p>
<p>عادۂ سیرِ جہان الیسی تھی ششتر مجھ کو کنجِ مدفن بھی مری آنکھوں میں دیران نہ رہا</p>	<p>لو مبارک درو دل کام اپنا آخر کر گیا سر سے پاتکے خون کی تل بھر گلہ باقی نہیں</p>
<p>جسکا جینا بار خاطر تھا تھیں وہ مر گیا اتہوئے ظالم جفاؤں سے ترا جی بھر گیا اسطون تیوری پہ مل آیا یہاں جی ڈر گیا جو گک یا تیر ظالم نے لہو میں بھر گیا دنگی اور ونکی ہے میرا دل مضطر گیا</p>	<p>حسن آداب محبت کا اثر اتنا تو ہو دید کے قابل ہر اپنے دکھارنگ آرزو میں جو چپ چاپ ہوں تو ہنس کر چھتہ چہن جہا</p>

درغایہ تھا کہ مٹ جائیں ہوا سے نقش پا | دامن افشان کوئی میری گھر سے اپنے گھر گیا

اب خوشی وصل و رنج ہجر کیساں ہو نہیں
چین سو گذری کی محشر زندگی دل مر گیا

مرنا تو غم ہجر میں مشکل نہیں ہوتا | غم اسکا ہو کچھ مر کے بھی حاصل نہیں ہوتا
ترط پانے کی قاتل نے نکالی ہو نئی چال | خود کتا ہو بسمل سے کہ بسمل نہیں ہوتا
کیا در و بھرے ہیں مری نے شبِ فرقت | نیند آتا تو کیسا کوئی غافل نہیں ہوتا
یہ پاؤں ہیں پر آبلہ اور درشت محبت | جب تک گذرا اپنا سر منزل نہیں ہوتا
ہم نذر بجا کرتے ہیں سب ل کی مرادین | وہ ترک اگر جسم پہ پاگل نہیں ہوتا
طل شبِ فتنے میں ہوں گویا لاکھ تصور | دسا زگر کوئی مجھ سے دل نہیں ہوتا
کیا حال کہوں اپنی پریشان نظری کا | جب بزم میں وہ رونقِ محفل نہیں ہوتا

محشر دل و شن سو ضد تیرہ درون کو
زنگار کا آئینہ مقابل نہیں ہوتا

نستے میں عشق کے دل دیوانہ چھٹ گیا | چشم و چراغ خلوت جانا نہ چھٹ گیا
دیکھوں میں کس امید شہرے کتابِ وصل | کاتب ہو جبکہ میرا ہی افسانہ چھٹ گیا
عبت فزا ہو بزمِ تنہا کی بھی حسرت | ہم تم سے اور شمع سے پر وازہ چھٹ گیا
خاطر شکن نہو کبھی ساقی ادائے مست | کیا فائدہ جو ہاتھ سے پیانا نہ چھٹ گیا
اے رہروانِ کوی و فاجاؤں اب کدھر | دربان کے ظلم سے در جانا نہ چھٹ گیا
اے محتسب اے یے اپنی راہ لے | گویا ترے چھڑائے سے میخانہ چھٹ گیا
دیوانگی کی وضع میں سیرِ بھبی ہے | محشر گناہ کیا ہے جو ویرانہ چھٹ گیا

مراج پوچھینگے اُنکو جو پھر حجاب آیا	اگر عتاب دم مستی شباب آیا
ستم یہ ہر اگر آیا تو اضطراب آیا	نہ آیا کچھ مرے دل کو میانِ مکتب عشق
ہر ایک پوچھنے آتا ہو کیا جواب آیا	ہوئی ہر آمد قاصدِ محفل تنہائی
د جاگتے ہی رہے صبح تک نہ خواب آیا	شب فراق میں ہم اور غشی کا عالم تھا
ہزار آفتیں لیکر مرا شباب آیا	رموزِ عشق سمجھ لینے کی تمیز نہ آئی

نگاہ دوست تھی برقی جال لے محشر
رموزِ حسن کھلے جب کبھی عتاب آیا

اکسی رہتی دنیا تک بھلا ہو مرے قاتل کا	یہ کہتے کہتے وقتِ فوج دم نکلا ہر پہل کا
ٹھکانا ہو ریگا ہنستے ہشتاقوں کے بھی دل کا	کے ہازنیت اور لفونگی آسائش کو فیضان
ذرا یہ بھی نظر رکھو کہ کیا عالم ہو محفل کا	اُسے شوخی گفتار کی آخر کوئی حد بھی
جہاں عشق میں ماتم ریگا خشک دل کا	بہت نازان نہ ہوا تو ظلمِ جاہان اپنی شہرت کا
اڑا جاتا ہو دودِ شمع بنکر رنگِ محفل کا	غضب کی مشہد پروانہ پر عبرت برستی ہو
تصور بھی قریب آئے اگر آزدی دل کا	اسیرانِ دفا مہرِ عالمین فرطِ ننگِ بہت سے
نہ جانے سلسلہ کب ختم ہو دورِ منجھل کا	چلا جاتا ہوں راہِ شوق میں نندا ندھی کے

نگاہین چاہیں دل چاہی ہو اسپرِ تحمل بھی
بہت مشکل ہو محشر دیکھنا رنگِ نکی محفل کا

خدا حافظ ہمارے چارہ گر کی حشرِ دل کا	بہت مشکل ہو سینے سے نکلتا تیر قاتل کا
کہ دم کے ساتھ بعدِ فوج تو اول بھی بل کا	حڑپنے سے ہوا اک درخون بیگینہ قاتل
ریگا عمر بھر ہمارے مرضِ بیتابی دل کا	خوشی اُنکی نکالین تیر لیکن یاد ہی کھین

ذرا پل بھٹھہرا چہرہ تو صفا کی سی فرست ہو	غیمت جان ادا کو فلک جو دم پہل کا
نہ تم میں رحم کی عادت نہ قسمت ہی موافق ہو	کرین اظہار کس امید پر بتیابی دل کا
سلام آخری ایسے روح تھکوں میں خدا حافظ	ارادہ شوق میں بہنو کیا ہو کوئی قاتل کا
خدا جانے کہ فرط شوق میں کیا کچھ نہ کہہ رہا	کوئی ہو پوچھنے والا جو میری حشر دل کا

ہمچھتے ہیں ہمیں کچھ خوب لطف زندگی مختصر
محبت میں ملا ہو جیسے کوئی قدر دان ل کا

گلشن چلن میں اس دل بے اختیار کیا	لائی ہو میرے واسطے فصل بہار کیا
کیسا غلاف مرضی گردون ہر نام وصل	وہ آئے بھی تورات کا پھر اعتبار کیا
بند آنکھیں ہو گئیں پئے خواب عدم مری	کینچے کی اور طول شب نظر کیا
مانا کہ چارہ گرنے تجھے زندہ کر دیا	لیکن کیا علاج دل بیقرار کیا
فطرت کے کس اصول پہ دل اسکو مل گیا	جو یہ نہ جانتا ہو کہ ہو وصل یا ر کیا

محشم مزاج دوست سے ڈرنا ہی چاہئے
جب آگیا تو جایگا دل کا غبار کیا

دم گریہ ضبط بہ بھی اگر اختیار ہوتا	سبب نشاط ہستی غم ہجر یا ر ہوتا
شب غم سکوت میں بھی تھو ہزار فریاد	ترا اس میں کیا بگڑتا جہ نہ بقرا ہوتا
دم گفتگو تھا ہمیں تھیں زبان کی مخالف	ہمیں ہوتا بھی تو کیونکر ترا اعتبار ہوتا
وہ زمین تیرے شوق ستم فلک ہی رہتی	تیرے کشتہ محبت کا جہان فرا ہوتا
غم سحر کے تھے فنکوے کوئی دلگی نہیں تھی	ہم اگر ذرا بھی کھلتے تھیں ناگوار ہوتا
مری ہر فغان میں مضمحل ہوناے زندگانی	غم جبرحد سے بڑھتا تو وصال یا ر ہوتا

مرے دل فیروز کے کیا بدگمان اُسکو
اب اگر یہ مر بھی جاتا تو نہ اعتبار ہوتا
میر طور جلوہ تابانی ہوئی اپنی حد سے ورنہ
یہ جہان جس قدر تھا فقط اک شرار ہوتا

سرِ عرصہ قیامت کریں کس سے بات محشر
اکوئی درد مند ہوتا کوئی دل فگار ہوتا

دکھا کے جلوہ رخسار بے حواس کیا
حسین ہو کے تلون حضور نے پایا
امید و بیم میں کیا خد رہی شب وعدہ
امید و بیم میں کیا خد رہی شب وعدہ
فسردہ ہو کے گلون نے تو شمع نے بجھ کر
تمام عمر نہ یاد آیا پھر فراق کا غم
اداشناس کا کیا خوب تم نے پاس کیا
مری نظر کو خدانے اداشناس کیا
کبھی بجال کیا اور کبھی اوداس کیا
کچھ اور بھی تیرے مدفن مجھے اوداس کیا
خوشی نے وصل کی کچھ ایسا بد حواس کیا

روزِ عشق کی سمجھ نہ دتین محشر
کچھ اور ہو گئے گم جس قدر قیاس کیا

جسے نہ آتا ہو سیکھے وہ ہم سے مر جانا
امید وصل سے تھی زندگی تو اب وہ کہاں
خدا دکھائے یہ تو تھکائے حشر کے دن
ہم اسکو عیشِ حیاتِ ابد سمجھتے ہیں
جفا کے وقت خدا جانے اسکی حالت دل
یہ کوئی بات نہیں جان سے گذر جانا
بڑا ستم ہی جوانی میں دل کا مر جانا
ستم جو ہم پہ کئے صاف انھیں مکر جانا
غم فراق میں پل بھر کو جی ٹھہر جانا
کہ جسکی خود ہو تمھارے کرم سو ڈر جانا

وہ اہل دل بھی بڑی خوش نصیب ہیں محشر
فراق دوست میں آسان ہو جنکو مر جانا

آسمان تک ہو گیا شہرہ جب چھا کر دیا
چارہ گر کو مرے درد دل فریسا کر دیا

نام دلبر سنتے ہی کیوں رنگ رخ اُٹنے لگا ہجر میں اس دلی بیتیابی کو اے ہمد نہ پوچھ سامنے آئینہ دکھ کر دیکھئے خود بکئی حضور وہ شرارہ عشق کا تھا یا کہ جلوہ حسن کا پلٹے ہیں اُس شوخ کے قدموں سے آجنا سچ	تو نے اے بیتیابی دل مفت سوا کر دیا ایک ہی نالے سے جس نے حشر برپا کر دیا وہ ادا جس نے ہمیں محو تماشا کر دیا جس نے تجھے شوخ کو میری تمتا کر دیا نزع میں آ کر مریض غم کو زندہ کر دیا
--	---

کفر اور اسلام کو اب دور ہی سے بندگی
عاشقی نے ہو کو حشر دل کا بندہ کر دیا

استظار اپنے دل کو ہو کس کا میکدے میں ہر اک کو دیکھ لیا سیر باغِ جان میں آنکھیں مری یار سے جسکو طفت کی اُمید در دل میں ذرا اُٹھے دیکھیں دل گیا ہو تو موت بھی آئے	آئینہ بنگیا ہے مجالس کا نام لون اپنے منہ سے کس کس کا بنگئی ہیں جوابِ زر گیس کا یار اب ایسا نصیب ہو کس کا کیا بنا تا ہے مجھ سے بے حس کا کون اب قدر دان ہو غفلت کا
--	---

محشر اپنے جو اس میں آؤ
دورست وہ مست ناز ہے کس کا

رخصت اس صبر اس شکر کو عتاب ہی گیا لینے دلو یوں ہو خواہاں وہ جانِ زار کے پندناصح کا رگ جتھی کہ ہم آزار تھے مر گیا بیار غم کروٹ جو بدلی ضعف سے	خردہ بادایِ نالہ وقتِ اضطراب آہی گیا چار و نجا چار اپنی آنکھوں کو حجاب آہی گیا ابتواک بت پر دل خانہ خراب آہی گیا عالم ہستی میں آخر انقلاب آہی گیا
---	--

<p>بحثِ نالہ صورت سے ہوگی قیامت ہو بپا جاتے جاتے بچ سکیں تک نظرِ موش اُڑ گئے کس قدر نظارہ نازکِ مزاجی سہل ہے چشمِ بد و ور اس ادا پر دیکھنے والے نثار</p>	<p>اہلِ دل سن لومری دل کا جواب آہی گیا شام بھی ہونے نہ پائی تھی کہ خواب آہی گیا جب ذرا سی چھٹیڑکی اُنکو خواب آہی گیا بیکہ یوں لیٹے بہن گویا اُنکو خواب آہی گیا</p>
--	--

جاتے تھے توبہ کو مستحکم کر کے ترکِ انتظار

انگامانِ وہ مست صہلے شباب آہی گیا

<p>نا امیدِ مینِ شبِ وعدہ سحر ہو جانا اُن مے دلی لگی ٹرک نہین سکتے آئندہ بسرِ چشمِ قبول لے اہلِ آمدِ سیری حشر کیا ہے ہر قیامت کا کرشمہ کیا ہے پندِ اصح پہ ہنسی آتی ہے توبہ توبہ عالمِ عشق میں لازم ہے کوئی کام کرو</p>	<p>یوں ہی لکھا ہو مری عمر بسر ہو جانا ابتدا آسان ہوا باتوں میں اثر ہو جانا چاہیے تھا ہمیں پہلے سے خبر ہو جانا میرے مدن پہ کبھی تیرا گزر ہو جانا عشق کی ذات سے اور دکھا ضرر ہو جانا دلِ لعل پہ فدا دیدہ تر ہو جانا</p>
--	---



<p>کبھی جو درِ دہرے دل کی ناصحاستنا صدائے خندہ ساغر سے جسکو نیند آئے حیاتِ عشق اسی مشق میں تمام ہوئی رموزِ عشق غنڈب ہو جو رہ گئے ولین بیانِ غم پہ ہی کچھ رکی رکی سی ہنسی بھلا ہوا غمِ فرقت میں چپ رہے محشر</p>	<p>تری شیفِ صدا میں مرا خدا سنتا وہ مست ناز کسی غمِ شے کی کیا سنتا سناتے ہم وہ اگر قصہ وفا سنتا کبھی ہماری بھی وہ بائی جھٹا سنتا مری کہانی کو آخر وہ اور کیا سنتا نہ ابتدا کوئی سنتا نہ انتہا سنتا</p>
--	--

روح کو رہنمی کیا مین نے تو رہنمی دل نہ تھا	ور نہ اٹھنا محفل ہستی کچھ مشکل نہ تھا
چار آنکھیں ہوتے ہی قابو مین گویا دل نہ تھا	کہہ گذرنا ورنہ حال سہج کچھ مشکل نہ تھا
سننے والے میرا قصہ سنکے یوں دیتی ہن داد	یا تو یہ زندہ نہ تھا یا پاس اسکے دل نہ تھا
ہو گئی ہو عام راہ عشق بھی اس دور مین	منہ اٹھا کر جو چلانا واقعہ منزل نہ تھا
یہ رموز جذب ہین بخون سے پوچھا چاہیے	باطن محفل کا شاہد پردہ محفل نہ تھا
قتل کہہ کی سیر سرقا مل چلا ہو یوں اداں	جیسے مرضی کی موافق کوئی بھی بسمل نہ تھا
طور پر موسیٰ کو بلوایا پئے دیدار سن	کون کہتا ہو کہ انسان جو ہر قابل نہ تھا
بٹھے جہنی دیر بالین پر مہنسی آتی رہی	دلگی تھی آپکے نزدیک درد دل نہ تھا
درد باطن سے دہان زخم جو کچھ کہہ اٹھے	شکوہ تقدیر تھا وہ شکوہ قاتل نہ تھا
ایک ہی نالے کی قوت سے خدائی ہل گئی	اضطراب سہج مین روح اثر تھا دل نہ تھا

زندگی بھر کی ریاضت تھا دل محشر ضرور
پھر بھی او ظالم نگاہ ناز کے قابل نہ تھا

میان بزم جو میرا وہ رشک حور آیا	تو چشم آئینہ مین دیکھتے ہی نور آیا
جواب دو مجھے ای نقش پا دہن سبک	کہ راہ عشق مین گھر سے مین کتنی دور آیا
اکیلا چھوڑ کے قسمت نے راہ لی اپنی	کوئی جو شوق مین بالائے کوہ طور آیا
شب وصال چڑھیں تیور بان الہی خیر	پھر اُنکو یاد کبھی کا کوئی قصور آیا

جو پہونچے بزم حسینا مین حضرت محشر
اٹھانے والے پکارے وہ ناصبور آیا

بہج مین مرنے کا ارمان جو شرم کیا	صبح تک مین نے بڑی چین ہو آرام کیا
----------------------------------	-----------------------------------

مرحلے عشق کے اوتو بہ نہ پوچھے کوئی گو گو عشق کو اسرار میں کس کو کمون جسکی فریاد سے نینداڑتی تھی وہ ختم ہوا	جس سو کچھ بھی ہوا اُس نے بڑا کام کیا دل نے بدنام کیا آنکھوں نے بدنام کیا سوئے چین سے اب سنے بھی آہ ام کیا
--	---



وہ دیا کرتے ہیں جینے کو اب سلام اپنا امید تھی کہ کسی دل پہ ابھرے نقش مراد شہید عشق اٹھے دنیائے لیکے یہ قدرت ازل میں دفترِ فرقت کی جب بی ترتیب طالع عشق کی اندری گرم بازاری زبان تک کی لفظ آکے بٹتی جاتی ہے خوشا نصیب کوئی مل گیا بل بکریا ہے کسی کے دل پر شپ عدہ کی اتر گئی یاد یہ رکھ رکھا کو شپ عدہ کا ہش جان تھا	تمام ہوتا ہو دو ہچکیوں میں کام اپنا مٹا یا صفحہ ہستی سے ہم نے نام اپنا کہ اپنی ساری خدائی ہے انتظام اپنا ہر ایک صفحے پر لکھا بد انتظام اپنا بنا لیا مہ کنعان کو بھی غلام اپنا بناؤں کیا ترے دربان کو زین نام اپنا زمانہ اپنا سحر اپنی وقتِ شام اپنا دکھائے شوقی نہ اب حسن انتظام اپنا نہ دیکھے چشمِ فلک حسن انتظام اپنا
---	---

کیا ہو تھے بدل امتثال امر بلیغ
وہ سست ہی تھی محشر ٹھو کلام اپنا

یہ کس دل سو مرا زخم دل اندو گین دیکھا دو زخم کا اندازہ کیا یوں میں دُفرقت میں دکھادی ہر نفس میں اتہارِ درِ محبت کی سائے کیا گارستانِ عالم سکی نظرِ نہیں	کسی نے چارہ گر کو بھر کبھی ہنستو نہیں دیکھا بھری جس وقت ٹھنڈی سانس تو نہیں دیکھا اگر اجسدن کو بھر ہا کر کو اٹھتے نہیں دیکھا کہ جس نے آنکھ بھر کر تجھ سے مجھ حسین دیکھا
--	---

کہ زمانہ اپنا سحر اپنی وقتِ شام اپنا

<p>وہ کہتی ہیں کہ جب دیکھا تجھے اندر ونگین دیکھا ہمیں بہتے نہیں دیکھا اُنھیں دیکھتے نہیں دیکھا کہ ہمیں بلوہ جانان رگ جان کے قرین دیکھا اس آئینے میں ہمیں جلوہ حسن آفرین دیکھا جوانی جب سو آئی اُس نے آئینہ نہیں دیکھا مراق عشق میں جس شخص کو خلوت نشین دیکھا</p>	<p>جواب کا خموشی کو سوا دیجے تو کیا دیجے تسک کھانے کو اک پل کیلئے بھی دوست دشمن نے نصیب پناہ دل کو ہمسایہ موسیٰ تو بہتر ہے دل اہل محبت کی حقیقت کوئی کیا جانے مزاج حسن پروردگار خود غور و زینت کا باعث تھا تصور اسکا شوق اسکا ہر جذب باطنی اسکا</p>
---	--

کسی سے چھوڑ دے کہ محشر زندگی کیا زندگی گذری
کہ ہر روز ایک روزہ غم پرے جان عزیز دیکھا

<p>جواب ہی نہ لائے اُس سے حجاب کیسا یہ رات وہ جو زمین آرام و خواب کیسا آیا یہ خواب تجھ کو اور جو خواب کیسا کرتی ہے حشر برپا چشم حجاب کیسا اور مبتلا ہے فرقت یہ اضطراب کیسا لکھتا تھا جودہ دیکھا اس کا خواب کیسا لے آسمان تباہ دے یہ انتخاب کیسا کیا کیے ان سے چھٹکے تھا اضطراب کیسا غافل ہو کسی سے اور جو خواب کیسا</p>	<p>جلوہ دکھانے کے منہ پر نقاب کیسا قصہ نہ کوئی کہنا وقت کی شب میں ہمدم خود ہی تو جھک مارا خود ہی رہ کہہ رہی ہیں نظارہ کہ میں ہم بھی آئے ہیں دیکھنے کو بتایا بیونہ میری کہتا ہر نفس کے کوئی تحریر شوق پڑھ کر قاصد سے کہہ رہے ہیں کیا اہل دل میں ہیں جو ہر ستم ہمیں پر آرام سے کس دن بیٹھے کہیں نہ دم بھر پوچھے یہ کون اُن سے وعدہ کی شب جگا کر</p>
---	---

فصل شباب گذری ہنستا ہر جام محشر
سو کھا ہو رگونکا ذکر شراب کیسا

نہ پوچھے کوئی سوئے محفل جانا نہ کیوں آیا عذابِ جان کسی وحشی کو ہر ایک لک کا یہ کہتا تباہِ عالم روحانیت اب کس طرف جاؤں اگر محفل ایک راہِ عشق ہو پھر پوچھتے کیوں ہو غورِ حسن کے اسرارِ باطن ہو گئے ظاہر ہمین ناخواندہ مہمان کہہ دو تم اٹھو کر دیتی ہو	میں پھر انسان کی صورت میں ہوں پر وائے کیوں آیا سلامتِ شہت سے پھر کر سوئے کا شہ نہ کیوں آیا یہاں بھی یہاں کتھیں میں کوئی دیوار کیوں آیا قریبِ شمع محفل میں کوئی ہر جانا نہ کیوں آیا زبان پر لگی آخر مرا افسانہ کیوں آیا خبر لو یہ بلائے نرم میں پر وائے کیوں آیا
--	--

سپر فصل گل تو بہ پرستی ہو گی کیا محشر
زبان پر بے تکلف قصہ منجانہ کیوں آیا

ادنے اُن کی دل لوٹا تو لوٹا کھینچ آیا خیریت سزاوک دوست دیارِ عشق تک آیا میں خوش بن اٹے بے رخی جی بھر کے دیکھی اسی دن کے لیے رکھا تھا دلو ترا تھا آسرا کیا رشتہ عمر مٹی قسمت سے راہ کو سے جانان	عدو کا ساتھ تھا چھوٹا تو چھوٹا جسگر کا آبلہ چھوٹا تو چھوٹا وطن اپنا اگر چھوٹا تو چھوٹا بلا سے دل اگر ٹوٹا تو ٹوٹا نگاہِ حسن نے لوٹا تو لوٹا خوشی سے کہد دن میں لوٹا تو لوٹا زمانہ بھر اگر چھوٹا تو چھوٹا
--	--

کہا تک انتظارِ دوست محشر
مثل یہ ٹھیک ہے چھوٹا تو چھوٹا

کہہ رہا تھا دل فرانہ دار پر منصور کا چشمِ الفت میں نگاہِ قدردانی دیکھ کر	ساتھ رکھنا ہنفس کوئی سفر ہو دور کا بے تکلف ہو گیا شعلہِ جہاں طور کا
---	--

پوچھنے والوں نے پوچھو حال مجھ مجبور کا
کیا ہو کھل جائے اگر منہ دکھائی بھی ناسور کا
چھپڑا چھانہیں ناصح کسی مجبور کا
آج تک قصہ نہ بانو پیر ہر کوہ طور کا
جیسے آوازہ سنا ہے معیلم مشکور کا
حکمرانوں کے لئے عین ہوں مسافر کا
ختم دو بانوں میں ہر انسان کوہ طور کا

مختصر ہر نفس ممنوع عشق ہوں
ہم لو سپ تھے یہاں اجاڑا وہ نفا کی لگی
بات اس سے کر دین جو خود بھی پی کہہ سکو
عشق کی شکر نے پیدا کر دیا حسن قبول
سہل کچھ بندگان عشق جانا باز کا شغل
کھینچ لائی تیر کو تیسے مکمل میرا رام کی
طول قضا چاہیں میں تفسیر ان عشق

محشر آنا کس لئے عشق سواد زندگی
مٹتے مٹتے مٹ نہ جائے دل ہو نقطہ نور کا

ب

اللہ اندری آرزوئے حبیب
ہم بین اب اور آرزوئے حبیب
کہ بدل جائے جس سو خوئے حبیب
لئے بیٹھا رہ آرزوئے حبیب
آتی ہر نفس میں بوئے حبیب
جب کھائی ہوئے کوئے حبیب
ہاتھ دل پر نظر ہے سوئے حبیب
بگئے تصویر آرزوئے حبیب

عمر کی صرف جستجوئے حبیب
اس سے مطلب نہیں ملے نہ ملے
ہو گیا رب وہ انقلاب کبھی
مجھے امید و یاس کا ہو یہ قول
اب کہاں میں کہاں ہو اس مرے
اور کچھ ہو گیا دماغ مرا
انتظامات شوق کے صدقے
بکھلا آنکھوں سے دیوانہ دل کا

محشر اٹھو چلو ذرا دیکھیں

آ رہی ہر کہاں سے بوئے حبیب

دوست کی دل کو جستجو کیا خوب شکل گلشن ہے دامنِ تامل نگہ ناز اڑا لے دل میرا بے اثر ہونے کا ملا الزام پھرے ناکام حضرت موسیٰ برادرا میں ستم کے پہلو میں	امرِ مشکل کی آرزو کیا خوب رنگ لایا مرا لہو کیا خوب چورہوز لہف مشکبو کیا خوب پائی نالوں نے آبرو کیا خوب طورِ بر کی ہے گفتگو کیا خوب واہ پائی ہر تمنے خو کیا خوب
--	---

کیون برا بر لڑائی اُن سے زبان
تم سے محشر ہوئے ہو تو کیا خوب



روح عاشق تجھ پر بان ایسے لے کو دوست زیرِ خنجر کیا ہی جلد آسان کی شکل مری دیکھ کر فرقت میں آئینہ کیس سے پوچھئے دل کی دنیا چھین لی آخر فریب حسن نے اہل دل نہ بٹل علیٰ ندامتِ اعجاز حسن لکھ لیا موی کو بھی ہرست اہل شوق میں مطلبِ دل حلق پر خنجر حجاب اٹھے ہوئے	جان میں جان گئی جوت آئی بوی دوست رہتی دنیا تک ہوا ام لے مری بازو دوست کیا وہی ہم میں کبھی تھی جو کہ ہم پہلو دوست شام سے صبح جاگا وصل میں جادو دوست تجھے سب کچھ ہو سکا لیکن نہ بلی غوی دوست اس سے کیا ہی ہو نہ ویدار حسن بوی دوست دیکھتا ہوں اور ہی عالم تہ زانو دوست
--	--

زندگی کیا شے ہوا کہ ہلکا سا پردہ ہجر کا دشمن جان ہو گئے کس کے زمین و آسمان ہم بھی بیٹھے ہیں دماغ و دل کو آمادہ کیے	موت کیا ہو جذبے حافی کی قدر سو دوست آج اک ہنگامہ برپا تھا میان کو دوست جب یہ شہرت پہنچ گئی تھلنے کو تو دوست
--	---



وہ پوچھتے ہیں دل بقرار کی حالت ہزار مرتبہ دیکھیں کلیم برق جمال تفس میں آنکھ کھلی اور تفس میں دم کھلا خدا کرے کوئی دیر آشنا نہ آئے کبھی سکوت بھی ہو محبت میں شرح قصہ غم حواس اڑے ہوئے لیکن لحاظ حسن ادب اداسے ناز پہ مر کے نہ جانیں کیا گداری	میں کیا بتاؤں کسی سوگوار کی حالت نہ دیکھی ہوگی کسی بیت لار کی حالت خیال و خواب ہے مجھکو بہار کی حالت کبھی نہ کم ہو غم انتظار کی حالت نہ پوچھے کوئی غم حیران کی حالت یہ دیکھی ہے ترے آئینہ دار کی حالت حضور دیکھ تو لین جان نثار کی حالت
--	---



اٹھ سکا بھر نہ اٹھانے سوجھی دیوانہ دوست آج اٹھے جاتے ہیں دربان کی جگہ لیکن بچو عشق کو فرقت میں یہ بتیابی تھی ہجر میں حالت دل دیکھتی ہیں جو آنکھیں راہ ہر شوق دلی سر پہ جل دل بتیاب بھیر میدان قیامت کی چھٹی جاتی ہے آج کیوں حد سے سوا خوش ہو کہ تو محشر	چھڑ گیا جبکہ کہیں بیٹھ کے افسانہ دوست زندگی بھر کہیں چھٹتا ہو درخانہ دوست دشمن جان سو کہا بیٹھ کے افسانہ دوست دیکھی تھی اُن سے کبھی رولق کا نشانہ دوست بے خبر یوں میں چلا ہوں طرف خانہ دوست سن لیا سب نے کہ آنے کو ہو دیوانہ دوست کیا بلائے ہوئے جاتے ہو سو خانہ دوست
---	---

ث

شکایتیں ہیں مری تمکو ناگوار عیث	ستارے کے کیا دل کو بہتہ ارب عیث
تفس میں رہ کے رموزِ حین خدا جانے	خزان کا دو عیث ہو کہ جو بہار عیث
سنا ہوا ورنہ نشین گے وہ کوئی افسانہ	زبان ہوتی ہو آخر گت ارب عیث
امید وعدہ میں کیا لکڑی کیو حضرت دل	کیا تھا اپنے ایسے کا حب بار عیث
میں خود ہی موٹ چکا منہ حیات سے اپنی	پھری ہوئی نظر آتی جو چشم بار عیث
زبان اپنی دل اپنا بیان حال اپنا	حضور آکھو مہتابے ناگوار عیث
امید وعدہ وفا کی کسی سے لے تو بہ	جلارکھا مجھے اے لطف انتظار عیث

شکستہ دل کی نفاق کون سننے والا ہو
فراق دوست میں محشر ہوا شکبار عیث

ج

کر کے وعدہ مزیکا بیٹھے ہیں بنو دل سے آج	کون اٹھا سکتا ہو ہمواری کی مغل سے آج
نام تیرا رہتی دنیا تک ہے اے چارہ گر	آنکھ کھولی ہو مرضِ غم کی کشمکش سے آج
دوست نے وعدہ کیا مانا وہ جھوٹا ہی سی	پوچھے اندازہ خوشی کا کوئی میر دل سے آج
خیر تھی اسوقت تک تمنے نہ پوچھا تھا مزاج	اگر پڑے چند آنسو آخر دید کا بسل سے آج

آفتابِ محشر ہو دھبا ہو کار و محشر
داد لینے ہم بھی محشر دامنِ قاتل سے آج

(ح)

<p>ہجر کی شب میں خیالِ خواب میں دیدارِ صبح تیری آنکھیں کھلتے ہی عالمِ منور ہو گیا ہجر کے بیدار جتنا جاہل سوئیں بعدِ مرگ دل ٹھہرتے ہی دعا یہ کی مریضِ عشق نے جاگنے والوں کو نرمِ عیش کے نیند آگئی کہنک آنکھیں بند رکھیں آخر اے شورشور</p>	<p>جاگنے والو کہاں تم اور کہاں آٹنا صبح جاگنے سے تیرے جاگ کا طالع بیدار صبح یہ وہ شب ہے جس میں پیدا ہی نہیں آتا صبح یا الہی حشر تک قائم رہے گلزارِ صبح کون دیکھے مرے ہیں کس طرح بیا صبح قبر میں گھبرا رہے ہیں طالبِ دیدارِ صبح</p>
--	--

بہر سوزِ زخمِ دل کا فور کی ہر جستجو
اولے محشر چلین اجانب بازارِ صبح

(د)

<p>کلابِ مانی بنگلی گویا زبانِ اہلِ درد غملہ میں کون ہو جسکو دکھائیں سیماں سننے والا کون ہو دنیا میں خیر آنا سہی اب بھی بے تاثیر سمجھے کوئی تو اسکا مذاق نالے کرنا یا ترپنا فطرہمت کے خلاف ساری دنیا اک طرف اوصیلان کا اطرف دوہی لفظوں میں اُلٹ دیتو ہیں عالمِ دُور</p>	<p>ہر موقعِ حال کا طرزِ بیانِ اہلِ درد آسمان لیتا ہو کیونکر امتحانِ اہلِ درد اکھل کھلا کر بدنسِ تم و قبیحانِ اہلِ درد ایک لک فریاد ہے گویا کجاں اہلِ درد اور ہی کچھ ہو زمین و آسمانِ اہلِ درد اللہ اپنے غمخیزانِ دینِ شانِ اہلِ درد کون سن سکتا ہو محشرِ داستانِ اہلِ درد</p>
---	---



چلے جب اٹھ کے شکنے لگی ہو اے بہار
جو اپنا کام تھا وہ کر گئی ہو اے بہار
زبان تھک گئی تھی کتے کتے ہائے بہار
کوئی گناہ تھانفٹا رہا اے بہار
نہ مدعی خزان ہوں نہ آشنائے بہار
مگر ملی نہ کسی کو بھی انتہائے بہار

وہ اونکی پوری جوانی وہ انتہائی بہار
جگر کے زخم ہرے ہو گئے فدائے بہار
نفس میں تاب نفاق اب کہاں لائیں ہم
اسیر کر لیا بیہوش پا کے بلبس کو
اگر شمعہ سنجی فطرت کو دیکھ کر چپ ہوں
ہزار دن مر گئے مجنون کے ایسے دیوانے



بیکسی قہر کی چھائی ہوئی ہے جانوں پر
کہ اود اسی نظر آنے لگی زندانوں پر
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے دوکانوں پر
اک زمانہ تھا کہ ہم ہنستے تھے نادانوں پر
پھر حسینوں کو ہنسی آئے نہ پروانوں پر
خط لگا کچھ ہن پہلے سے گریبانوں پر
قاعدہ ہو کہ ہنسی آتی ہو دیوانوں پر
بدنوں صاف کیا ہاتھ گریبانوں پر

کیون نہ دل ٹکڑے ہو عشاق کے ارمانوں پر
ہو گئی پوری اسیر ان کہن کی میعاد
مے فروشوں کا نہ لے صبر خدا را ز ابد
عشق میں بہکے بھٹتا ہے زمانہ نادان
دیکھ لیں حشیم حقیقت سے اگر شمع کا حال
موسم گل ہے ابھی دور مگر وحشیوں نے
جنبٹ کیوں کرتے ہو تم دیکھو صورت میری
تیرے دیوانوں کو اب امن دل ہو ہر غرض



اک حشر ہو گیا مری خاک مزار پر

صدقے ہزار جان سے رفتار یا رہ پر

اے برق ناز اتنی عنایت ضرور ہے
اگر نا اگر تو میرے دل بہت راہ پر
انہوں ہوگا رنگِ خواہدِ گریہ اگر
رکھو نہ ہاتھ میرے دل بہت راہ پر

محشر وہ روتے آئے تھے ہستے ہوئے گئے
اور اوس پڑ گئی مری خاکِ مزار پر

سنا یہ کیا کوئی آسنا آنکھ سے رخسارِ تابان پر
تاما شاہد کیسا ہی دوست ایدہ و تحمیل کا
اسی سے مجمعِ محشر میں مجھ وحشی کو دعویٰ ہی
ملا تھا یہی سے مرہ بھی بلکا دل جو نازک تھا
فلکِ شبی کا نپٹھا یوں رہا روئے پہلو ٹھکرا
دکھانے ہی کو آنکھیں بچ کر لوشہ سے سے
چلو جانے دو بس تم رو چکے خاکِ شہیدان پر
ذرا تھم تھم کر چلی غنچہ قاتلِ رگِ جان پر
ہنسی جس شوخ کو کئے مرے چاکِ گریبان پر
رکھا اس شوخِ دوستِ خانی زخمِ زبان پر
خطا تھی کہ ٹھیکھے تھے زین کوئے جانان پر
تھمیں روزِ نامین آتا اگر خاکِ شہیدان پر



جی بھرا یا اشکِ خونِ بالائے دامن دکھ کر
جارِ راہ ہے کوئی ہنستا اور کوئی روتا ہوا
خوفِ یہ ہو روحِ نکلی بھی تو جلے گی کہاں
دوستِ ایک اک کر کے بالیں مری اٹھنے لگے
دکھ رہی تھی کو فطرت نے پریشان کر دیا
بنیاد کو گھٹا تو میرے دل کا یاد کرنے لگا
چپ کھڑے کرتے ہو کیا رونا اگر آتا نہیں
غوب روئے دل کو اجرائے پریشان دکھ کر
مطمئن مجھ کو میان کوئے جانان دکھ کر
آگیا منہ کو کلیجہ تنگ زندان دکھ کر
اور یہی کچھ نزع کے ہنگام سامان دکھ کر
رونا آتا ہے مجھے گو غریبان دکھ کر
کانپ اٹھا صورتِ چاکِ گریبان دکھ کر
کاش ہنس و صورتِ بیارِ ہجران دکھ کر



<p>ہنسی کیونکہ نہ آئے اُسکو بیاباں بسبل پر جب ایذا بڑھ گئی صد کو کمان پھر تارگ یا بی اگر جاتے ہو موسیٰ طور پر یہ پوچھتے آنا ہوا حرف غلط نقشہ طلسم رنجِ فرقت کا طریقِ عشق کی مشکل کو آسانی سمجھ غافل تہِ خیر امید زخمِ مین جب تک کہ دم نکلا خداوندِ امریِ جرأت کی اتور پردہ پوشی کر بیابانِ وفا کے راہروابِ تمکک کو کیا ٹھہرین</p>	<p>نظر رکھتا ہو جو ظالم فروغِ رنگِ محفل پر بتاؤ تو مین جائے درد رکھ کر ہاتھ نہ مل پر گذرتی ہو جوابِ صاف کیا قلبِ سائل پر تہری تصویر جیسے مینے کھینچی صفحہٴ دل پر ارادہ شطریٰ تقدیر پہ پونجا دیگی منزل پر فدا ہوتی مینِ نظریں ہاری چشمِ قاتل پر کہ بڑھ کر ہاتھ ڈالا حشر مینِ دامانِ قاتل پر نظر دوڑا چکے تھے پہلے ہی دوری منزل پر</p>
--	---

نہ دم لیتا ہو کبھی مین نہ تنہا مین مرنے پر
خدا کی ماحشر اس طرح کے مضطرب ل پر

<p>کیونکہ چون مین دوست کا آزار دیکھ کر بے دیکھے تپہ صد تے خدائی ہوئی یہ کیا ان تیورون پہ کیوں نہیوں سو جانِ نثار مارے ہنسی کے لوٹ گیا شعلہٴ جمال نا کامیاب طور سے آئے نہ پھر کلیسم سب در ہے مین حشر مینِ او نہیں ہا نہیں خوش ہوتے ہو جو قابلِ عالم کسے کوئی کیا آخری یہ چند نفس بھی مین ناگوار اب کیا راہِ جان مین جسپر نظر کروں</p>	<p>مرا ہوں صورتِ دلِ بیمار دیکھ کر لیتا ہے جنسِ مولِ خریدا ر دیکھ کر وہ محکود دیکھتے مین جو تلوار دیکھ کر موسیٰ کا شوق و طاقت دیدار دیکھ کر چلتے اگر زمانے کی رفتار دیکھ کر دل کو ترے کرم کا سزاوار دیکھ کر تم ہو وہی کہ ڈرتے تھے تلوار دیکھ کر کیونکہ ہنس ہے ہو صورتِ بیمار دیکھ کر بند آنکھیں کر لین جلوہٴ دلدار دیکھ کر</p>
--	--

اب بھی کوئی اٹھائے تو قسمت کا بھیر ہے	بیٹھا ہوں بزم میں نگہ یا رکھ کر
کچھ ایسی نیکی تھی غم ہجر و دست میں	رونے لگا مجھے مرا غمخوار رکھ کر
ہوتے ہی کامیاب وفا آگئی ہنسی	پیوست دل میں تیر کا سونوار رکھ کر

مینخانے کا نظام ہر محشر عجیب نظام
کھلتا ہر شیشہ جوش قلع غوار رکھ کر

چلے جب ہم رہ الفت میں شتاق جفا ہو کر	ملے ایک اک تدم پر آشنا نا آشنا ہو کر
نگاہِ لطف سے کیوں اتنی اُمیدیں بٹھا ہو	جیسے گا کس طرح کوئی سرا پا مدعا ہو کر
یہ اقبال اداؤں ناز ہے حد کرامت تک	حکومت کی دیار دل میں تیری یوفا ہو کر
ذرا اے کس مہر سی تو زلیخا سے خبر کرے	کہ یوسف بک رہے ہر جنس ناز و وفا ہو کر
جواب جاوہ مقصد تھا اسکا ہر نفس گویا	مٹا دی اپنی ہستی دوست چہرہ فدا ہو کر
محبت میں تملش زندگانی کچھ تو کام آئی	کیا خوش ہمنے اپنے دشمن جان کو فنا ہو کر
ترے وارفتہ کی دیوانگی تھی عین دانائی	بھلا بیٹھا زلف کو محبت آشنا ہو کر
خدائی پھر گئی پھرتے نہ دیکھا چشم جان کو	بڑی راحت اٹھائی ہمنے پابند وفا ہو کر
نہان جو قطرہ خون دل میں تھا مجموعہ ہستی	شروع غم میں کھلا آنکھ سے موج فنا ہو کر
انھیں ضد بات رہ جائے مری خواجہ انی کی	مجھے کوشش پلٹ آئے کوئی نالہ سا ہو کر
بتاؤ تمکو اس حسنِ عمل سے کیا ملا محشر	بظاہر زہد مشرب و رباطن پارسا ہو کر



ابتدا ہی ہو گئی میرے لئے انجامِ عشق	تھا پیام موت میں سمجھا جسے پیغامِ عشق
-------------------------------------	---------------------------------------

کوئی بھی سنتا نہیں حال دل ناکام عشق کس تکلف سے دیا ساقی نے مجھ کو جام عشق زندہ ہو جاؤں اگر ہو اس طرح انجام عشق اب اگر جینا تو پھر ہرگز دلینا نام عشق حشر میں جب گئے مدت شراب جام عشق کتے کتے دفعۂ چپ ہو گیا ناکام عشق صد تو ان قدموں کے جو ہو نچو قریب نام عشق	تر زبان میں سب کے سب لیت حسن یا مین لے لیا سرمایہ ہوش و خرد کو ہاتھوں ہاتھ نزع کی اُچھٹن میں سر ہونڈا نو دلدار پر میسری بتیابی پہ اتنا کہہ کے وہ راہی ہو ابر رحمت نے کالے اپنے کیا کیا حوصلے سنتے سنتے قصہ در دجگر کیوں نہیں دیئے پہلی ہی منزل پر ہوئی کوہو میں یہ غرضین
--	--

ہنشین غم ہو چکا حشر خبر ہے یا نہیں
اگر چکین نظرون سے نظریں آچکے پیغام عشق



آنکھوں کی نذر کر دی ہمارا شوق جان تک دل خود ہی اڑ کے پہنچو اس تیز زامان تک تڑپے گا شوق دل تڑپائے غم جہان تک منہ تک مہنسی کا کیا ذکر آئی نہیں غمان تک فرقت کی رات آخر مینا بیان کہاں تک زندہ ہی کیوں رہیں گے ہم وقتِ مہمان تک کوئی خدا کا بندہ ہو بچائے کاروان تک قسمت کو بھڑوڑیں کہ نکلتا زمین کہاں تک	رستہ کسی کا دیکھا وعدہ کی شب یہاں تک اوشوق زخم کاری بہت یہ چاہتی ہے انجام پر نظر ہو کچھ ہو عین راحت اظہار رنج و راحت اب ہو تو کس طرح ہو مانند شام تربتِ فیض بھی بے سحر ہے تو رہا بندھنے کی دکھلاتے ہیں ادائیں کتے ہیں پاشستہ راہ وفا میں گر کر اک سہرا ہر سودے اک دل ہزار غم میں
---	---

مرنا جو لازمی ہر شکل ہو جلد آسان
محشر حیات آخرت میں ہو کہاں تک



<p>روٹا آتا ہی مجھے دیکھ کے بیمار ہی دل کیا ہی ہنگامہ تھا ہنگام گرفتاری دل ہم سے پوچھے نہ کوئی حالت بیماری دل ہم سے پھر پوچھے گا وجہ گرفتاری دل یارب آسان ہو جلد ہی کمین شکاری دل کی گئیں تھیں جو پئے صحت بیماری دل جاؤ بس دیکھ لیا حسن طلب گاری دل</p>	<p>کس کلیجے سے بیان ہو سکے ناچاری دل زلفِ دلدار کا بن بن کے بڑا سو بار بات کرنے میں یہ ڈر کہ بکل جائے نہ دم دیکھئے آئینے میں پہلے ذرا حسن اپنا غیر بت سے شبِ فرقت کا گدڑا معلوم وہ دعائیں میں مری قبر پہ اب خاک بسر دیکھتے ہو نگہ مست سے میری جانب</p>
---	--

رنگِ خون سے کسی پیکانِ ستم پر محشر
کھینچ گئی صاف سی تصویرِ وفا داری دل



<p>بیٹھے مئے ہین موت کی اب آرزو میں ہم انکی گلی سے نکلے نہا کر لہو میں ہم</p>	<p>ناکامیاب ہو جو گئے جستجو میں ہم بزمِ عدم میں جاتے ہین زینت کیے ہوئے</p>
---	--



<p>کتنے ہین کوئے دوست میں قلبِ حزین ہم کیا ہو جو مر کے بھی نہ اٹھیں اس میں ہم</p>

پوچھیں یہ کیسے دل اندوہگین سے ہم مانے ہوئے تھیں کوہین باعث حیات کا فرقت کے غم میں اور یہ تازہ جنون بڑھا بھریا پاکہ کے حالتِ بیتابی فراق یوں شوق نے مطیعِ تنہا کیا ہمیں قربانِ حفظِ راز کی قدرت پہ جانِ دل	آنسو گرین تو کیونکر اٹھا کین زمین سے ہم کیونکر نہ پوچھیں رازِ فنا بھی تھیں سے ہم سیلابِ اشک روکتے ہیں آستین سے ہم تھرا اٹھے حضور کی چینِ جبین سے ہم آنکھیں نہ چار کر سکے دل آفرین سے ہم جواب تھی چھپا ہی گئے ہمنشین سے ہم
--	--



بے محلِ فریاد سے آخر گھٹی تو قیرِ غم دلفری کی اداؤں سے وہاں فرصت کہاں پوچھتے کیا ہومرے ماتمکدے کی زینتین بسلِ طرزِ تبسم کی یہ خاطر کی گئی	خون رُلاتی ہو مجھے ناقدیِ تاثیرِ غم کسکو لکھوں کون پڑھتا ہو مری تحریرِ غم ہو کہیں یا نینہِ حیرت کہیں تصویرِ غم مسکرا کر چارہ گرنے دل دکھینچا غم
--	--

شہادے محشرِ نول میں بہتِ صلتِ حبیب
کر رہا ہوا سمانِ فتنہ گردِ بدیرِ غم



جلوہ ترا جسدن سے سما یا ہو نظر میں دلِ خون کیا غم سے تو پایا یہ نتیجہ اکلِ شام سے تا صبح نہ آئی کوئی آواز کہتا ہو یہ بیمارِ وفا چارہ گرون سے	جو ہو وہ مجھے دیکھتا ہے راہِ گذر میں فریاد بھی ڈوبی ہوئی کھلی ہو اثر میں سناٹا پڑا ہے ترے بیمار کے گھر میں صحت وہی دے جسے دیا دردِ جگر میں
---	---

<p>جس نے کئے ہیں جلوہ وحدت کے نظارے اگل ننگ ہر کھٹا کسی چوکھٹ چہرین کو رہ رہ کے مجھے قوت جذبات نے مارا</p>	<p>لائیکا نہ وہ کثرتِ دنیا کو نظر میں سوئے نے ترے جسے جگہ پائی ہو سرین جب یاد کیا تجھ کو اٹھی ہوک جگر میں</p>
<p>کھوسے چلے ہیں طور پر تم کدو یہ محشر بدنام نہ ہونا کہیں اربابِ نظر میں</p>	
<p>حیات و موت کی وابستہ ہر تقدیر چٹکی میں مرے اجڑائے دل کو سب روحانی تعلق ہو ہٹا لیجا بچھا با میرے زخم دل سے تو جانوں کلیجہ چھٹ گیا اسی چارہ گر بس کھینچ چکا پیکان شہیدانِ محبت کا یہ ہمنے مرتبہ دیکھا اکہی حسن کے جذبات کا اعجاز اس آئے</p>	<p>دلِ عشاق پر نظریں لیو میں تیر چٹکی میں وہ ترکش میں ہوں اسی ناکِ فلک یا چٹکی میں اگر رکھتے ہو تم کچھ قوتِ تسخیر چٹکی میں مرے جذبات سے دونی ہو کیا تاثیر چٹکی میں تبرک سمجھے خاکِ قبر کو رہ گیس چٹکی میں لیے تو ہو دلِ بتیاب کی تصویر چٹکی میں</p>
<p>دوا اتری گئی سے جی اٹھا جا رعم محشر لبِ عیسیٰ کی ہو لے چارہ گز تاثیر چٹکی میں</p>	
<p>وہی یہ پھل میں جنکو ابھی دیکھا تھا گلشن میں کہا تک دیکھا اور نیوانے نام لے لیسکر یہ دنیا نقشِ پائے کار روان بنکر نہ رہ جا میری ہستی کی دو باتوں میں شرح مختصر یہی زمانے کے تغیر سے خدا معلوم اب کیا ہو جو اتنی آتے ہی دسویسے اللہ ری نفرت</p>	<p>اگر کچھ اور ہی شے ہو کر گلچین کے دھن میں جواب لے کہا سنی کون اب بیٹھا سرِ فز میں انہ بھرتے کو ہم بھرتے تو میں فرماؤ شہون میں نگاہِ دوست میں زندہ ہوں مردہ چشمِ شہون میں کہاں گئی ہے وہ آب و ہوا ادنیٰ ایمن میں وہی تم ہو آئینہ لیے پھر تو تھو بچپن میں</p>

<p>یہ کیسا درد ہے آواز ناقوس بہمن میں بزرگ روح ننگ آیا لور گمائے گردن میں وہ دل لیکر سمجھتے ہیں کہ اب سب کچھ ہوا میں</p>	<p>مخالف یا ملوفق دونوں کو چوڑک ٹھٹھے ہیں کہا تک اشتیاق وصل خنجر کو ڈاؤں حد قاتل مکتب کا مسئلہ اور اس سو پڑہ کر ہونین سکتا</p>
<p>سمجھ کر حکم فطرت صبر ہی کرتے رہے محشر وگرنہ سخت تکلیفیں ہوئی ہیں وح سوتن میں</p>	
<p>دنیا کے عشق میں بڑے نام آسمان کے ہیں سب گھرے گھرے زخم کسی کی زبان کے ہیں دم لینگے یہ وہ ہیں پہاڑی جہان کے ہیں یہ راتیں امتحان کی ہیں دن امتحان کے ہیں جو نالے یادگار دل ناتوان کے ہیں برباد جتنے تنکے مرے آشیان کے ہیں</p>	<p>اہل وفا کو ولولے آہ و فغان کے ہیں کیا دیکھتا ہو دکھو مرے اے حریف عشق اہل فنا کو روک نہ لے منزل حیات فرقت میں بات کر نیکی مہلت کہاں لائیں فرقت کی شب سپرد فک کر رہا ہوں میں تھے سب کے سب کبھی رگ جان سے سو غریب</p>
<p>محشر جگہ سے وسعت دل تک ہیں جتنے درد یہ سب دیئے ہوئے کسی آرام جان کے ہیں</p>	
<p>وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور انھیں ہم دیکھتے ہیں روش و ہر جو ایک ایک قدم دیکھتے ہیں اپنی ہستی کو جو ہر سانس عدم دیکھتے ہیں آب و آتش کو شب و روز ہر دم دیکھتے ہیں مجھ کو کیا دیکھتے ہیں اپنا ستم دیکھتے ہیں آنکھ سے محشر اگر حسن صنم دیکھتے ہیں</p>	<p>حسن و عشق آئینہ دل میں ہم دیکھتے ہیں جاوہ تجربہ کاری میں نگاہیں اُن کی پوچھتے فلسفہ موت کا حاصل اُن سے ضبط گریہ جو کیا دل سے دھوپیں اٹھنے لگی انکی تکلیف عیادت میں ہیں نہان یہ رفر اُن ری محرومی دیدار کبھ آئے ہیں اشک</p>

<p>شباب تک رہیں عہد شباب کی باتیں اگر مصلحت وقت تو بے بیان کرو فلک کے ظلم پہ مین نہیں رہا ہوں فرتہین خیال وصل کا فرتہ میں ہر عبت اول</p>	<p>میں کیا کہوں دل خانہ خراب کی باتیں کلمہ ہم بھی سنیں کچھ حجاب کی باتیں پڑی ہیں کان میں کچھ انقلاب کی باتیں کر گیا یاد کمان تک وہ خواب کی باتیں</p>
--	--



<p>دو نصف سے اتنی مری مجال نہیں ہزار دن مرتبہ دن بھر میں کام نہ بیسے ذرا سنو تو سہی سن کے مسکرا دینا حواس اڑ گئے سُن سُن کے واقعاتِ کلیم جنونِ عشق دہان لے گیا جہان بہکو ہمارا دفتر الفت ہے قابلِ عبرت میاںِ حشر ہم ان تیور و ن سو اے مین جھلے عشق کسی سے عدم میں کیا کیئے</p>	<p>کچھ اُن سے کہہ سکوں تاب بیانِ حال نہیں عزمِ فراق کو پابندیِ خیال نہیں بیانِ دردِ جگر ہے کوئی سوال نہیں حضورِ اتوبہ میں تابِ عرضِ حال نہیں خیمِ فراق نہیں عشرتِ وصال نہیں کسی مقام پہ نامِ شبِ وصال نہیں کہ جیسے بہکو کسی سے کوئی ملال نہیں کہ ہم مذاق نہیں کوئی ہم خیال نہیں</p>
--	---

ستم کے بعد تقاضائے نازِ حسن یہ ہے
خوشی سے کہہ بھی دو عشر کوئی ملال نہیں

<p>اسپکے چند ارکا کوئی گلہ باقی نہیں اپنا دل اپنے ہی ہاتھوں تو گر بیٹھا نہیں زور ہرک جزوِ خون کا لیکیا عہدِ شباب اگر غم پہنسی آئی وفا کی دلدی</p>	<p>جب ہمیں کو تابِ ضبطِ حوصلہ باقی نہیں جیسے اب دنیا کا کوئی مشغلہ باقی نہیں وہ جنون کا جوش اور وہ ولولہ باقی نہیں بندہ پرور اب ہمیں کوئی گلہ باقی نہیں</p>
---	---

دل ہوا جسدن سو محشر سلسلہ جنبانِ عشق
زندگی کی راحت کا سلسلہ باقی نہیں

<p>کھینچ لیا، سکو بھی قسمت نے نگہ کاروں میں فکر سے وصلت و فرقت کی یہ بدلا ہے مزاج بار اٹھائیں مری خاطر شکن آہوں کا ذرا کچھ بھی پہنچتے ہیں اگر عقل و حواس ہیں جان آئی میری شبِ فرقت کہ قیامت آئی</p>	<p>ضبط کا جس نے کیا ذکر دل افکاروں میں اب شمار اپنا ہے اچھون میں نہ ہاؤں میں طاقت اتنی نہیں غمانے کی دیواروں میں سبھی مستان سے حسن کو ہر شیا رون میں رستخوار آج بلا وجہ نہیں تاروں میں</p>
---	--

ساگر کے توبہ ہوئے سوا تون کے محشر پابند
کیا ہی آزاد تھے جب تک یہ میخواروں میں

<p>شمع بزمِ عشق کی صورت سے میں افسردہ ہوں رُنج و راحت دونوں کی لذت جی گھبرا گیا</p>	<p>دیدہ ظاہر میں زندہ و حقیقت مردہ ہوں تم خفا مجھ سے ہوئے جینے سے میں آرزو ہوں</p>
---	--

پوچھنے والوں سے محشر کو دیوں چھتر بچ
کوئی بات اچھی نہیں لگتی کہ دل افسردہ ہوں

<p>مصیبتِ دل وارفتہ ایک ہو تو کہوں لے ہوں ملین جو دست سن سکو تو کہوں حواس کین تو لے چارہ گرسنوں تیری میانِ حشر یہ کہتے ہی کہتے دن گذرا وہ انکار و کنا جھکوا اشاروں سو دم حشر نہ پوچھو چارہ گر و حال ہوں سراپا درد</p>	<p>نفاق کی نہیں باتیں میں سن سکو تو کہوں کوئی سنے نہ سنے تم اگر سنو تو کہوں کہاں نہ درد ہو قلوب میں سانس ہو تو کہوں نکھارے ہاتھوں جو گذری اگر کو تو کہوں وہ اُن سے میرا یہ کنب اگر کو تو کہوں زبان سے کسی ایذا کا نام لو تو کہوں</p>
---	--

<p>خدا کے واسطے اٹھکر الگ چلو تو کمون کسی جگہ بُری اچھی میں بول اٹھو تو کمون خلاف ہی سہی لیکن جواب دو تو کمون</p>	<p>بیان حال میں کیونکر زبان کھلے سرِ نغم کہانی دل کی سنی چپکے بیٹھ کر تو کیا نہ پوچھو شوق کی حالت جو چپکے بیٹھنا ہی</p>
	<p>وہ کتنے ہیں شبِ عہد کہ تو کچھ محشر میں کہہ رہا ہوں کہ اراں ایک سو تو کمون</p>
<p>کسی محتاج کو جیسے کوئی شے دیتے ہیں دیکھتے جاؤ ابھی ہم تمہیں کے دیتے ہیں کچھ سو اس کے نہ کہتو سنی ہے دیتے ہیں یاد رکھنا کہ تمہیں جان سی شے دیتے ہیں</p>	<p>اس اولے وہ مجھے ساغرے دیتے ہیں وے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی ڈکھا ذکرِ دل چھیرے کچھ ایسی اداسے مانگا پچلے آکھی مدفن پر جو فرصت پانا</p>
	<p>کوئی فریاد سننے یا نہ سننے لے محشر حالتِ دل کی خبر صورت نے دیتے ہیں</p>
<p>ابھرتی ہیں چوٹیں دلی یوں فریاد کرتے ہیں دھوین اٹھتے ہیں دس طرح فریاد کرتے ہیں کیسکو جب کسی کے سامنے آزاد کرتے ہیں کبھی چپ بیٹھ کر ہنسنا کبھی فریاد کرتے ہیں تکلتی ہو دعا دل سے جو وہ بیدار کرتے ہیں ہمارے جانے والے ہیں بھی یاد کرتے ہیں ہمارے دم میں دم جب تک کہ ہو فریاد کرتے ہیں حیات اپنی بسر یوں قید ہی دیتے ہیں</p>	<p>کیسے ظلم نہان اہل غم جب یاد کرتے ہیں تمہارے دل جو جسوقت تم کو یاد کرتے ہیں نہ جانے کیا گزر جاتی ہو زندان میں اسیرِ فیر غمِ فرقت میں جو حرکت ہو اپنی خطراری ہے مبارکباد ہو کہ لذتِ اید اسے مرجانا دیا عشق میں جب مٹنے والا کو ٹپٹا ہو جانِ غم میں جو زندہ رہی بعد اسکے وہ جانے تھنس کی تیلیو نہیں گرن رہے ہیں دن رات کی گے</p>

کرامت دیکھے اندری شہرت زخم الفت کی	ابھی تک لوگ ذکر بہت فرما کرتے ہیں
مزار رنگان آئینہ عبرت ہے اے محشر	نظر پڑتے ہی انکا حسن سیرت یاد کرتے ہیں
مریض عشق اٹھا دنیا سے ماتم دار بیٹھے ہیں جمال حسن سے ظاہر ہوا لکھا مفت در کا ادھر بھی اک نظر او موجہ انداز برجمی کہیں کیا جانفشانی زینت بزم تصور کی دلی جذبات کی شدت کہیں جانے نہیں تھی ستانے والو تم آگوستا کر کچھ نہ پاؤ گے دعا کا وقت بھی بیمار غم کو ساتھ آخر ہے	ٹھکے ماندے کسی بیمار کے بیمار بیٹھے ہیں خدا کی شان یوسف اور سر بازار بیٹھے ہیں بڑی مدت ہوئی ہم جان سے بیزار بیٹھے ہیں نگاہ عام میں ہر چہد ہم بیکار بیٹھے ہیں نکل کر بزم جانان سے سر بازار بیٹھے ہیں جو کوئے دوست میں لذت کشا نہ بیٹھے ہیں سر بالین یہ کس امید میں غمخوار بیٹھے ہیں
مزاج اہل الفت عالم نیرنگ ہے محشر	کبھی مسرور بیٹھے ہیں کبھی بیزار بیٹھے ہیں
در وقت میں کسی سے بات کے قابل کہان اسکے انداز اور میں اسکی روش کچھ اور ہے یہ تصور بھی نیا اک زخم ہو وقت جہنا خوب دیکھے میں نئی وضو ان ترسکا کھول تکئے اگر نزع میں مجھ پر اہسان کیسا	چارہ ساز کچھ نہ پوچھو ہم کہان میں دل کہان شوخی دلبر کہان میرا دل بسمل کہان دل مرا تیری نگاہ ناز کے وت بل کہان لیکن آنکھیں ڈھونڈتے ہیں جسکو وہ محفل کہان ورنہ آسان ہو نیوالی تھی مری شکل کہان
آبلوں سے باؤن کے کہتی ہیں محشر غارت	پھوٹ ہو نہیں انھیں آسائش منزل کہان

<p>نہ ہنسوا نہ جو فریاد کیا کرتے ہیں روز اسیرانِ محبت پہ ہر وانِ مشقِ ستم اس بنا پر ہے ہمارا بھی تقاضائے ستم شغلِ بیکارئیِ فرقت کو نہ پوچھو ہم سے</p>	<p>اسی پردے میں تمہیں یاد کیا کرتے ہیں روز دو چار کو آزا دیا کرتے ہیں اکوہ ہر ایک پہ سید را دیا کرتے ہیں کسی امید پہ دل شاد کیا کرتے ہیں</p>
<p>پوچھتے کیا ہو عمِ ہجر میں کیسا ہے مزاج چب ہین محشر کبھی فریاد کیا کرتے ہیں</p>	<p>نہ تڑپیں ہجر میں کچھ اختیار بھی تو نہیں کسی سے کیا کہیں جو ہجر میں گذرتی ہے اگر قہین نہیں زاہد کو پار سائی کا مری ہنسی ہو شبِ وصل ناگوار فلک عبث ہو مجھ سے شبِ انتظار نا زاجل</p>
<p>سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہیں مزا یہ ہو کہ کوئی غم گسار بھی تو نہیں خطا معاف ہو میں بارہ خوار بھی تو نہیں بلا سے چپ رہوں یہ اختیار بھی تو نہیں کہ قبل صبح میں امید وار بھی تو نہیں</p>	<p>خوشی ہو جان گونے کی خاک اے محشر گلی میں یار کی جائے مزار بھی تو نہیں</p>
<p>دل بھرا آتا ہو کیوں آنسو بہ جاتے ہیں کیوں ہوش بھی ہمراہ رنگِ رخِ اُڑی جلتے ہیں کیوں ورنہ کچھ قبر میں سب ڈون پھیلاتے ہیں کیوں ملکے دو ذونِ ہاتھ سینے پر کھنچے آتے ہیں کیوں قافلہ والے ہمیں چھوڑ چلے جاتے ہیں کیوں جو خطا میری ہو اس پر آپ شرارتیں ہیں کیوں</p>	<p>شام وعدہ رنج کو سامان نظر کرتے ہیں کیوں دیکھیں کیا عالم دکھاتا ہو مالا صبح وصل الفتِ دنیا میں اب بھی ہو زمین گیری کا شوق کیا دل بیمار کا کرنا ہے ماتمِ وقتِ نزع راہ میں خود ہی کہیں رہ جائینگے مثلِ غبار ذکرِ شام وصل پہنچی ہیں نظریں کس لیے</p>

شامِ فرقت یہ بھی لے محشرِ پالمِ ظلم ہے
چرخ کا کتنا ابھی سے آپ گھبراتے ہیں کیوں

کہا بتائیں ہم کسی محفل سے کیونکر آئے ہیں
ہو رہی ہے بحثِ ہم سے اور کسی دربان سے
اپنی اپنی جا پہ سب کو شوقِ پاؤسی کا ہو
سب تو پوچھا انہی کیرن اسکا کیوں پوچھا حال
سوطح کے زخم لیکر ایک دلبر آئے ہیں
بزم سے بہر تماشا لوگ اٹھ کر آئے ہیں
ایڑیوں تک گیسوی دلدار بڑھ کر آئے ہیں
دراغ کیسے قبر میں ہم لیکے دلبر آئے ہیں

ہوش کی صورت اٹھا جاتا ہو دل بہرات میں
کیسے لے محشر کمان سے آپ ٹھکرا آئے ہیں

ادب سے بیٹھیں وہ جنگو خوشی میں ہوش نہیں
مریض درِ جدائی کی خیر ہو یا ر ب
یہ کیا کہ شادی و غم میں ہو ایک ہی حالت
اثر کی بان ہو ہر چند ایک ہی ہو فغان
یہ بزم دوست ہو دوکانِ سیر و ش نہیں
اگر آج صبح سے غمخا نے زمینِ خروش نہیں
میں عندلیب کی صورت سیاہ پوش نہیں
مثال نے کے مجھے عادتِ خروش نہیں
بس اتنی ہلکے ہوئے پھر آگے ہوش نہیں

حواس آتے ہیں ذکرِ شراب سے محشر
جان میں کمر کی محسوس بھی بارہ نوش نہیں

وہ دلوں کو گرہ انداز ہو پائے جاتے ہیں
چھپائے لاکھ جیسے آمدِ جوانی یار
آنہی اور بڑے تیرگی شامِ سراق
سیر و جذبہ شوقِ دلی ہر بات کا پاس
بڑی خوشی سے برابر ستائے جاتے ہیں
انگہ سے اور ہی انداز پائے جاتے ہیں
چراغ دیکھوں کمان تک، جلانے جاتے ہیں
اگر بزم دوست میں ہم بے بلائے جاتے ہیں

اب آگے راز محبت ترا خدا حافظ عجیب شے ہو جہان میں امید واری بھی چلے ہیں چھوڑ کے زخمی کو چاندنی میں حضور	جو حق چھپانیکا ہر دم چھپائے جاتے ہیں کوئی خفا ہی رہے ہم منہ لے جاتے ہیں نئی طرح کا یہ مہم نکلے جاتے ہیں
--	---



ڈر ہے تم سمجھو گے میرے دل نہیں منحصر قسمت پہ ہر وصل حبیب دو جواب اسکا زبان تنگی سے کثرت غم سے ہوا آئینہ حال اتنا اکہرا اٹھ گیا وہ شمع رو تم تو جو چاہو کو غصے کے وقت	ورنہ ضبط در کچھ مشکل نہیں ہجر میں کوشش کے ہم قائل نہیں لوگ کہتے ہیں کہ تم قائل نہیں ایک تپلا در دکا ہے دل نہیں ہم نہیں تو رونق محفل نہیں میرا منہ شکوے کے بھی قابل نہیں
---	--

چھوڑ محشر آرزوے وصل دست
سچی بے حاصل سے کچھ حاصل نہیں

آئینہ صفت بزم میں حیران بھی ہمیں ہیں کچھ خوف نہیں تم کو اگر جھوٹی قسم کا شاہنشاہ ہیں کہتے ہیں خود دست جنون کو کیون قتل جہان پر نہ کر باندھے وہ ظالم تیری نگہ لطف حملاتے ہیں ہمیں کو کیون تم کو دم حشر نہ امت ہے جفا پر عشاق سے یکہتی ہیں اُس شوخ کی انگلیں	خندان بھی ترے سامنے گریان بھی ہمیں ہیں کیون منہ سے کہو صاحب ایمان بھی ہمیں ہیں خود بخیر کن چاک گریبان بھی ہمیں ہیں دعویٰ ہو جسے عیسیٰ دوران بھی ہمیں ہیں پھر جائے تو سوجان سے قربان بھی ہمیں ہیں لو دیکھو ادھر سر بگجیاں بھی ہمیں ہیں بیابان بھی ہر درو کے در مان بھی ہمیں ہیں
--	--

محشر نہیں غیر دن کو فراسوز جگر کا
پروانہ بھی اور شمع فروزان بھی بہن میں

<p>دل سبل میں فرط سوز غم سے جتنی چھلے ہیں ملیکی داد اہل عرش سے اس طوفانی کی اٹھایا محفل جاناں سے مجھ کو اس تصور نے اجازت دو تو صدقہ کروں دلوں بہت نازک اذیت و طرح کی فوج میں بگز نہیں زیبا مريض درد الفت نے بنایا سب کو مثل اپنے دہان زخم کیا تر زمان میں وح قاتل میں مرے رونے کو سوز غم میں دیکھو چشم عبرت سے</p>	<p>وہی جیسا ہے مردہ حسرتوں کو رو نہ لے ہیں یہ دلی روج ہو تم جھکو سمجھ ہو کہ نالے ہیں یہاں کوئی نہیں ہمدرد جو میں سنس وائے ہیں بڑی شکل میں تھے سینے سے پریشان نکالے ہیں نہ یوں سینہ با قاتل جگہ کے زخم آئے ہیں اڑے جاتے ہیں دل تیار داروں کے نفالے ہیں کچھ اس راحت سے میرے سینے سے پکان گئے ہیں یہ افسو انکی تصویر میں ہیں بدلتی چھلے ہیں</p>
--	--

خوشامیداری قسمت کہ اس ظالم کو جسم آیا
ترے نالے بھی محشر کیا ہی در داگیر نالے میں

<p>کیا اسی شکل سے الفت کا صدا دیتے ہیں تیرے ملنے کے تصور جو ہیں دلمیں شب بھر ہجڑوں نالوں سے بہتر ہو کہ آہیں کرین ہم وادری چارہ گری کہدیا بچنے کا نہیں درد مندوں کی کہانی نہ سنی خوب کیسا چپکے بیٹھے تو ہو محفل میں مگر یاد رہے چارہ سازوں میں یہ باتیں ہیں یوں نزع کو وقت</p>	<p>اتنا بنتے ہیں کہ آخر وہ رلا دیتے ہیں درد بن بن کے مری نیندا اڑا دیتے ہیں عیب ہی تیر چو چلنے میں صدا دیتے ہیں آپ بیمار کو کیا خوب دوادیتے ہیں باتوں باتوں میں مطلب کی سنا دیتے ہیں بات پر ہم اگر آئیں تو ہنسا دیتے ہیں ایسی حالت ہو تو بیمار کو کیا دیتے ہیں</p>
---	--

<p>شکوہ یار نہ قسمت کا گلہ اے محشر حضرت دل کو شب بھر دعا دیتے ہیں</p>	
<p>دل بستگی کو محفل جانان بھی کم نہیں کس ناز کی سے خانہ دل میں وہ آئے ہیں ادنا سایہ اثر ہے مرے انتشار کا بیکار مجھ پہ کھینچ کے خنجر بڑس پڑے سب جان لیں کہ یہ بھی بڑی رازدار ہیں کچھ پاس ضبط کچھ تری رسوائیوں کا ڈر ظاہر ہے اشتیاق مرا وہ وصل میں</p>	<p>ہم جان دے کے شالیق سیرام نہیں ظاہر کسی جگہ پہ نشانِ قدم نہیں ذرے زمین پر چرخ پرتاے ہم نہیں کس نے کہا تھا تم کو مذاقِ ستم نہیں بے مدعا غموں کی اہل عدم نہیں دل میں ہزار غم ہیں مگر چشمِ دم نہیں تصویرِ اضطراب ہے نقشِ قدم نہیں</p>
<p>لازم ہی پائے شوق کو پاسِ ادب ضرور محشر یہ کوئے یار ہے دیر و حرم نہیں</p>	
<p>کیونکہ نہ لطف مجھ کو ملے ظلمِ یار میں اُن کر کے ہاتھ رکھ لیا دل پر لگی وہ جوٹ ایک آہ اگر کہہ دوں تو بہین اشکِ مدھون انہلِ رشوق پر مجھے باتیں سناتے ہیں</p>	<p>ہر درد کی جگہ ہے دلِ بققرار میں ٹوٹا جوڑ کے جام کوئی بزمِ یار میں سوکاروان نہاں ہیں ذریعےِ غبار میں یاں دل وہاں زبان نہیں اختیار میں</p>
<p>محشر جو اپنی حد سے بڑھا عشقِ دلربا امکن نہیں حواسِ رہیں اختیار میں</p>	
<p>سنتا ہوں کون کس سے کہیں بزمِ یار میں کیا کیا تڑپ تڑپ کے پکاسے ہیں تک کو ہم</p>	<p>بیٹھے ہی بیٹھے دل نہ رہا اختیار میں کیا کیا اٹھا ہے دردِ دلِ بققرار میں</p>

<p>انکھیں اجل کے بند کئے بھی نہونگی بند اس آئے اے خدا دل پر شوق کی لنگ رگ رگ سے آکے لیگیا چکر خیال دوست موسیٰ کے واقعے کی جب آتی ہی ہوں یاد غش کھلے اسکا طور یہ گرا عجب نہیں</p>	<p>جاگا ہوں اسطرح سے شب انتظار میں جی جاہتا ہے بیٹھے نہیں کوئے یار میں جس جس جگہ تھا درد دل بقرار میں اٹھتی ہواک چک سی دل بقرار میں ٹھوکر جسے کبھی نہ لگے کوئے یار میں</p>
<p>مختصر نگاہ سوئے فلک مصلحت سی پھر بھی نظر جھکی ہی رہی کوئے یار میں</p>	
<p>بہت جلد آئی دلکو موت قید زلفِ جانان میں ذرا چھپائے غم ہجران دکھا دون عالم آشوبی خدا را دم بھرے بتیابی دل بیٹھنے دینا نہیں کچھ دور بزم یار اگر یہ مرحلہ طے ہو ہنسین گئے زخمِ سنہ ناکِ قاتل کی آمد پر کہاں لجاؤں تجھ کو ایو دل حسی کہ چین آئے امید وصل نے ہر حال میں ایسی رفاقت کی</p>	<p>خدا جانے بسری کس طرح یوسف نے زندان میں چھپاؤں نوح کے طوفان کو لبتک چشمِ گریبان میں لئے جاتا ہی فرط شوق مجھ کو بزمِ جانان میں ہمیں پہلی جگہ کرنا ہے چکرِ قلب دربان میں دردِ دل خود ہی کھلے گا یگانہ فوراً شوقِ جان میں تری بتیا بیان کیساں میں صحو و گلشن میں اگر خم کو خم نہ سمجھا دل ہمارا شامِ ہجران میں</p>
<p>اگر مختصر غزل اک در کا ٹو وقت تنہائی کسی صورت کی جی بدلے مالِ شامِ ہجران میں</p>	
<p>بہت دن عمر ضائع کی علاج سوزِ نہان میں جدائی ہر طرح پر میری ہی قسمت کی ہوا رب عزیز جان و دل کیونکر نہ ہو وہ دردِ دلِ عجبی</p>	<p>یہ سودا اور آفت کا تھا دردِ عشقِ جانان میں اثر کو چھوڑے دیتی ہی وہ عجبی شامِ ہجران میں جسے بالابو آغوشِ جبراحت ہاں نہان میں</p>

<p>زمین تک آکے دلکی یادگارین خاکین ملتین چھٹب قید و اگر ہے دل میں زلیخا کے شب غم رو رہا ہوں شوق میں خون کو لہو سیاہی جسکے دن کی شام مدفن سے زیادہ تھی</p>	<p>بہت خوش ہوں شب غم رہو آنسو گریا نہیں ہر تقدیر کا ٹی زندگی یوسف زندانین غرض یہ ہو پھر دن رنگ نالتصور جا نہیں نہ جانیں رات کیسی گندری قفس نی پند انین</p>
---	--

اب ان نگہ نمین سوز قایم ہے چرخ اور محشر
جلگہ تھی اشک خونین کی جہان شہا عجائبین

<p>شرارت تیری کیا آئے بیان میں قیامت ہو گیا اُن سے یہ کفنا توجہ سے اگر تم حال پوچھو غم اجاب و نیرنگ زمانہ نہیں کچھ عشق میں درکار مجھ کو نہ اپنی حد سے بڑھ اے شادی وصل وہ دوستکے سہی اپنے تھے لیکن</p>	<p>سنا میں لاکھ باتیں اک زبان میں ترس بھی ہے دل نا مہربان میں تو پھر دیکھو اثر میرے بیان میں بڑے جھگڑے ہیں عمر جاودان میں خدا وندا اثر دین زبان میں کھٹکتا ہوں نگاہ آسمان میں بڑی راحت تھی ہکو آشیان میں</p>
---	--

حقیقت کیا کہوں اس دل کی محشر
کہ جو کام آگیا عشق بتان میں

<p>ہر اک منزل پہ راہ عشق میں سرور جاتا ہوں شہیدان وفا کو حشر کے دن نہ دکھانا ہے حقیقت رشک کی بھر پوچھ لینا ہنسے والو جیا عشق کا پہلا یہ دن قسمت سے اس آئے</p>	<p>حجاب اٹھتے چلے جاتے ہیں جتنی دور جاتا ہوں نہا کر خون میں زخموں سے ہو کر چور جاتا ہوں اگر محفل سے اٹھو اتے ہو سو طور جاتا ہوں نہ پوچھو ٹوکے والو کہاں سرور جاتا ہوں</p>
---	---

<p>ذرا لے لذت گفتار میری بات رکھ لینا چلے ہیں مصر سے یوسف یہ کہہ کر جانب کنعان</p>	<p>میں کچھ کہنے کو سوئے دلمبر غور جاتا ہوں اکیسکی منتظر آنکھوں کا بنکر نور جاتا ہوں</p>
<p>بٹے دعوے ہیں جنکو دور میں نظر و نہایت محشر دکھانے آج انھیں گھر ساکنا سور جاتا ہوں</p>	
<p>عشق میں دشمن مثال آسمان کوئی نہیں بچھان ڈالی ساری دنیا کو فدا تو یہ کھلا دیکھنے میں گو کہ اک دنیا ہو خلوت گاہ دل کو چہ جانان کی آبادی کے صدقہ چاہیے مثل دنیا حشر بھی ہو بزم گاہ اختلاف مصر کے باز ارمین یوسف کی صورت دیکھی پارہ کرنے نبض جب تکھی تو فوراً کھل گیا ساکنانِ شہر خاموشان کی رحمت پزیر</p>	<p>اور اگر پوچھو تو وجہ امتحان کوئی نہیں اہل دل کا دوست زیر آسمان کوئی نہیں تم اگر آؤ تو پھر اسے میرے سجان کوئی نہیں پوچھنے والا ہم ایون کا جہان کوئی نہیں اپنی اپنی کہتی ہیں سب ہمزبان کوئی نہیں وطن و وطنی بھرتی ہیں نظریں مہربان کوئی نہیں میری صورت کا مریض ناتوان کوئی نہیں یون پڑے ستاتے ہیں جسمی بیان کوئی نہیں</p>
<p>عمر بھی محشر ہو گیا اب جزو تہذیب جدید جا کے جس صحبت میں دیکھا شادمان کوئی نہیں</p>	
<p>عیسیٰ و ماح سے ممکن میری غمخواری نہیں جب کہ دل بہلا رہا ہو گریہ بے اختیار خفظ را ز عشق کی کوشش کہا تک کیجئے کس لئے گھر کے آنکھوں سے ٹہالی آستین از نادیکھا ہر اک کو ہم نے شہر حسن میں</p>	<p>عشق اک جہانِ روحانی ہو بیماری نہیں ہجر کی شب میں کوئی تکلیف بیداری نہیں دل پڑا رو تا ہو اور آنسو مری جاری نہیں ای مے ہمدردیہ آنسو ہے چنگاری نہیں کوئی بھی پابند آئین و فدا داری نہیں</p>

کیا تعجب عالم ہستی میں طوفان ہو گیا ہجر میں کیا جانے دلیر مرے کیا سنگینی خانہ صیاد کی راس آگئی آب و ہوا رخ نہ سمجھے حضرت موسیٰ جواب دوست کا	اک قیامت ہی بہاری گر یہ وزاری نہیں جسنے دیکھا کہ دیاب وقت غنچہ زری نہیں شکر کرتا ہوں کہ اندوہ گرفتاری نہیں آدمی وہ کیا اگر اتنی بھی ہشیاری نہیں
--	--



نہ تڑپیں ہجر میں کچھ اختیار بھی تو نہیں کسی سے کیا کہیں جو ہجر میں گذرتی ہے مری ہنسی ہو شب وصل ناگوار فلک عبث ہی مجھ سے شب انتظار ناز اجل	سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہیں مزا یہ ہو کہ کوئی غمگسار بھی تو نہیں بلا سے چپ رہوں یہ اختیار بھی تو نہیں کہ قبل صبح میں امیدوار بھی تو نہیں
--	--

خوشی ہو جان گنوائے کی خاک امی محشر
گلی میں یار کی جائے مزار بھی تو نہیں

یہ لطف دوست کی تیغ اداسے ملتے ہیں اسی کے دم سے ہر فرقت میں حسرتوں کی حیات مڑے کو عشق مجازی کے کوئی کیا جانے وصال دوست بقید حیات ناممکن ہم آنکو حسرتیں بڑھ کر سلام تو کر لیں	کہ زندگی میں گلے ہم قضا سے ملتے ہیں بڑے مڑے دل غم آشنا سے ملتے ہیں یہ راہ وہ ہو کہ بندے خدا سے ملتے ہیں بشر کو عیش جو میں وہ فنا سے ملتے ہیں یہ دیکھنا ہی بیان کس اداسے ملتے ہیں
---	--

جہان میں معرفت اشیا کی ہند ہے محشر
دفا شعار ہیں ہم بے وفا سے ملتے ہیں

شام ہجرت ہے آنکھیں مجھ زاری ہو گئیں	خون دلی دونوں نہریں تھیں کجارجی ہو گئیں
-------------------------------------	---

<p>رفتہ رفتہ سب تمنائیں ہماری ہو گئیں در پہ میرے سب بلائیں باری باری ہو گئیں جس سے سیدھی ایک پل نظر تھی سی ہو گئیں راحتیں جتنی تھیں نذر بیقراری ہو گئیں</p>	<p>وہ ادا کیں جو بڑھاتی تھیں غرورِ سنِ مست اب قیامت کا بھی رستہ دیکھتا ہوں بحرِ مین سب بجاہر اپنی قسمت پر سے جتنا ہونا نہ اب جو دل ٹھہرا بھی تو کیا فائدہ لے دردِ بحر</p>
	<p>محشر کی زبا بدون کے سر ہاتھی فصلِ گل رہن دستارین برائے بادہ خواری ہو گئیں</p>
<p>اگر قابو ہو اُنکا موت کے پہلے ہی مر جائیں جہنم وہ جگہ جینا ہو جنہیں مرنا ہو مر جائیں زبانِ پیام اگر جینے کا آجائے تو مر جائیں کہ ساتھ اُنکے فلکِ دشمن جان، جدِ جائیں اُگدرنے ولے ایسی راہ سے جلدی گذر جائیں</p>	<p>یہ ممکن ہی نہیں اہل وفا مرنے سے ڈر جائیں مزاج یا رکھتا ہو گرفتارِ انِ الفت سے مرضیانِ غمِ الفت کی اب حالتِ پہنچی ہو تری برگشتہ قسمت راہ چار کھسٹوں ہو جھین خطرِ مینِ سطح کو ہر قدم پر کوئے قاتل مین</p>
	<p>نزدشتِ عشق کے لائق نہ ہم یا رکے قابل ہجومِ آرزو کو لیکے اے محشر کدھر جائیں</p>
<p>دل پاس نہو تو راحتیں مین اپنے سے مجھے شکایتیں مین کیا کیا تیری عنایتیں مین ارمانوں کی ہمپہ آفتیں مین تربت پہ مری قیامتیں مین اُسپر بھی ہزار راحتیں مین</p>	<p>اک دل سے ہزار آفتیں مین کہتا ہوں تمہیں مہت در اپنا دل بھی دیا داغ عاشقی بھی اچھے رہے آپ وعدہ کر کے ظالم یہ ترے قدم کی برکت گو کوچہ یا ر آسمان ہے</p>

مرنے کو حیات سب محشر

جینے میں بہت قبا حنین ہیں

اثر کی روح کئے جسکو وہ افسانہ کہتے ہیں
اسی سے شمع نریم یار میں روتی ہی آتی ہر
اثر سے سننے والوں میں ہر اک آفت کا سناٹا
یہاں تک شام وعدہ کی ہر سعی خلوت آرائی
ہمارا ہی جگر اک عالم اندوہ و حسرت ہو
ہجوم آنا ہوا آخر تصدق ہونے والوں کا
شراب فرقت غش آنے پر مجھے ہشیا کرنے کو
مال غم یہ خلوت میں کوئی تور و نیوالا ہو
ہنسی بیانیہ آتی ہو جسکو درد مندوں پر

زبان حال سو حال دل دیوانہ کہتے ہیں
کہ سب اس سرزمین کو شہد پرانہ کہتے ہیں
ہم انبی خانہ ویرانی کا جب فسانہ کہتے ہیں
کہ اب اپنے تصور کو بھی ہم بیکانہ کہتے ہیں
ہمارا ہی وہ دل ہر حسب ویرانہ کہتے ہیں
کہ انکی نریم کو سب محفل پرانہ کہتے ہیں
مری ہمدرد صبح حشر کا افسانہ کہتے ہیں
جلا کر شمع سوزِ دل کا ہر افسانہ کہتے ہیں
مذاق عشق میں ایسوں ہی کو دیوانہ کہتے ہیں

فدا سو جان سے محشر درد و ہم محبت کے
شہادت گاہ دل کو محفل جانانہ کہتے ہیں

بالین پہ کوئی مولس و غنچوار بھی نہیں
آٹھنے کا حکم محفل جانان سے ہو چکا
نا کامیوں کو اسکے کلیجے سے پوچھئے
بیاری فراق کی مشکل نہ پوچھئے

لینے امید صحت بیمار بھی نہیں
اب میرے آشنا در و دیوار بھی نہیں
قسمت میں جسکی لذت آزار بھی نہیں
اتو زبان میں طاقت گھٹا بھی نہیں

دیرو حرم میں دیکھا ہی محشر کو بار بار
معصوم اگر نہیں تو خطا کار بھی نہیں

وہاں اجازت تشریح آرزو ہی نہیں
ہمارے اُنکے بس کئی گفتگو ہی نہیں
وہ کیا ڈرے کہ جسے کوئی آرزو ہی نہیں
جسے سلیقہ اظہار آرزو ہی نہیں
مگر بیکمال اپنی جستجو ہی نہیں
ہوایہ چاک کہ گنجائش رنو ہی نہیں

ہجوم گریہ سے بیان چشم میں لہو ہی نہیں
سوال دیدہ وہ کہہ رہے ہیں قصہ طور
جنگل پرچہ ہو یا جو رنا ز خوبان ہو
عشرت ہو دیر و حرم میں دوا دوش اُسکی
حیات رفتہ نہیں دوست جسکو بیاہ سکیں
نزد و ر دست اجل اپنا خلعت ہستی

جہاں شوق کبھی دل کے ساتھ تھا محشر
وہ جسے مر گیا اب کوئی آرزو ہی نہیں

اپنی بیتی یا کہ جگ بیتی کہیں
اب جگہ کی یا کہ دل کی سی کہیں
مجھ پہ دیوانے کی جو بھبتی کہیں
جس جگہ جو ہیں اُنھیں کی سی کہیں
حالِ غم یا قصہ شادی کہیں
غم نہیں سنتے ہو ہم کچھ بھی کہیں
آج دل میں ہے کہ کچھ ہم بھی کہیں
کیفیت کیونکر شب غم کی کہیں

ہم کہانی دوست سے کسکی کہیں
دونوں خواہاں ہیں وفا کی واد کے
روزِ محشر اُنکا گریہاں میرا ہاتھ
ایسی محفل میں خموشی ہی قبول
اینا افسانہ ہے ہر اک رنگ میں
دل سے ہم سنتے ہیں تم جو کچھ کہو
ہو رہی ہی سب سے پرش روزِ محشر
رونے میں ہچکی تو رکتی ہی نہیں

ایسے ہمدردوں کو خوش رکھے خدا
جو کہ لے محشر مے دل کی کہیں

دلکی خاطر موت کا پیغام ہوا الفت نہیں

بتلائے در و فرقت کو کبھی رحمت نہیں

<p>زخم ہی کی ہر خلش دلیں اگر حشر نہیں در و فرقت کسی پہاؤ جسے رحمت نہیں اپنے قدمیں اُٹھاتا جاؤں میرے نہیں ہر پاک تمیر بربادی مری تربت نہیں کوئی دیکھتا ہے یہ عالم وحشت نہیں غمزدوں کے وطنے سکر جسے عبرت نہیں کوہِ بلبل ہی جو روشن دیدہ عبرت نہیں</p>	<p>اے گواشوقِ طہر! ہر قرار اہل درد کس زبان سے وہ کہے احوالِ لطیفِ زندگی تھک گیا ہوں اس قدر کہ کر کے راہِ زندگی اُس زمین کا بھی خدا حافظ چاہتا ہوں کہ میرے شوق آنے والوں سے یہاں بس اسکا دل اسکا جگر اور اس کے تیور دیکھنے منظرِ شہرِ خموشان پر نہ ہنسنا چاہیے</p>
---	---

ہو گئی تکلیف شرع شاعری محشرِ معانات
 اب جنوں کا دنیا سے ہمیں خبر تائیں

<p>چارہ ساز دل بیاہر کہاں سے لائیں اتنی طاقت ترے بیاہر کہاں سے لائیں سر کے کھلنے کو دیوار کہاں سے لائیں اتنی ہم گرمی بازار کہاں سے لائیں</p>	<p>جگر کی شب کوئی گواہ کہاں سے لائیں چارہ ساز دن کو اشارہ دن سے لائیں دشتِ وحشت میں ہر اک تارہ جنوں کی شغلی حسن جو بایں مساوات ہوا و عشق کا قول</p>
---	--

بے عیادت کو نہ صبر کئے انھیں اے محشر
 وہ برا وقت وہ آزار کہاں سے لائیں

<p>رات کے کام کی یہ راہ نہیں دیکھنے والوں کی نگاہ نہیں کوئی بھی مجھ سا داخواہ نہیں اتنا بازگدا و سستاہ نہیں</p>	<p>کس کا دل لطف میں تباہ نہیں اشکِ عاشق کو کہتے ہیں آنسو دیکھ کر آنسو ہنس دیا دمِ حشر بزمِ افیت میں سب برابر ہیں</p>
--	---

اُسے اور مجھے رسم و راہ نہیں	جو نہیں جانتے رموز و نسا
دیکھا انجائے شمعِ وقتِ سحر مخمرِ آبِ تاب ضبطِ آہ نہیں	
پھر اُسی بزمِ مینِ ارمان لے جاتے ہیں اپنے ہاتھوں سے مری ہوٹ سے جاتے ہیں دیکھو دیکھو تھیں ہشیار کے جاتے ہیں	سیکڑوں ظلمِ جہان روز کے جاتے ہیں عرضِ مطلب پہ بُرا مان کے اتنا گڑبڑ ہم جو مجائیں تو عزت نہ ستم کی کھڑا
کامیاب اٹھ کے چلنا تھ پھنسی ہو محشر محفلِ دوست سے اک داغ لے جاتے ہیں	
کیا ناقص ہر تجھے اپنا سخن یاد نہیں آشیان کیا ہو مینِ شکلِ چین یاد نہیں خوش نصیبی سے مجھے راہِ وطن یاد نہیں جیسے محکومِ ستم چرخِ کمن یاد نہیں کہہ دیا داروئے ایلے کمن یاد نہیں کس طرح آئی تھی ماتھے پہ شکن یاد نہیں وہ مخاطب ہیں تو اندازِ سخن یاد نہیں کہہ کے ہٹ جاؤ حکایاتِ کمن یاد نہیں	کچھ کہا تھا کبھی اوغیر وہن یاد نہیں ہو گئی خدمتِ صیادین اتنی مدت کرے پیوندِ زمینِ محویتِ دادی شوق بزمِ جانانین پہونچنے کی ہوئی ایسی خوشی چارہ گر کی یہ عنایت بھی بہت کافی ہے حشرِ مینِ نزع کی اندامین نہ پوچھے کوئی معاذِ طلبِ شوق کو تعجیلِ بہت حشرِ مینِ مصلحتِ وقت اگر ہے تو یہ ہے
غم کا افسانہ وہ سنتے تو بگڑتے محشر پوچھنے پر یہ کہا مشفقِ مین یاد نہیں	
لطفِ محبوب مجھے مانعِ نسا یاد نہیں	ہوں وہ غم و دستِ شبِ وصلِ مجرا یاد نہیں

<p>ابتدا قصہ فرقت کی ہے پیغام اجل کوچہ دوست میں مرزا ہے حیات ابدی ظلم پر انکو یہ کہہ کہہ کے ابھارا ہنسنے ہم صغیر و مری ہستی کی ہو اتنی مدت جسکی محفل میں گئی ہم ہی اکبر اٹھے آہ سوزان سے نفس کیا ہر چین جل اٹھا اہل باطن کی فنا بھی ہو حیات ابدی ہر نفس میں نگرانی نفس کی فکر میں</p>	<p>اسقدر یاد ہو اور آگے ہمیں یاد نہیں شکر کرتا ہوں کہ مٹی مری برداشت نہیں میری جان تم میں ادا ہے ستم ایجاد نہیں دور گلزار میں جب تک کوئی صیاد نہیں کہیں دنیا میں علاج دل ناشاد نہیں پھر بھی تاثیر کا قائل دل صیاد نہیں مہستی عشق وہ ہستی ہو جو برداشت نہیں میں اگر قید ہوں صیاد بھی آزاد نہیں</p>
---	---

اتنا زنگہ دوست پہ صدقے محشر
مر گیا میں تو کوئی قابل بیدار نہیں

<p>ہم کو راہ شوق میں راحت کہیں ملتی نہیں اہل دلیر کج دفن میں کھلا آخر یہ راز کون ہو ہمارا حسن دوست ایدل تو بتا عشق میں تیری سنوں کیوں کر کیوں کیا حال نا تمام اپنی نظریں ہو خم ابرو کا عشق</p>	<p>دوست مجھے جہان وہ سرزمین ملتی نہیں سرزمین عشق میں راحت کہیں ملتی نہیں آئینے سے بھی نگاہ شرمسگین ملتی نہیں مجھ کو مرغی کی بھی فرصت ہنشین ملتی نہیں جھکتے جھکتے پاؤں سے جب تک میں ملتی نہیں</p>
--	--

تھیں کبھی مشق تصویر ہی سے محشر لذتیں
اب وہ صورت بھی ٹھوٹھو ہو کہیں ملتی نہیں

<p>نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہیں انھیں کے دل سے کوئی پوچھے لذت غم ہجر</p>	<p>خفا نہ ہو جو گلی میں تھاری حاضر ہیں انھیں کا عشق کوئی شہر ہی جو کہ صابر ہیں</p>
---	--

کوئی چھپے گا کہا تباہ اداسنا سون سے میں نہیں ہو عذر نہ رکھتا یہاں شکایت نہ قسم نہ ماننے کا اُن سے جب کیا شکوہ یہ قول ہو ترے کوچے میں مرنیوالہ کا	نکاح شوق سے سب لکھ رہا ہر بہن غرض کہ مٹنے سے قسمت کے ہاتھوں قاصر بہن دیا جواب یہ جھنجھلا کے بہتو کافر بہن چلے بہن خلد میں اور خلد کے مسافر بہن
---	---



سمجھا تا ہوں یہ کہہ کے دل نوحہ کر کو بہن ہو امتحان عشق عجب سخت مرحلہ ناگفتنی ہو وعدہ دلبر کا گو کہ راز عادت بگڑ گئی تو ہوا اور بھی جنوں پہونچا سلامتی سے جو بازار حسن میں یونہی جو سوز سحر میں بڑھتا گیا جنوں	دم بھر ٹھہر تو جاؤں تلاش اثر کو بہن سڑپا کے پہلو دیکھ لوں غم دہی جگر کو بہن جی چاہتا ہوں دل سے کہوں اس خبر کو بہن زانو پر تیرے غم میں دیکھو نگاہ کو بہن دل دوں گا ڈھونڈھکر کسی بیدار کو بہن اک رو رہل کے آگ لگا دوں گا گھر کو بہن
--	--

محشر وہ آنکھ بھر کے اگر دیکھ لے مجھے
سینے میں رکھ لوں دلی جگہ پر نظر کو بہن

دلی اہل جنون کی سیر گلشن میں نہیں چار دن کی زلیست کا اشتہا تباہ نہایت سجڑی شب سور میں سونا ہو چمکے ہیں سے خنجر قاتل کی دعوت کیا کروں اس سور عشق جیل رہی ہو کیسی دنیا میں ہوائے اختلاف کیا جھگڑے چرخ کا دیر زمین بھی دخل ہے	دم ابھتا ہو جو خار دشت امن میں نہیں دام ہستی ہو رگین انسان کرتن میں نہیں یان دل بتاب ابھی مصروف شیون میں نہیں کوئی قطرہ خون کا رگہ گئے گردن میں نہیں پھول چنویں وہ سب ہرنگ گلشن میں نہیں چنین امی محشر اسی باعث سو بدن میں نہیں
---	--

<p>اسیے ہم کچھ بھی کہتے ہی نہیں اشک غم کچھ دن سو بہتے ہی نہیں ہم تو کوئی بات کہتے ہی نہیں جو خزان میں چاہتے ہی نہیں</p>	<p>تم کہو گے چپ یہ رہتے ہی نہیں کون سے ٹوٹے ہوئے دل کی خبر کہہ لو تم جو کچھ تمہارا منہ میں آئے فصل گل میں ہونگے وہ طائر سیر</p>
	<p>صاف یہ ہو سنئے والا چاہیے بے کے محشر تو رہتے ہی نہیں</p>
<p>آج مقبول دعا مفت ہو لو گے کہ نہیں اب میں آمادہ فریاد ہوں رو گے کہ نہیں مجھے دربان جبر کتا تھا اٹھ گئے کہ نہیں کوئی پوچھا کر کچھ ہم سے کہہ گے کہ نہیں یہ تو تباہ دیکھی چھٹ کے ہو گے کہ نہیں بولادہ شوخیس اب چپ بھی ہو گے کہ نہیں اب کسی دن مری دو باتیں سنو گے کہ نہیں</p>	<p>عرض مطلب کا ارادہ ہو سنو گے کہ نہیں چشم خنبار کے افسانے پہ آتی تھی منہسی کیا کمون کشمش شوق سر محفل دوست نامرادوں کی زبان مٹھ نہیں کیا بون ہنر مارا ریش ناز ہے ملکر چھٹنا شکوہ ہجر کو جب طول ہوا حد سے ہوا شیون دل پہ گزرتے تھے وہ مرحوم ہوا</p>
	<p>معدلت گاہ قیامت میں ہو کیوں چپ تم بھی کچھ اچھی بڑی آج کہو گے کہ نہیں</p>
<p>مر گیا شاید کوئی تازہ گرفتار جنون دن بدن بڑھتا گیا جتنا کہ آزار جنون کہتے ہیں کوئی نہیں دار سے بیمار جنون گھٹ رہی جو زندگی بڑھتی ہیں آزار جنون</p>	<p>فصل گل میں مہر ہے گرمی باز جنون آنکھ سے گرتی گئی رونق طلسم دہر کی چارہ سازوں کے دماغ و دل پہ صدو جائے کاوش فرقت سے کیا تباہوں کس عالم میں جنون</p>

کہہ لئے جائیں اگر اسرار حسن و عشق کے خجندی مین کوئی دیوانہ سبھی کچھ کہہ گیا کوچہ خانان کا رخ دنیا سے منہ پھیر کر جوئے عالم ہستی سے کوسوں دور لایا کھینچ کر دیکھے جسکو وہ آئادہ ستانے کے لئے	اک خدائی جان و دل سے ہو گرفتار جنون پھر بھی رکھا انتہا کا حفظ اسرار جنون یہ ہی معیار محبت یہ ہی معیار جنون دیکھے اب اور کیا دکھائے آزار جنون کیا خدائی بھر کے مجرم ہن گنہگار جنون
---	---

پہلے محشر تھا اور اب القاب و ہدم نہ پوچھ
مبتلائے عاشقی ہوں اور بیا جنون



دم تقریرِ ناصح چھپر حسن و عشق کی کیون ہو فراق و دست مین ایک کد نفیس لون برائے مرد اس کتاب ضبط اکدن شہید ناز ہونا ہے وفا شہید ہمارا ظلم عادت اس سنگ کی جہاں تک بس جلا شور و فغان رہے کیسے فوجین بھلا تم اور چرا و دل سے شو کہنے کی آئین ہیں نہ اٹھنا ہی جال حسن کے پر دیا اچھا ہو اثر تقریر مین کیونکر بھری وہ عرض مطلب پر	کیسا و چرا و دل سے ایسی دلی کیون ہو سہیں مر گیا نریا ہے جینوی کی خوشی کیون ہو تین گز کے کمر فرقت ہاتھوں خود کشی کیون ہو زبان کے شکوہ باعث ناراضگی کیون ہو اے اسی بات پر ہر نام نام عاشقی کیون ہو گناہ وقت پر چھا جانے تو منہ پر ہنسی کیون ہو مری محرومی قسمت فروغ ناز کی کیون ہو جسے اس بات کا روزانہ ناحق کی ہنسی مین ہو
--	--

دل نا آشنا لیکر چلے ہو بزم جانان مین
کسی دشمن چھپر اعتبار دوستی کیون ہو

ہم تو خوش ہیں بہر جان مبتلا جو کچھ بھی ہو ہم تو اک چشم غایت ہی پر صدقے ہو گئے دیکھ تولین اک نظر تیری ادائے دل شکن کم حقیقت چشم جان میں ہو تو کچھ بھی نہیں چشم ظاہر میں رہی ناکام مقصد ہی کلیم ظلم جانان ہو بہر تقدیر اک رُز فضا ہو خیال روح پرور اہل باطن کے لئے آپنے دنیا الٹ دینے کا رکھا نام حشر حشر کا ہونا جو برحق ہو کہا تک انتظار	صاف کمد و جرم الفت کی سزا جو کچھ بھی ہو تیرے لطف سیکر ان کی انتہا جو کچھ بھی ہو جی اٹھیں ہم یا کہ آجائے قضا جو کچھ بھی ہو اہل دہکا گو کہ انداز دنا جو کچھ بھی ہو ہمنے مانا طور پر جا کر صد اوج کچھ بھی ہو ابتدا جو کچھ بھی ہو یا انتہا جو کچھ بھی ہو ماورائے اسکے ترار مرزا دنا جو کچھ بھی ہو بندہ پروردہ بھی ہو اسکی سوا جو کچھ بھی ہو آج ہی جلوہ دکھا او خود نما جو کچھ بھی ہو
--	--

د حقیقت ہم سمجھتے تھے کہ ہر رُز فضا
ہمستی انسان کا محشر مدعا جو کچھ بھی ہو

زندگی بیکار ہو دل میں وفا جب تک نہو دو گھڑی کے بعد تکلیف عیادت ختم ہے مطلب شکر و شکایت پر زبان کیونکر کھلے	دل نہیں تپہر ہو وہ خوف خدا جب تک نہو بیٹھے رہنا درد دل کی انتہا جب تک نہو تیری جانب سے ستم کی انتہا جب تک نہو
--	---



اپنی رفتار کا اعجاز دکھاتے جاؤ حشر انگیز ہے ہر چند تھاری رفتار درد و فرقت سے مین رو رو کی منسا آجاؤں سنکے حال دل بیتاب کہو کیا گزری	ہر قدم ایک نیا قنہ اٹھاتے جاؤ جب مین جانوں مری تقدیر جگاتے جاؤ متصل تم مجھے ہنس ہنس کے رلاتے جاؤ کچھ تو احوال دلی مجھ کو سناتے جاؤ
--	---

<p>تجربہ میں موت کو سطح بلاتا ہے کوئی</p>	<p>تم اگر جاتے ہو ہو کو یہ بتاتے جاؤ</p>
<p>آئے ہو کو چہ جانان میں اگر محشر</p>	<p>اپنی تربت کا نشان کیوں نہ بناتے جاؤ</p>
<p>دور فلک میں اہل دفا کو خوشی نہو طاقت ربائے دل ہو میان غم فراق یان ہر فغان میں دلکا لہو ہو راہر شک بیٹھا ہوں بیٹھنے دے مجھے ضبط شوق اگر فرقت میں اس خیال سے برسوں جیا نہیں ہر اک نفس میں لاکھ طرح کا ہو خوف جان بیٹھا ہوا ہوں منتظر وعدہ حبیب چشم کلیم دوست زلیخا کا قول ہے اجاب شمع و چادر گل ہی رکھیں معاف</p>	<p>ہوتا رہے جان میں سب کچھ یہی نہو اے ہنسکے سننے والو یہ کچھ دلگی نہو وہ ہنسکے کہہ رہے ہیں قیامت ہوئی نہو خوف اسکا ہو کہیں نہ محفل ہنسی نہو وہ غم ہی کیا کہ جسکا نتیجہ خوشی نہو یہ درد دل ہی چارہ گرد و دلگی نہو پروردگار صبح قیامت ابھی نہو شوق اور اسہ صبر کوئی دلگی نہو وہ قبر کیا جو چھائی ہوئی بسکیسی نہو</p>
<p>محشر مذاق تو بہ پرستی کو اب سلام</p>	<p>کیا لطف زندگی کا اگر میکشی نہو</p>
<p>جو ہونا تھا ہوا ہم سے نہ پوچھو ہمارا مدعا ہم سے نہ پوچھو خیالات و فنا ہم سے نہ پوچھو اٹھائی کیوں جفا ہم سے نہ پوچھو نہ جانے کیا ہوا ہم سے نہ پوچھو</p>	<p>ستم کا ماجرا ہم سے نہ پوچھو بناوٹ ہوگی شوق و لکھی ثابت جو گذری عشق میں ناگفتنی ہو حساب و دستان درد و دل مثل ہو جوانی میں خبر ہے کس کو دل کی</p>

صنم کعبے میں کیوں ہیں اور کیا ہیں خدا یا د اگیا ایک لک نفس میں دماغ و دل کور و حافی ہے تحریک مرحفل ہر اک کور شک ہو گا	خدا کا واسطہ ہم سے نہ پوچھو نتیجہ عشق کا ہم سے نہ پوچھو محبت کا مزا ہم سے نہ پوچھو تم اسرار وفا ہم سے نہ پوچھو
--	---



فدا برق نگہ کے آنکھ بھر کر دیکھتے جاؤ تمنا کے قلیل ناز کو دیکھو نہ دیکھو تم ہماری گرد و اماں ہو اسے اُڑتی آتی ہو جہاں دلربا ہر چند خرمن سوز ہستی ہو سکوت اجاب کا دم بھر میں آخر ہر چل جانا عجب و حسیب یہ نظارہ گہ میں اک تماشا ہے چلے ہوا ہ کنگان خلوت شوق زلیخا میں	جو دیکھا جائے حال قلب مضطر دیکھتے جاؤ نراکت سے رکا جاتا ہو خنجر دیکھتے جاؤ ذرا اے رہروان کوئے دلبر دیکھتے جاؤ مگر یہ مقتضائے شوق دم بھر دیکھتے جاؤ مرا احوال بالین پر پٹھر کر دیکھتے جاؤ اک کوئی دیکھتا ہو ملک کو کیونکر دیکھتے جاؤ خدا کی واسطے لوح مفت در دیکھتے جاؤ
--	--

نشان رنگ فنا کو دن بدن بڑھتی ہو جاہن
ذرا آئینہ ہستی کو **محشر** دیکھتے جاؤ

آبرو سے ہوا اگر اُلفت تو شدید الٰہی نہو کیون کرے دعویٰ وفا کا لے کوئی کیون عشق خاک ہو جائے زمانے میں فروغ آئینہ کیون نہ پیغام اجل ہو تیرا زما سکے لئے اُس سے پوچھا چاہیے محشر خوشی کیا چیز ہے	عشق میں یہ بھی ہو سوائی جو رسوائی نہو ہجر کے غم میں اگر تاب شکسائی نہو خو برویدن کو اگر شوق خود آرائی نہو زندگی بھر چوٹ جس لڑکھینائی نہو جسکے منہ پر مسکراہٹ بھی کبھی آئی نہو
---	---

عالم ہستی سے دان چلے جہاں کوئی نہو میرے قصے کو اثر سے سب ہو جو محو سکوت بزم اربان کیجے برپا یہی کہتا ہی شوق اُف وہ بیماری و واجسکی کہیں ممکن نہیں اپنی ایک لک شاک میں پہاں میں کھون لکڑا تھوڑی راحت کے لئے سر پہ بوس کا مظلمہ	ساتھ میں مثل نفس ایذا رسان کوئی نہو مقتضا قسمت کا یہ ہے ہنر بان کوئی نہو دل یہ کہتا ہی جہاں تم ہو وہاں کوئی نہو ہائے وہ ہمایہ جبر میں بان کوئی نہو جس جگہ رونے کو بیٹھیں وہاں کوئی نہو نالہ جب کیجے کہ زیر آسمان کوئی نہو
--	--

محشر نئی سائنکلف بھی حریف شوق ہی
پردہ دار جلوہ حسن بتان کوئی نہو

سمجھ رہا ہے سفر میں یہ ہمنفس کس کو ترقی مستم آسمان سے کیوں ڈریے رہا تو کیا نہ رہا قبر کا نشان تو کیا میں طول قید سے مرا ہوں یہ تباصیاد	سنائے جاتا ہی احوال دل جیس کس کو غم فراق میں جینے کی ہی ہوس کس کو ہمیشہ پوچھتا ہے کوئی ہمنفس کس کو سیر و گردون اسیر و نہیں اب نفس کس کو
---	--



دوم بھر تلافی غم فرقت ہی کیوں نہو پوچھا مزاج ہنسکے مرخصان عشق کا اظہار شوق دیدے باز آئیگی نہ ہم اولکش ہی پھر بھی قصہ دیدہ انگان عشق مرنے کے بعد نہ کچھ پانا جو ہے ضرور بیکار بیٹھنے سے شب سحر کیا حصول	خلوت میں دل سے ذکر محبت ہی کیوں نہو اس دوستی سے رسم عداوت ہی کیوں نہو ہر چند چشم دل کو خجالت ہی کیوں نہو ماتا کہ ایسے ذکر سے وحشت ہی کیوں نہو بدلے کفن کے دامن عبرت ہی کیوں نہو بہتر ہی شغل ماتم حسرت ہی کیوں نہو
---	--

محشر بہاؤ اشک شہیدانِ عشق پر
ہر اک نفس ثواب عبادت ہی کیوں ہو

آج واعظ کے لگے ہاتھوں قدم لیتے چلو
دل پہ بار رخِ فرقت تا عدم لیتے چلو
دل یہ کہتا ہو کہ تم بھی چشمِ غم لیتے چلو
دوستو کیوں اس قدر جلدی ہو دم لیتے چلو
حشر کے دن زخمِ پیکانِ ستم لیتے چلو

بتکدے جاتے ہو محشر آؤ دم لیتے چلو
عاشقوں کو کہہ رہی ہے بہمت اندہ پسند
آندھیاں دشتِ محبت کی قیامتِ خیز بن
لاش اگر اٹھی ہو میری دفن بھی ہو جاگی
ہر نظر باز و نکاحِ جمعِ داشتہ آید بکار

ترک رسمِ کمنہ لے محشرِ خلاف وضع ہے
چند تصویرِ تباہ سوے حرم لیتے چلو



ہلا آتا ہوں اکثر صبحِ دم زنجیرِ میخانہ
وہ میکش ہوں کہ پہلو میں ہر اک تصویرِ میخانہ
مرے ساتی خدا را کھول دے زنجیرِ میخانہ
کہ اکثر دیکھتا ہوں خواب میں تصویرِ میخانہ
بڑھاتے ہیں بڑھانے والے یوں تو قیرِ میخانہ
جواب کوہ سینا ہو گئی تعمیرِ میخانہ
رہی ہر وقت میرے ہاتھ میں زنجیرِ میخانہ
کہ جس نے کھینچی ہو سورنگ سو تصویرِ میخانہ

مراد و نکاح گھر میرے لئے تعمیرِ میخانہ
حقیقت اپنے دل کی کیا کہوں کچھ کہ نہیں سکتا
زبان میں پڑ گئے کانٹے کمانتاتِ تین آخر
دماغ و دل کو بعد تو یہ بھی اتنا تعلق ہو
تصدقِ شوق سے کرتے ہیں دلوں دو ساغر پر
وہاں مونی کو فرشِ آبیان ہیٹھ میکش میں
نہ چھوٹا سلسلہ جوشِ جنون کا میکش میں بھی
ہمکا میں اسکی جہستہ میں محشرِ چشمِ ساتی پر

لن ترانی ہم نہیں دیکھے وہ دُخ ہر آئینہ
 بنگیا ہنگام زینت رشک ساغر آئینہ
 خود ہی مجا بنگا حالِ قلب مضطر آئینہ
 ہو گیا اک آلہِ آئینہ سرِ سر آئینہ
 ہو گیا نامی بناتے ہی سکندر آئینہ
 صبح اٹھ کر دیکھتا ہوں روئے دلبر آئینہ
 دھونڈ لیتا اور کوئی اس سے ہتر آئینہ
 دیکھے ہی جاتا ہے شکلِ اپنی اٹھا کر آئینہ
 صاف کہہ دیتے کیا دیکھا اٹھا کر آئینہ
 دیکھتے ہیں حسینِ خلوت میں کیوں آئینہ

گو کہ انسان جو ہر قابل ہے پھر آئینہ
 چشمِ میگوں سے کیسی یہ ہوا نیزنگ حسن
 جو ہر الفت کا ربط باطنی بڑھنے تو دو
 ان حسینوں کی نگاہ گرم کا اُن رویہ اثر
 خلق میں لازم ہے ہر شے کیلئے حسن قبول
 کیوں نہ کٹ جائے حسینوں ہی کو نظرِ کینون
 اشک کیوں آنکھوں میں بھولائے جو ٹوٹا دل
 شکِ تیر کا نہ چھوڑے گیامریضِ جسم کو
 ہنسنے تم میں ہر ادا دکھی نئی صبح وصال
 تھا معاصن کا پر حیف کچھ کھلتا نہیں

دیکھنے بیٹھے تو ہوا اُس خود نما کا تم سنگار
 بن نہ جانا فرط حیرانی سے محشر آئینہ

خدا باندہ کے کی اُس نے جفا اور زیادہ
 گلتی گئی تاثیرِ دعا اور زیادہ
 مشہور چھپانے سے ہوا اور زیادہ
 کتابِ ہر کہو سے مجھ کو خدا اور زیادہ
 ہر سانس میں بڑھتا ہے مزار اور زیادہ
 کرنے لگی ہے نازِ قضا اور زیادہ

ظاہر ہوئی جب مجھ سے وفا اور زیادہ
 فرقت میں بڑھی جتنی پریشانیِ مخاطر
 یہ ظلم کے افسانے کا ادنیٰ سا اثر ہے
 کرتا ہوں طلبِ لکھن میں جب عورتِ غم میں
 کس طرح نہ ہم دردمخت کو کریں ضبط
 اب ہجر کے بیمار کو قسمت پر ہے نالاش



کہ جو جو سانس آتی ہے وہ عجا ز محبت ہی
وفا کی آزمائش کے لئے ناز محبت ہی
مری ہر اک روش میں حسن انداز محبت ہی
اگرچہ جاتے قسمت سے تو عجا ز محبت ہی
جسے روح اثر کیے وہ آواز محبت ہی
مگر یہ کیا کروں آنسو جو غمت از محبت ہی
جہاں پر زیر گرد و نقر جاننا ز محبت ہی
نہ جانے اتھا کیا ہو یہ آفت از محبت ہی
مریضِ غم کی جو بچگی ہو اک راز محبت ہی
کہ خاموشی میں پنہاں دفتر از محبت ہی
ابھی بگڑا ہی کیا ایسا یہ آغاز محبت ہی

مراجینا غمِ فرقت میں اک راز محبت ہی
جھائے دوست کی ہمسے حقیقت پوچھ کر کوئی
تری ہر اک ادا میں دشمنی کے سیکڑوں پہلو
فراق و وصل و دنوں میں حیات دگر لالے ہیں
مری برقِ وفا سے طرکِ ادا میں بھی جل اٹھا
فراقِ دوست میں نے کی کلیں میں سرنگھو
زیارت گاہِ اربابِ فنا دہ سرزمین نکلی
بناتا جاتا ہوں دلکی لحد اور کہتا جاتا ہوں
سمجھ میں چاہے مگر کی کچھ نہیں آتا تھیں سنبھلو
پس مردن کسی سے ہم نہ بولیں ہیں نہ بولیں
ہوئی برباد خاکِ دل ہو امین جب وہ بولے

کوئی پوچھے جو شرحِ عشقِ جانان کدوا کر محشر
خدا ئی میں ہی دلسوز و دمساز محبت ہی

مراج دوست اور محشر کبھی کبھی کچھ ہی
کہ احوالِ دل مضطرب کبھی کبھی کچھ ہی
ہمارا وہ تم پر ور کبھی کبھی کچھ ہی
زلزلے کا لگانا تم پر کبھی کبھی کچھ ہی

جھائے ناگمان ہم پر کبھی کبھی کچھ ہی
طلسماتِ تغیر نے بنایا ہم کو دیوانہ
تلون نے کیا اک حشر امید و نکی دنیا میں
جسے پیار ڈالا چارہ کر بھی اُسے نہ بنت ہو

قیامت میں اُنکلیں انتظار شام وعدہ میں کمالی اٹھنے فضا کے رستار محبوبی کہاں تک طول خط شوق وہ پڑھنو کو بٹھین گے خدا یا دیا گیا آخر جنائے دست قاتل سے وہی ہم ہیں وہی دل ہو مگر رنگ خیال نیا	دور شوق سے دن بھر کبھی کبھی کچھ ہی طریق کاوش اشتہر کبھی کبھی کچھ ہی تمنائے دل مضطرب کبھی کبھی کچھ ہی دعا میری تیرے خنجر کبھی کبھی کچھ ہی کیسی بزم سے اُٹھ کر کبھی کبھی کچھ ہی
--	---

نہ غصے کا پتہ پایا نہ محشر مہربانی کا
نگاہ چشم افسون گر کبھی کبھی کچھ ہی

جسے تھا لطف زندگی نہ رہے آمد موت پر فدا سب کچھ دیکھ لی ہنسے بس عدالت عشق حد بتا دیجئے ستم کی ہمیں جب میں جانوں اجل کو بٹا دو	وہ نہ مانہ وہ لوگ ہی نہ رہے کیا رہا جبکہ آپ ہی نہ رہے غم ہے دل میں اور خوشی نہ رہے ساری دنیا میں کیا کوئی نہ رہے بات بیاہر جس کی نہ رہے
--	---

رہ کے دنیا کے عشق میں محشر

شیخ و داعط سے دوستی نہ رہے

مری صورت کے اور سیرت کے کیونکر جاے قیابی شب چراک معاہدہ جھپی جانیں کہ تلا دو ہزاروں کروٹیں بدلا کیا ہو یا دجا نامنین بھلا ہو جس کی شب بھلا ہو یا دجانان کا سکون دل پہ ہو کہیں کا ہنس جان بکڑ بھتی تھین	کہ میں شیدائے لہجہ لہجہ مرا شیدائے قیابی کہو دیتے ہیں تم سے حال درد افزائے قیابی نہ سونا تھا نہ سویا رات بھر شیدائے قیابی کہ راحت اور مراد لہجہ اور شیدائے قیابی نہیں معلوم کیا آفت بھری تھی جاے قیابی
--	--

<p>سکون در دہر موت آئی مجھ کو نیند کے بدلے</p>	<p>بڑا آرام پایا بعد مدت جاے بتیابی</p>
<p>نہیں معلوم کیا گذری جو ششہرہ دعا مانگی</p>	<p>خدا دشمن سے دشمن کو نہ سے اندائے بتیابی</p>
<p>کسے ناخواندہ مہمان کتہی میں پوچھو مری دل سے سہین ظاہر ہوا ہر وقت کی بتیابی دل سے ہنسی آتی ہے مجھ کو چارہ ساز کی توجہ پر محببت اپنی اپنی اہل معشر بھول جاتے ہیں فلک کے دور میں کیا جانیں کیسا انقلاب ہے کیا موسیٰ نے وہ کار نمایاں جو نہ ممکن تھا غم و فرت کی تاثیر اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی رہینے کو خدا حافظ نہ کہئے پھر تو کیا کہئے ہکا لا قدرت جذبات حسن و عشق نے ملکر وہ ساعت آگئی عالم دگرگون ہو گیا لاہر وہ خوش تقدیر کو نہ کر بیٹھنے پائے کہیں دم بھر</p>	<p>نکلوا یا گیا اکثر یہ معشوقوں کی محفل سے یہ بیماری وہ جو جسمیں کہ موت آتی ہر شکل سے سمجھ لینے خدائی راز کو یا نبضِ سہل سے وہ باتیں بے تکلف چھڑک دیتیں قاتل سے قرین مصلحت ہی دور رہنا اُن کی محفل سے اُجھالا نقشِ برق حسن کو بتیابی دل سے کہہ بنے اپنے دل کو خود ہی پہچانہر شکل سے کہ موحین مثل پیغام اجل آتی ہیں اجل سے مہ کنعان کو اپنے گھر سے اور لیلیٰ کو محل سے حضور اُٹھ جائے منہ پھیر کر پہلوئے سہل سے نہ پہچانا مزاج دوست جس نے رنگ محفل سے</p>
<p>حیات عشق میں مجھ شہر خدا وہ دن نہ دکھلائے</p>	<p>کہ جانا اور پھر زندہ پلٹا کوئے قاتل سے</p>
<p>ہمراہ مری روح کے ایڈے تپش ہی فرما ہے میں کو چہ دلبر میں نہ جانا حرکت کسی صورت سے رکی ہی نہ رک دگی</p>	<p>جو سانس ہی وہ دل کیلئے تانہ غلش ہی ای حضرت ناصح یہ بھلا کیسی روش ہی جب تک ترے اوک کی مری مدین غلش ہی</p>

مشہور زمانہ تے بس کی تپش ہو	دنیا کا درق تاج کروٹ کبھی بدلی
مرینکا کوئی ڈہری نہیں بادہ شی بین محشر بھی عجب نگ کا آزاؤش ہو	
اک آگ برا بر کی ادھر بھی ہو اور دھر بھی جب تک نہ زبان میں ہو خدا داد اثر بھی یون کروٹیں لین در داد دھر بھی ہو اور دھر بھی یون دیکھ لیا آنکو ہوئی کچھ نہ خبر بھی پابند اب جتنے ہیں اتنے ہی بند رہی کیا داد نہ دینگے مجھے ارباب نظر بھی	جلتا شر عشق سے دل بھی ہے جگر بھی محبوب سے کیا فائدہ عرض مست پھوڑا ہوئی بین پسلیاں بتیابی دل سے ہم جانتے ہیں ناز کی شوق نظارہ یہ اہل وفا شوخی دلبر کے فدائی زخم نگہ ناز وہ دیکھ دیکھ نہ دیکھیں
اب دیکھتے کیوں ہو حرکت قلب کی محشر کس منہ سے شب غم یہ کہا تھا کہین مر بھی	
کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے اشک آنکھوں سے اور کیا بہتے اس سے بہتر بھی تھا چپ رہتے ہو گیا بند بہتے ہی بہتے اور جیتے تو اور غم سہتے باقی ایام ہجر کیا رہتے	مدتیں ہو گئیں ہیں چپ رہتے جل گیا خشک ہو کے دامن دل بات کی اور منہ چپ کو آ یا جگر دل کے ناسور کی یہ حد دیکھی ہم کو جلدی نے موت کی مارا متغیر رہے عالم امکان
سبھی سنتے تمھاری اے محشر کوئی کہنے کی بات اگر کہتے	

بہم ایسے آشناۓ درد بھی دنیا میں کم بکھے کوئی بسمل کمال چارہ گر کا جب معرف ہو بنانے بیٹھا ہوں تصویر دل کی جی بھلنے کو	کہ جنکا چارہ گر سے حال دل کنوین دم بکھے کہ منہ سے اُن نہ بکھے دل سے پیکانِ تم بکھے مگر یہ فکر ہی تیور سے شانِ ضبطِ غم بکھے
--	--

طوافِ کعبہ کا مقصود باطنِ محشر اب سمجھے
یہ سب لہر والے عاشقِ حسنِ صنم بکھے

یہاں تک پہنچی سنی اثرِ فرقت میں نالوں کے پریشانِ خاطری کا اُنہی عقدہ کس طرح کھلتا تلاشِ دوست میں جو مصیبت پہ گندہری ہی بہت دشوار میں آسان مسائل بھی محبت کو و نورِ عشق میں ہم ساکنِ ذیلِ حیرت میں نغانِ اہل لہر بہنہائے منزلِ عرفان دکھا دو نگاہِ تلاطمِ بحرِ غم کا ہنسے والوں کو	کہ خون آنے لگا بانی کے بدلے دل کو چھالوں گے جنھیں دنیا میں دھپسی نہیں آشفۃِ حالوں گے مرا اسکا کوئی پوچھے حرم کے جانے والوں سے شکستِ دل کے معنی پوچھئے نازک خیالوں سے اتعلق ہنسے والوں سے نہ مطلب دے والوں سے خدا یاد آگیا اہل جہان کو میرے نالوں سے ذرا لے چارہ گریانی کھجبانے دے چھالوں سے
---	---

فلک کو دیکھ کر بھر لینے آہِ سرِ دھبی محشر
اگر ملت لیگی سر اٹھانے کی ملا لوں سے

کھینچ کر آپ بیتی ہی تصویر دیکھا جائیے خیریت ہر امتحانِ نگاہِ محبت سے بعید خشمِ بنتِ حرم وہ اُٹھیں گے چہرہ نقاب آگے دشمن بھی بالین پر فداۓ عشق کی	غم نے کی کس کس جگہ تاثیر دیکھا جائیے جینے والوں کا خطِ تقدیر دیکھا جائیے چلکے سیرِ عالم تصویر دیکھا جائیے آپ کو ہر کسفِ در تاخیر دیکھا جائیے
---	---

<p>خنجر گلے پہ رکھا جب ناز دلبری سے ہوش اُڑ گئے ہوں جکے آواز دلبری سے فرقت کبھی جو بانا تم ناز دلبری سے شوخی ٹپک رہی ہے انداز دلبری سے پہوچا کمان کمان تو اک ناز دلبری سے سر مہ ہوا ہر پتھر اعجاز دلبری سے کعبہ میں کون آیا انداز دلبری سے</p>	<p>ظالم نے ہاتھ اٹھایا اعجاز دلبری سے تاریخ مرگِ رمان یاد آئے کیونکر اُنکو بتیائی جگہ بھی کچھ دیر دیکھ لیں زور شباب سے وہ بجلی بنے ہوئے ہیں آنکھوں سے تابہ شہرگ در قلب سے جگرتا کھلبلی سُن و نون آنکھیں چل سوتے طور و اعظ کس نے جن کو اپنا بندہ بنا لیا ہے</p>
<p>موسیٰ کی زندگی پر اُڑتے ہیں ہوش محشر جاتی ہے جان در نہ آواز دلبری سے</p>	
<p>زندہ ہیں تو جینے کا کبھی نام نہ لینگے کبخت سے اب کوئی کبھی کام نہ لینگے پھر آنے کا دنیا میں کبھی نام نہ لینگے پھر مسمے کبھی آپ کوئی کام نہ لینگے</p>	<p>جب تک کہ نہ مر جائینگے آرام نہ لیں گے قاصد نے کسی اچھی بُری کچھ نہ بٹ کے پہوچیں گے اگر خیر سے تا عرصہ محشر دل لیتے ہی بس عہد و فاحر غلط تھا</p>
<p>محشر وہ نہ لیں نامہ و پیغام ہمارا کیا دلکی دعا بھی سحر و شام نہ لینگے</p>	
<p>کوئی اتنا کہہ دے یہ تقریف ہے بیداد کی اس طرح ہم نے قفس میں خدمتِ صیاد کی پیش کی تصویر ہم نے خاطر ناشاد کی او خدا کس پر کیس سفاک فی بیداد کی</p>	<p>وہ غباٹھے ہیں سن سن کے صدا فریاد کی صرف تائید نہوا سنجی کیا دل کا ہو کون کہتا محشر کے دن داستانِ حسن عشق حشر برپا ہو گیا خوابِ عدم سے سب اُٹھے</p>

اُن ہوشون فوج گردن پر چلی جب تیغ ناز	دی صدا ہر قطرہ خون نے مبار کیا دکی
موت کیا شام شب فرقت کی گویا ایک پل	زندگی کیا ایک ساعت ہی تمھاری یاد کی

ہو اگر محشر غزل میں خواہش حسن قبل
چاہیئے تقلید تم کو میر سے استاد کی

مانا کہ عمر بھر تجھے ڈھونڈ کرے کوئی	قسمت نہو جو راہ پہ تو کیا کرے کوئی
جینا و نور عشق میں مشکل ہو اور محال	مرا بھی ہونہ سہل تو پھر کیا کرے کوئی
سائے جہان میں موت پکارائی شامِ غم	چلکہ مرخص عشق کو اچھا کرے کوئی
در اصل لطفِ زیست ہی ایدائے عشق میں	لیکن اگر خوشی سے گوارا کرے کوئی
یہ کہلے اٹھ گئے مری بالین سو چارہ ساز	در دایک ہو تو اسکا مداوا کرے کوئی
مانا بڑا نہیں ہو خیال وفائے عہد	امید ٹوٹ جائے تو پھر کیا کرے کوئی
قیمت دل شکستہ کی ہر اک مجاہد ناز	لازم ہو دیکھ بھال کے سودا کرے کوئی
دیوانگانِ عشق پہ عبرت ضرور ہے	دل میں خدا سے ڈر کہ تماشا کرے کوئی
ہر وقت شغل ہے اُنھیں ایجادِ ناز کا	فرصت کہاں کہ عرضِ تمنا کرے کوئی



گھٹی جاتی ہر طاقتِ نفس میں ضبطِ باہل کی	شکستِ زبانی سے آئینہِ دالت ہو گئی دل کی
سوارے حلقہ لگے کیسے جانِ تصور میں	بکالین جیسے کیا کیا صورتیں آزادیِ دل کی
کہا احوال سوز دل کا خاموشی کے پرے میں	زبانِ شمع ہو گو یا ادبِ موزِ محفل کی
کیا اتنا تصورِ خجہ میں مجنون نے لیسلی کا	جدھر جاتا تھا پر چھپائیں نظر آتی تھی مجمل کی
دیا عشق کا ہر ذرہ طومارِ وفا ہو گا	ذرا برباد ہونے دیجے مٹی مرے دل کی

نگاہ عامرین زندہ ہوں لیکن باطناً مردہ عدم کے رہرو کو خواب مرگ کا جائے علد سے ہوا ہے خاتمہ باخیر کسی سخت جانی کا جمال حسن کے دیدار میں اللہ ہی بتیانی	خدا دشمن کو بھی پانہ دے بتیانی دل کی کہانی چارہ ساز و چھپرہ دو دوسری نزل کی پرستش ہو رہی ہے اس جھل شمشیر قاتل کی جواب برق کوہ طور ہر کروٹ ہو بسمل کی
---	---

نہ اٹھے بیٹھکر محشر زمین کوئے جنان سے چلو اچھا ہوا مٹی ٹھکانے لگ گئی ٹل کی

وسعت بیان کیا ہو تری جلوہ گاہ کی ہنگام دروچہ نہ پوچھو کہان ہو نہیں دی جائے کیوں لکھے پہ نکیرین کے سنرا یہ نفخ صور و برہمی عالم وجود مربوئی شراب محبت پہ مین و ندا	تایم کہیں پہ حد نہیں ہوتی نگاہ کی دنیا ہی اور ہے مے حال تباہ کی دل بھی تو ایک نقل ہے فرد گناہ کی ہنگامہ خیزان ہین ترے دادخواہ کی دم بھر ہوئی نہ فکر ثواب و گناہ کی
---	--

محشر باری قبر اندھیری ہو کیا مجال مٹی لئے ہین ساتھ کسی جلوہ گاہ کی

مرنے والو جینے والو کا تھین کچھ ہوش ہو سہ پہل ساغر کھینچے آتے ہین دور نرم سے جلوہ گاہ سن تک جانا کوئی آسان نہیں فاتحہ پڑھکر نہ جانیں تم ہنسے یا۔ و دیے	حال سن سن کرتھا راجہ ہو وہ خاموش ہو خیشہ کے کی صدا بھی کس قدر پر ہوش ہو ایسی ہمت کے لئے بیدل مقدم ہوش ہو آج کیوں مدفن شہید ناز کا گلیوش ہو
---	---

—:—

پہونچے شام شب غم یا نہ سحر تک پہونچے	در دہین ڈوبی ہوئی آہ اختر تک پہونچے
--------------------------------------	-------------------------------------

<p>بجود ہی راہبر منزل مقصود ہوئی کھل گیا واقعہ طور سے دنیا بھر کو اہل حسن ایسی ہی وادی کہیں سے ہوا لے</p>	<p>اپنی گھر سے جب اٹھے یار کے گھر تک پہنچے تم وہاں ہو کہ نہ جس جا پہ نظر تک پہنچے ڈھونڈھنے والوں کو جنکی نہ خبر تک پہنچے</p>
---	--



<p>ڈرتا ہے شام ہجر نہ روز سیاہ سے منظور ہو جو کوئی نہ دیکھے نگاہ سے اسرار شوق سینے میں نہان کئے ہوئے بیاری فراق کے افراط ضعف میں ما فونہ ما فون حسن ادا کہ رہا ہر صاف کیا جانے کہ پھر ہوا کیا حشر آہ کا اتنی سی بات جسکی خدائی ہے منتظر کیون حال پوچھتے ہیں وہ فرقت نصیب کا اے شوق دید رکھ لے ذرا غرت سوال جلنا لکھا ہو دل کے مقدر میں ہر طرح</p>	<p>دیکھا ہے تمنے دلوں میں کس نگاہ سے دل میں ہمارے آئے آنکھوں کی راہ سے موتی پٹ کے آرہے ہیں جلوہ گاہ سے کیا کیا نہ ہم نے کام نکالے نگاہ سے تم دل میں آنے والو ہوا آنکھوں کی راہ سے یہ علم ہو گذر گئی حشر نگاہ سے کیا باتیں آج کرتے ہیں وہ داغ و خوار سے جو دلی آرزو ہی سمجھ لیں نگاہ سے مثل کلیم میں نہ پھروں جلوہ گاہ سے سوز فراق سے ہو کہ برق نگاہ سے</p>
---	--

رضی رضائے دست پہن بندگان عشق
مطلب ثواب سے ہو نہ محشر گناہ سے

<p>تم آتے پاس تو یوں شرح آرزو کرتے کلیم مر ارنی کہہ کے ہو گئے خاموش وہ کہتے ہیں کہ کوئی تو ضرور ہو گی غرض</p>	<p>کہ نذر چشم کلیجے کا ہم لہو کرتے ہزار رنگ سے مطلب کی گفتگو کرتے کیسکویں نہیں دیکھا ہے دل لہو کرتے</p>
---	---

<p>تمام رات کٹی دل سے گفتگو کرتے کیس کو بھی نہ سنا صاف گفتگو کرتے تمام عمر ہوئی خون آرزو کرتے حواس آتے تو پھر دلی جستجو کرتے</p>	<p>تری زبان پہ فدا ترے وعدے کے صدقہ رموز عشق میں کیا گو گو معاذ اللہ فلک کے دور میں کیا خوش نصیب بن بھی سمیٹ لائے ہیں کچھ خاک کوئے جانانگی</p>
<p>یہ دن نصیب کہاں دو چرخ میں محشر کہ دل میں آرزوے ساقی و سہو کرتے</p>	
<p>ڈھونڈتا ہوں سہو لین کوئی بیمار کسے پوچھتے ہیں کہ ہوا بجز حسرت دیدار کسے چارہ گر بیٹھے ہو کر کرتے ہیں ہشیار کسے رونے کو آئے ہیں غمخاں دین غمخوار کسے</p>	<p>کئے دیتا ہے جدا عشق کا آزار کسے بزم میں واقعہ طور بیان کر کے حضور درد مند غم فرقت میں ہر دم بھی باقی حاصل زیت سمجھتا تھا کوئی مرنے کو</p>
<p>— ❦ —</p>	
<p>اک نگاہ غلط انداز ہے قیمت دل کی ہائے کس منہ سے کرین کج شکایت دل کی اور کیا اسکے سوا ہو گی حقیقت دل کی کیا خبر تھی کہ یہ ہو جائے گی حالت دل کی رونا آتا ہو مجھے دیکھ کے صورت دل کی کیا سے کیا ہو گئی دور روز میں شہد دل کی آزمائی میں منظور ہے قدرت دل کی اتنی سی بات میں کیا گھٹ گئی عزت دل کی</p>	<p>کیا کہیں اسکے سوا اور حقیقت دل کی وہ بھی دن تھو کہ انگون پہ خوشی تھی کیا کیا تھیں سچے سہی اک قطرہ خون ہو بس بس محفل دوست کو بس دوسرے کر لیتے سلام ہنسی آتی ہو تھیں دیکھ کے بتیابی جبر میں تو میں تم بھی جو دیکھو تو نہ پہچان سکو ہجر کی رات ہو کچھ اٹھ نہ رہے اوگر دون آؤ پھر طور پہ اکبار چلین لے موسلی</p>

اتنا لکڑ کسی مجھ پر کا بس رک گیا دم	جی بھی سکتا ہو وہ جیسے رعایت دل کی
خلوت دوست سو یہ کیلے آٹھ یا محشر	اہل دل کیا یونہیں سنتے ہیں مصیبت دل کی
دل یہ کتا ہو اب آتا ہے اب آتا ہو کوئی جان تارون پر ہر ضبط غصہ بھی طرفہ تم ہجر میں شور و فغان ہو باعث انتلاء راز ایک ہم ہیں اس ادا کو دیکھا بخود ہو کسے	شام سے تا صبح بند آنکھیں کئے بیٹھے ہے اس سے کیا حاصل کہ دم دلیں لے بیٹھے ہے دل پہ رکھے ہاتھ اتنے کے لئے بیٹھے ہے ایک تم ہو بادہ گلگون پیئے بیٹھے ہے
محشر ایسی دلی داغ و دلی قدرت پر نثار	مخمل دلدار میں جو ہے پیئے بیٹھے ہے
اتھائے عشق یہ ہے غم مزادینے لگے اور بھی بگڑا مریمان محبت کا مزاج حسن کی دنیا کے لوگوں میں سیاست دیکھو اہل دل کی آہ سے پردے حرم حسن کے اہل دل کی گفتگو میں چاہیے اتنا اثر آسے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرض حال بس بس عشق نوا بھی اثر کی حد ہوئی جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہو	ہر جھائے نار و ایر دل دعا دینے لگے جلدی جلدی چارہ گر جو دوا دینے لگے بے خطا پایا جنھیں انکو سزا دینے لگے اس طرح پر کئے مجنوں میں ہوا دینے لگے سن لے تھیر بھی تو اُن کی حد دینے لگے وہ جواب اس طرح ایک لک بات کا دینے لگے ہم صغیر آواز پر میری سزا دینے لگے چارہ گر کہو جو بے سمجھے دوا دینے لگے
دلبری بھی عشق میں ہو کیا ہی احسان عظیم	محشر اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے

گدھر محال سر کو سے یا ر راہ میں ہے شہید ناز کی لاش اٹھی ساتھ ساتھ ہیں سب چلا ہو کون یہ گلگشت کو چمن کی طرف اٹھا کے اندھیاں آہوں سے جان دی گئے میان منزل عشق اسکی ہے خبر کس کو	قدم قدم پہ نشان مزار راہ میں ہے حضور ہی کا فقط انتظار راہ میں ہے قدم قدم پہ صدق ہمارا راہ میں ہے سوا و ملک عدم تک غبار راہ میں ہے کہ کون رہنمائی ہو مگر راہ میں ہے
---	--

فی نہ منزل الفت کی انتہا محشر

ازل سے جو غریب الدیار راہ میں ہے

دے چکا جو ش جنوں جب از بادی مجھے جاکے صحرائے جنوں میں پائیں سوا ازادان سرکھٹ آیا ہوں میں صدمت نگاہ ازکا اس قدر روزنا پڑا ہی آخر تکھیں بہ گین	ہو گئی دنیا و مافیہا سے آزاد دی مجھے کیا ہی راس آیا ہو شعل خانہ بادی مجھے ہاں ذرا دکھلائیے تو شان جباری مجھے اب نہ دکھلا نا خدا یا صورت شادی مجھے
---	--

چپ ہوں محشر کو کہ دل پر بسکلی دنیا سے غم

شرم اسکی ہو کہ کوئی نہ فریادی مجھے

تمہیں اک عالم کو اظہارِ غرض کا جوش ہے حشر تک بزمِ تصور کی نہویا رب سحر فاتحہ پڑھ کر جانے تم ہنسے یا رو دیے یوں دکھاتے پھرتے ہیں تازہ جوانی کی بہا	صدقے اُس سبکیں کی حشر پر کہ جو خاموش ہی آج کس کا سر ہمارے زینتِ آغوش ہی آج کیوں مدفن شہید ازکا گپوش ہی آج کل شام و سحر کو از زینب دوش ہی
--	---



ہر اک جملہ زبان پر میری بتیا بانہ آتا ہی	کسی سے جبکہ ذکرِ سوزش پروانہ آتا ہی
--	-------------------------------------

مری شوریدگی وجہ تماشا ہے زمانے کو دلیل غانہ برادری ہوئے انداز وحشت میں وقار اہل عشق اتنا ہی کافی ہے محبت میں سر اپا چشم ہنر محفل دلبرین آئینہ جہان روئے کیو دیکھا ہو کوئی دنیا میں ہنسی بے اختیار آتی ہے ہر اک نغمہ کو سنبھل بیٹھو ذرا ایسنے والو میرے قصے کے خدا مملو کم کافی ہو نہ ہو میدان قیامت کا قدم رکھنا نہیں آسان تجلی گاہ الفت میں	جدھر جاتا ہوں کہتے ہیں وہ دیوانہ کا جہان میں ہر جگہ جھکو نظر ویرانہ آتا ہو کہ شعلہ سر قد اٹھتا ہے جب پروانہ آتا ہو بے نظارہ انداز معشوتانہ آتا ہو مری مردہ دلی کا یاد سے افسانہ آتا ہو زبان غیر پر جب عشق کا افسانہ آتا ہو قیامت ہوگی ذکر فرقت جانا نہ آتا ہو لے اک عالم وحشت ترا دیوانہ آتا ہو اجل کی رہبری سے شمع تک پروانہ آتا ہو
--	--

ہر اک ذرہ ہی قبرستان کا محشر عالم دیگر
بظاہر ہر جگہ غفلت سے نظر ویرانہ آتا ہے

باؤں میں صحت موافق ہو اگر تقدیر بھی صاف تو یہ ہو مکر نے ولے سے کچھ بس نہیں جب تم آنا محشر میں اپنی صفائی کے لئے ہاں ہی نازک مزاجی ہو تو بھر کیا بوجھنا جلگیا جب طور برق حسن سے سمجھے یہ ہم اک تصور و طرف ہو کام کیو نہ کریں سکے	ناک سے بدتر ہی در نہ جارہ گرا کینہ بھی کیا ملا وعدے کی لئے گو کہ لی تحریر بھی احتیاطاً ساتھ رکھنا خون بھری شمشیر بھی ہاتھ اٹھائے لیتے ہیں جیسے سبے تقصیر بھی کیا بڑی شے ہو زیادہ گرمی تقریر بھی دیکھتے ہیں زخم دل بھی کھینچتے ہیں تیر بھی
--	--

ہکو محشر اتنا زبردست دشمن کیوں نہ ہو
ہو دغا بھی دل میں پوشیدہ کیا کتا تیر بھی

<p>ایک دل کو دو طرح سے روچکے لو ہنسوجی کو لکر ہنس روچکے دل پکار اٹھا اٹھو بس سوچکے جو ہمیں روتے ہم اونکو روچکے اے خدا یہ دن بھی جلدی ہوچکے نیندا بھی آئی ابھی وہ سوچکے</p>	<p>آنسوؤں کے ساتھ آنکھیں کھوچکے دم الٹا ہر تھکائے ضبط سے جب شب ہجر آگیا تیرا خیال مر گئے ارمان تو بولا دل مرا ختم ہے ہر اک مصیبت بعدِ حشر ہو تلون کا اثر راحت میں بھی</p>
<p>صبح حشر آئی ہو اے محشر اٹھو پہلوئے غفلت میں برسوں سوچکے</p>	
<p>یہ دہان قبر سے فریاد ہے قید ہیں نالہ مگر آزاد ہے کون بزم دوست میں لٹا دے جو ہو وہ اپنی جگہ آزاد ہے اس طرف فریاد پر فریاد ہے شامِ فرقت ہم میں اور فریاد ہے ہاتھ ہے اور دامن جلا دے</p>	<p>مرٹوں پر چرخ کی میدا دے کہہ رہے ہیں عندلیبانِ نفس یہ تماشا دیکھنے آئے ہیں ہم حشر میں کیوں مارے شکوہ ہو تم وہ شب وعدہ ہیں خوابِ ازمین داد لینگے تجھے غم کی اڑ فلک حشر کا دن آیا اب کیا پوچھنا</p>
<p>پھر نہیں معلوم محشر کیا ہوا بس نقاب اس رخ سے اٹھنا یاد ہے</p>	
<p>واقعی تم بڑے ہشیار ہو بس جاو بھی کچھ تال نہ کرو حضرت دل آو بھی</p>	<p>دل بھی مانگو مر اور آپ ہی شر او بھی کوچہ یا دین یا مر گئے یا وصل ہوا</p>

<p>جو حسین بن انھین پابندی ایمان کیسی وعدہ وصل کی تم جھوٹی قسم کھاؤ بھی</p>	
<p>رند و زاهد سے الگ رکھو طریقہ اپنا مخلص دہر سے محشر بس اٹھو آؤ بھی</p>	
<p>مگر ستم بے وہ خوف خدا نہیں کرتے کسی سے تیرے سوا التجا نہیں کرتے علاج خوئی تقصیر کا نہیں کرتے شنائے شوخی رنگِ خنا نہیں کرتے جو ہو چکی ہو کبھی وہ جفا نہیں کرتے شکایتِ ستم دلر با نہیں کرتے کہ ہم کسی کو کبھی خط لکھا نہیں کرتے وہ وقت ہر کہ اعزاز و انہین کرتے</p>	<p>ہم اگلے ظلم پہ چپ ہیں گلا نہیں کرتے ہر اک امید ہمارے ہے تجھ سے وابستہ وہ کہہ رہے ہیں مریضمان ہجر سے ہنسکر بھی سے کہتی ہیں ہاتھوین لکے خون مرا اسی سے ہم ستم ایجاد تم کو کہتے ہیں فغان سے اپنی غرض ہی بیان حالتِ دل جو اب خط نہ لکھیں وہ مگر یہی لکھیں مریض دردمخت کا اب خدا حافظ</p>
<p>زبان شمع ہو اپنی زبان اے محشر بیان سوزِ غم جاگزا نہیں کرتے</p>	
<p>تمیہ مرنے کی آرزو نہ گئی آج تک پیرہن سے بونہ گئی تیری ابتک ستم کی خونہ گئی پھر ملو تم یہ آرزو نہ گئی ہم کو بھی عداوتِ رفو نہ گئی چھک گئے پاؤں جب تجو نہ گئی</p>	<p>مر گئے ہم مگر یہ خونہ گئی کبھی اون کو گلے لگایا تھا حشر بھی ہیں تیرے یوں پرل گئے ہوش و جو اس وصل کی ہج زور و سب جنون کا کم نہ ہوا اب تصور میں ڈھونڈتا ہوں اسے</p>

<p>نہ کیونکر روئیں تقدیر ہی کچھ اور کہتی ہے خوشی اور غصہ دونوں میں بہم تر تو کون میں اور اگر ہوش میرے دل کو بھی سینے سے لیتا جا فراق دوست میں صبر کو کچھ کتنا ہی اگلو ہے مریض سے لطف چارہ گرسے مطلق کیوں ہو دعائیں مانگتے ہیں دوست میری اچھے ہونگی خداوند انجیر انجام کرنا شام وعدہ کا</p>	<p>دم وعدہ تری ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے نظر کچھ اور کہتی ہے ہنسی کچھ اور کہتی ہے ایسے بے دید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے مگر آفت یہ ہر دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے رہش ہنسنے کی وقت جاگنی کچھ اور کہتی ہے مگر تکلیف دل کے درد کی کچھ اور کہتی ہے دل پر شوق کی بید غشی کچھ اور کہتی ہے</p>
--	---

نظارہ بر بار رسائی کا بڑا دوسری ہی محشر کو
 مگر نہ رون سوائی دوستی کچھ اور کہتی ہے

<p>پائے ہیں تیر قلب و جگر پر قریب سے نفرت ہی جس مریض کو نام طیب سے جو بایں جو غم نہ کیجے طیب سے آئی ہو روح جسم میں نام طیب سے باز آئے صحبت دل فراق نصیب سے گزرے کون میری لحد کو قریب سے پوچھینگے ہم کبھی کسی آفت نصیب سے ڈرنا ضرور چاہیے آہ غریب سے پوچھو مذاق درد دل عندلیب سے محشر تجھے خدا ہی ملائے حبیب سے</p>	<p>پایا یہ لطف حسرت وصل حبیب سے مافظ خدا ہی بھر میں اسکی حیات کا ارباب دل سے درد محبت کا قول ہی اندر سے تعلق خاطر شب فراق جینا دباں ہو گیا مشکل ہوئی ہر سوت رفتارِ ناز حشر کا ہنگامہ کر گئی دورِ فلک میں جیتے ہیں کس طرح اہل دل سمجھائے دیتے ہیں تجھے اوبائی ستم آخر صدا کا نام ہی نہ یاد ہو گیا بیتابیوں پر میری یہ دشمن بھی کہتی ہیں</p>
---	---

<p>بڑھا کر دل نے الفت اک حسین سے اگر ہم بات پر آئیں رُلا دین نہ پھیر دیر سے دل سے قصہ وصل چلین عاشق علاج سوز دل کو سوال وصل پر چپ ہو کے اُسے جواب اشک و سیاب اپنا دل ہے دل نازک کی اندری سرت</p>	<p>عداوت باندہ لی احسن ہمین سے تھیں بھی قصہ قلب حزن سے ہنسی اچھی نہیں اندو گین سے خنا چھٹتی ہے دست نازین سے کسی دل کی نگاہ شہ گین سے کہ گر کر پھر نہیں اٹھتا زین سے وہ ٹھکراتے ہیں پائے نازین سے</p>
--	--

جہان شک تھا ترے نقش قدم کا
اٹھا محشر نہ مر کر اُس زمین سے

<p>جانتے ہیں کہ محبت کا مال اچھا ہے جان و ایمان کی طلب و راغصہ کی ہم نے جگر صفت شمع نہ دیکھا کچھ بھی دل سے جاتی رہی اندلے غریب لوطی زندہ چھوڑے گی نہ بیمار کو ہرگز یہ خوشی</p>	<p>تیرے عشاق کا ہر حال میں حال اچھا ہے چشم بد دور یہ انداز سوال اچھا ہے لوگ کہتے ہیں کہ ایذا کا مال اچھا ہے ہم نے جب سن لیا اجباب کا حال اچھا ہے دفعۃً اپنے کیوں کسے یا حال اچھا ہے</p>
--	---

سر نہ الزم دلداہ میں بیٹھو محشر
کہ یہ آئینہ نیرنگ خیال اچھا ہے

<p>ہلکی ساری خدائی آہ کی تاثیر سے پہلے اُس کے اقد میں سطح کی شوخی نہ تھی بھر کی شب ہر گھڑی تھی اس قدر سو ہانوح</p>	<p>دل مرا زخمی ہوا الفت میں ایسے تیر سے یہ اوڑیا رنگ مانی نے تری تصویر سے چاہتا تھا دم نکل جائے کسی تدبیر سے</p>
--	--

ہر ادا اس نے دکھائی اپنے محسن کو اُسکے منہ پر نور و ناکون نہو بعد فنا ابتدائے عشق میں سمجھے تھو اراں جگو ہم	مدعا یہ تھا کہ مر جائے کسی تدبیر سے آپ جسکو قتل کر ڈالیں نگہ کر تیر سے بنگئے سب درد آخر خوبی تقدیر سے
---	---

مگیا محشر غم تنہائی و داغ فراق
ایسی دلچسپی ہوئی اس شوخ کی تصویریت

چلے وہ تیر نہ جن سے کہیں پناہ ملے ہجوم یاس جو دم بھر کو دل سے بٹ جائے یہ جستجو لے پھرتی ہے حشر میں مجھکو حواس اڑ گئے جب دیکھی برخی کی ادا وہ ناتوان ہوں ٹکلیاں و روج آنکھوں سے میں اپنے تار نظر کی بنا رہا ہوں نقاب	خطا یہ تھی کہ کہا تھا ذرا بنگاہ ملے تو لب تک نہنے کی حرف دعا کو راہ ملے کوئی تو دوست دم پرش نہ ملے نہ جانے کیا ہو جو اس شوخ بنگاہ ملے مسح سے بھی اچانک اگر بنگاہ ملے یہ مدعا بھی مجھی سے تری بنگاہ ملے
--	---

دل اٹکا دیکھے کا محشر یہ کب گوارا ہو
خدا کرے کہ آخر سے نہ میری آہ ملے

چشم پر غم ہاتھ دلبر نہ نگہ رخ تغیر ہے موت عاشق کیلئے آسان مگر مشکل چہر ہے کچھ سمجھ کر عکس کی صورت وہ دلیں آئے ہیں حال دل پر جھنڈہ تم سے ہنسنا جا ہیو چارہ گر کی کوشش بیجانے ارا ہو بہین سہ جھکے حشر میں کیوں آتا ہو محشر کوئی	آپ کے بیمار کی تصویر کیا تصویر ہے دلو ضبط آہ بھی گویا قضا کا تیر ہے جاتے ہیں آئینہ رونق وہ تصویر ہے خیر دیکھا جاؤ گا آج آہ بے تاثیر ہے یہ اُسکے ہاتھ سے نکلیگا جس کا تیر ہے کسکی بے جرمی قیامت میں گریبان گم ہے
--	--

<p>محفل جانا میں جسکو دیکھے تصویر ہے ساری محفل رو اٹھی وہ پُر اثر ہے شوقِ دامنگیر ہے یا موتِ دامنگیر ہے اب ہی آئے کہ جسکے ہاتھ میں اکسیر ہے ایک میں ہوں اک کسی محبوب کی تصویر ہے پاس صرف اسکا کیا ظالم کہ تیرا تیر ہے شام کے پہلو ہی جسکا رنگِ خِغ تیر ہے یہ نہ پوچھے کوئی دردِ دل کی کیا تاثیر ہے</p>	<p>حسن کو جلوے میں کیا حیرتِ نازِ تاثیر ہے آپ کی بھی کچھ سنا افسانہ گو نے کیا کہا جذبہ کوئے دوست کو معنے مجھ بتلاؤ کون دی چکے دردِ محبت میں مسیحا بھی جواب میرے غمخانی کی آبادی نہ پوچھاؤ، ہنسن کھینچ لینا سینے سے اک سانس میں شکل نہیں لے شبِ غم اُسپہ تیرے طول سے گزری گی کیا بعد صحتِ مدتوں میں بھی حواس میں تو خیر</p>
--	--

دوستو! اگر محشر کو دکھائیں ہم تمہیں
محفل جانا میں جتنی جاگتی تصویر ہے

<p>کہ اور ہو گئی کچھ چشمِ فتنہ ز اُن کی کسے بجائے کسے مرنے لے ادا اُن کی وہ جو کہا کئے بیٹھا سنا کیا اُن کی ادا اشاروں میں جو کر گئی ادا اُن کی نگاہ ملتی ہی دل لے گئی ادا اُن کی</p>	<p>شباب گتے ہی دیکھے کوئی ادا اُن کی جہان میں جسے سنئے وہ جان دیتا ہی محافظِ حضرتِ ناصح میں اور کیا کرتا اُسے بجز دلِ رمز آشنا سمجھت کون یہ جذب ہو کنش حسن اسکو کہتے ہیں</p>
---	--

رگوں سے کھینچ کے دم آنکھوں میں آگیا محشر
اب اور دیکھیں دکھائی ہو کیا جہان کی

<p>یہ دل میں کتنی ہیں تصویرِ جہان دیکھنے والے میانِ حشر اپنی آفتوں کو بھولے جاتے ہیں</p>	<p>ار کچھ منہ سے بول اٹھتے ہیں حیران دیکھنے والے مجھے اور یار کو دستِ دگر بیان دیکھنے والے</p>
--	--

<p>کوئی اتنا دکھا دو نو گرفتار ان الفت کو سمجھ لین دلیں اپنی آپ ہی اندازہ ایذا کا قریب صبح نیز نگ فلک بھی دیکھنا ہوگا امید و یاس کا دیکھو تا شا اپنے کو چے میں نہ آنکھیں بند ہوتی ہیں نہ ہر دیدار کا یارا مذاق بد محل ہو وحشیہ نہیں برہمی ہوگی</p>	<p>سحر کرتے ہیں کیونکر شام سحران دیکھنے والے نہ پوچھیں حال مجھ سے نہ تم نہ جان دیکھنے والے رہیں ہشیار رنگ بزم جا مان دیکھنے والے کہ کیسے چپ کھڑی ہیں و غریبان دیکھنے والے بڑی شکل میں ہیں تلواری جان دیکھنے والے ہنسی اڑ کے رہیں چاک گیسبان دیکھنے والے</p>
<p>چلو مجھ سے غم فرقت کا اُنسے باجرا پوچھیں جو زندہ بچکے ہیں شام سحران دیکھنے والے</p>	
<p>اے گیا غش دیکھ اس شوخ کی محفل مجھے سائنس لینا بھی ہجوم شوق میں دشوار تھا چپکا بیٹھا دیکھتا تھا جلوہ تمکین ناز کیا ہی راس آیا ہو میرا تے تکلف بیٹھنا ہر ادا میں تیری سوجھ بوجھ میں رشک قی طوہ لاکھوں طعنوں سے ہے میں بہمی پر زلف کی</p>	<p>پھر گئی تقدیر پہونچا کر سہ منزل مجھے لیگیا یون اس گلی میں خطر ابل مجھے دفعۃ شوخی نے تیری کر دیا بسمل مجھے خود اٹھانے کو اٹھا وہ رونق محفل مجھے یہ میں معلوم کئے کر دیا غافل مجھے کیا پریشان کر رہا ہے اضطراب دل مجھے</p>
<p>صبح شام سحر حشر انتظار مرگ ہے ایک مشکل کٹ گئی باقی ہر اک مشکل مجھے</p>	
<p>خوش نہوا نکا اگر حسن شباب نے کو ہے اور ہی صورت پہ کچھ دنگ عالم کی روش ہجر میں نالے مے مثل صدائے صور میں</p>	<p>موت تیری اودل خانہ خراب نے کو ہے یا قیامت یا تر اہم شباب نے کو ہے ہر ہشیارے اہل دنیا انقلاب نے کو ہے</p>

کوئی حد بھی آخر اختلاسے رموز عشق کی	نام تیرا لب پہ وقت اضطراب نے کو ہے
ڈر کے مارے حشر میں دامانِ قاتل چھٹ گیا	جبکہ تیور سے ہوا ظاہر عقاب نے کو ہے

گدگدانے کی انھیں محشر نر پادو کے تم
جس قدر آئی ہنسی تناعقاب نے کو ہے

اس ستم پیشہ کو حسرت رہ گئی تعزیر کی پر خطر ہو کس قیامت کا درخت جنون صبح دم آئینے کو دکھلا دی بیداری کی شکل اپنے اپنے جذب پر قلبِ جگر میں بحث ہو لیجئے اے حضرت دل قاصد آیا نامراد آپ کے ہاتھوں انیاد میں بھی بڑھ جاتا ہر لطف انتہا سے یاس اسیکا نام ہر ایزد دوست شام وعدہ بہر آرایش او دھڑلے کھلین	ہننے خود ہی جان دیدی جب کی تقصیر کی ہر قدم پر بیٹھی جاتی ہے صدا زنجیر کی بات رکھ لی تمنے میرے نالہ شہگیر کی ہلو ہو گی مفت بدنامی شکست تیر کی آرزو سی آرزو تھی آپ کو تحریر کی جائستان در نہ خلش ہوتی ہو لوک تیر کی بیرخی بھی اٹھ گئی جو تھی مری تقدیر کی ہم ادھر سلجھانے بیٹھے ہیں گرہ تقدیر کی
--	---

عشق میں محشر بنی اچھی بڑی کوئی نہ بات
زندگی کچھ طبعِ شکستہ کی جب تدبیر کی

طوافِ دل کا ابھی کرتی ہو دعا میری لگا کے ہاتھ شکر نے راہ لی اپنی جلا لیا مجھے آیا جو دیکھنے دم نزع کیا ہو وعدہ وصل سننے آئے قسمت ہی خدا کرے کہ نہ دیکھے نگاہِ غیب کبھی	مزا دکھاؤ نگاہیں لیکجا جب خدا میری میں پوچھتا رہا آخر کوئی خطا میری نگاہِ یار سے شرمندہ ہو قضا میری جو اپنا کام تھا وہ کر چکی دعا میری وہ بیرخی تری ظالم وہ اتجا میری
--	---

جو زندگی ہو تو انجام دیکھنا محشر
انھیں ستم ہو مبارک مجھے وفا میری

سو بلا میں ساتھ لیکر شام فرقت آئیگی جاتے جاتے جا ایگا غصہ مزاج یار سے اے دل پر شوق کتنا تجھ کو وصل دست شام وصل کر یہ خروہ دے گئی مجھ کو اجل سمجھیں گے بیار غم گویا کہ زندہ ہو گئے ہم سے پردہ اکجا دی جلوہ رفار دوست	اسطرح آئیگی جسدن ملکی شامت آئیگی آتے آتے کام میرے مری منت آئیگی ہو رہیگا کچھ نہ کچھ جب نیک ساعت آئیگی ہم بھی ہمراہ آئیگی جب صبح فرقت آئیگی جسدن انکھیں کھلنے کی نہیں طاقت آئیگی دیکھ ہی لینے تجھے جسدن قیامت آئیگی
--	---

اس شکر سے عبت ہو شکوہ بیداد آج
چپ رہو محشر کبھی آخر قیامت آئیگی

محبوب جانتا ہوں میں دلو وہ ناز ہے افتادین مان لیگی ہوں جب صل عشق لاتا ہر کوئے دوست میں مجھ کو ہزار بار واعظ سوتا سنتے ہی کیا خوش ہوئی میں نہ ہم مر گئے مگر نہ ملا اسکا کچھ پتا ٹھوکر سے گرد گرد و مہیسا کا معجزہ	اور کیوں نہ کہ اسین نہان تیرا راز ہے کس منہ سے پھر کہیں کہ فلک فتنہ ساز ہے سچ پوچھئے تو دل بھی عجب حیلہ ساز ہے جب تک کھلی ہو آنکھ در تو بہ باز ہے گیسوئے دوست یا شبقت دراز ہے جب جانیں ٹکڑو زور جانی پر ناز ہے
---	---

محشر وداع صبر کا ہنگام آگیا
وہ شوخ آج کھینچے ہوئے تیغ ناز ہے

اسی نے میں دیکھ کر پناشا ہاتے ہوئے	ڈال لی منہ پر نقاب حسن شرماتے ہوئے
------------------------------------	------------------------------------

<p>صبح وصلت حسین تھا دامن ترا جاتے ہوئے اٹھ گئے وہ میرے پہلو سے فیراتے ہوئے لو کٹنا اچھا نہیں ہوتا کہین جاتے ہوئے بھول بھانے پر دیکھے نہ کھلاتے ہوئے جس نے خلوت میں تھیں دیکھا ہنساتے ہوئے</p>	<p>ہجر میں اس ہاتھ کو جامہ درسی سو کام ہے یا دکر لیا ادائے بیرخی فرقت میں تم پوچھتے ہیں نزع میں اجاب کیوں حالت مری خوشدلی کی مغل جا نہیں حد کا ہو کو تھی اس نگاہ کو دلیں رکھ لیجے اگر قابو چلے</p>
	<p>دیر تک دکا انھیں محشر یہ کہکریں وصل اس طرف پھر دیکھ لیجے اک نظر جاتے ہوئے</p>
<p>ہر آبلہ سینے میں مرے درد کا گھر ہے اب میں نہ کوں گا کہ مرے درد کا گھر ہے تقریر بہاری ابھی خواہاں اثر ہے جس روز سے اپنی ریخ قاتل پہ نظر ہے ہم پوچھتے پھرتے ہیں دریا رکھ رہے</p>	<p>کس منہ سو کون کیا طیش قلب جگر ہے سُن سنکے ہنسے دیتی ہیں بیدرد جہان کے باتیں تری تصویر سے بھی ہونے لگیں گی آئینہ ہوئے جاتے ہیں ہر ظلم کے جوہر جریائے رہ دشت ہیں سب سمگل میں</p>
	<p>محشر ستم ناز بیتان کو ہو ترقی جواہل و فانی انھیں کس بات کا ڈبے</p>
<p>اٹھے آنکھیں مٹے ہوئے سونے والے سلامت رہو تم خفا ہونے والے جفا و نپسہ تیری فدا ہونے والے کہ بے ساختہ ہنس پڑی رونے والے ہمیں ہنسنے والے ہیں رونے والے</p>	<p>شب غم بہت روئے جب رونے والے فدا ہو گئے جب برین رونے والے وفا حاصل زندگی جانتے ہیں قیامت تھا انداز تسکین کی کا شب حشر ہمدرد کو بنا ئیں</p>

نہو گا کوئی مائل رحم محشر
خدا جانے کیا سمجھے ہیں رونے والے

<p>دل زلف پر شکن ہو جائے کہ ہر نکل کے ہم ہوں کہ دل ہمارا شمعین ہوں یا تنگے ذکر قیامت اُنسے چھپڑا بھی تھا کہ اُٹھے نازک ادا نے میرے نازک دلون کی خاطر دل مانگنے کا ہم نے اچھا جواب پایا کیا لطف دیر باہرے پیکے تیرا اٹھنا</p>	<p>بچھے ہوئے ہیں پھندی ہر گام پر اجل کے جو تھا سحر کو اٹھا محفل سے تیری جل کے رفتار ناز دیکھی ہمنے یہ چال جل کے بنوائے فرض کر کے ناوک بھی بل کھل کے بس اب کھانا نہ ظالم ہاتھوں سے پھول ملے انشہ کی بنو دی ہیں گزرا سنبھل سنبھل کے</p>
--	---

معشوقِ قدردان ہو محشر نہ ہے مقدر
اُو اسی گلی میں بستی بسا میں جل کے

<p>لاکھ اُنھیں لے کے سرزمِ نزاکت اونکی دیکھیے نام کرے کون وفاداری میں صبح ہونے کا تصور نہ اجل کا کچھ ڈر</p>	<p>چپکا کب بیٹھنے دیتی ہو فرار ت اونکی دیدہ دل کو برا بر ہے محبت اونکی دھن لگی ہو مہین شام شب فرت اونکی</p>
---	---

کس قدر جلد کٹی ہجرت کی رات اے محشر
چھپر لگنی بیٹھ کے جب ل ہو حکایت اونکی

<p>سبے چھپنا اگر ہے خود تیری پھر کسی پر ہو کیوں بگھاہ کرم افرا اتحاد باطن دیکھ راحتیں کر دین نذر شوقِ ہوا</p>	<p>کیا کرے کوئی جستجو تیری ستم عام اگر ہے خود تیری ہے گل زخم دل میں پود تیری ہم ہیں اب اور جستجو تیری</p>
---	---

<p>جتنی اندامیں ہجر میں جھیلین وعدہ کیا چیز اور وفا کیسی تیر سینے سے کہ طرح کھینچوں</p>	<p>سب کی شاہد ہے آرزو تیری صاف کہتی ہے گفتگو تیری پٹی جاتی ہے آرزو تیری</p>
<p>چپ ہو کیوں کچھ جواب نہ محشر پوچھتے ہیں وہ آرزو تیری</p>	
<p>کہدے کوئی مگین عدم کے سفر میں ہو ہاں اک نظر ادھر بھی جوانی کا واسطہ قبضہ ہو اپنا وادی امین سے طور تک ای چارہ ساز اتنی ہی مدت ہو زیست کی اندھے اضطراب ترے انتظار میں یوں اٹھکے بزم ناز سے جانا ہوں کامیاب دل مر گیا بھلا ہوتا اے شب فراق کرد و نگا ضبط غم پہ بقدر فراق میں پھر اشتیاق فرج کو ہم بھی کرین سلام</p>	<p>کیوں سب کا ہے جاؤں اسے کوئی گھر میں ہو لایا خدا وہ روز کہ خنجر کر میں ہو روشن ہو جس سے دل وہی جلوہ نظر میں ہو جبکہ کہ درد عشق ہمارے جگر میں ہو اک پاؤں باہر ایک مرا پاؤں گھر میں ہو ایک اک ادا حضور کی میری نظر میں ہو اب کیا کہیں کہ کون امید حسین ہو سرمایہ جس قدر کہ مرے چشم ترین ہو کہہ دو فقط دکھانے کو خنجر کر میں ہو</p>
<p>محشر یہ دیکھو رفعت معیار انجمن ہر رکن کج بزم جناب جگر میں ہے</p>	
<p>ہر غم تازہ پہ ٹھنڈی سانس بھر تے جانگے آنکھوں کی گائے ہوئے آنسو پلٹے دیجے آسمان ہو پوچھ کر او وفا کے دوست میں</p>	<p>زندگی کے مرحلے یونہی گزرتے جانگے رفتہ رفتہ دل کے سب ناسور بھر تے جانگے ہر قدم پر سانس لے لے کر ٹھہرتے جانگے</p>

لہ عالیہ مرزا سادہ مرزا محمد عباس علی خان صاحب دوم

خلوت جانانین پہنچا دو ذرا شوقِ دل سنتو میں ہر سلسلے کی انتہا بھی ہو ضرور جشنِ مین وہ چپ مین یا مین یہ ممکن ہی نہیں	ڈرتے بھی جائینگے اور باتیں بھی کرتے جائینگے مرنے والے کیا اوی نہیں دزات مرتے جائینگے شکوے بڑھتے جائینگے جتنا کرتے جائینگے
--	---



دل جگر پر جب قدر تیرا نکے چلتے جائینگے دونو پہلو ای شبِ غم اب تو چھوڑا ہو گئے انتظار دوست میں ای خطرِ شبِ قیامت تمون کی ایک ایک رگ میں گو کہ سو سوزا نمکدے میں خیریت دلی منائی چاہیے انکے تیرے دیکھتے جائینگے وقتِ عرضِ حال بیقرار رہی کہ ہو راہ وصل میں ممکن نہیں	اتنی ہی حرف دعا منہ سے نکلتے جائینگے ہم کہاں تک کروٹیں آخر بدلتے جائینگے دیکھتے جائینگے در کو اور ٹہلتے جائینگے پھر بھی راہِ شوق ایسی ہے کہ چلتے جائینگے خود بخود بیمارِ فرقت کے سنبھلتے جائینگے جا بجا تقریر کے پہلو بدلتے جائینگے شوق بڑھتا جائیگا جتنا کہ چلتے جائینگے
--	---

صبح کا راز اوی نہیں دیکھینگے محشرِ شام بھر
روتے بھی جائینگے اور اکھیر بھی ملتے جائینگے

ہو یہ کافی بے توسیع خیالات مجھے خلل انداز خیالات و فنا ہوتا ہے دم میں دم آئے تو صبحِ شبِ فرقت یہ کہوں پندِ ناصح مری کام آئیگی کیا محشر کے دن	کہ یہ دوست کی امید ملاقات مجھے اچھی لگتی نہیں ناصح کی کوئی بات مجھے یارِ ب ایسی نہ دکھانا کوئی پھر رات مجھے عشق اور حسن کے کافی ہیں خیالات مجھے
---	--

ہاتھ کھینچا ہو سو کہ جیٹ گریبانِ محشر
دیکھوں دکھلائی ہو کہ کی سوزِ رات مجھے

<p>اتہائے عشق یہ ہر غم مزادینے لگے جرمِ خلافتی کا اتنا مڑا جاتا ہے رواج جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہے حسن کی دنیا کو لوگوں کی سیاست دیکھئے اہل غم کی گفتگو میں جا ہیئے اتنا اثر آسے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی توت عرض حال یہ نہ پوچھا ہجر میں نالوں سے دل پر کیا نبی عشق میں آتا غرض کبے مگر غرض ہو وہی</p>	<p>ہر جھائے نار و ابر دل دعا دینے لگے اشنانا آشنا بنکر دعا دینے لگے چارہ گر ہکڑ جو بے سمجھے دعا دینے لگے بے خطا یا یا جنھیں انکو مزادینے لگے سن لے پتھر بھی تو اُن اُن کی صدا دینے لگے وہ جہاں باسطح ایک اک بات کا دینے لگے سامنا ہوتے ہی الزام و صدا دینے لگے دوست حسین اپنے دامن کی ہوا دینے لگے</p>
---	--

دلبری بھی عشق میں ہو کیا ہی احسانِ عظیم
محشر اپنی جان تم جس کا صدا دینے لگے

<p>زندگی اپنی پس مرگ وہ کیا یاد کرے کوئے قافل میں یہ ہم روزگار آتے ہیں اب ہنسائی ہو مجھے کشمکشِ زخمِ جگر تاحق شوقِ رگ جان میں لہو بھر جائے چارہ گز نزع میں کیوں چھپر ہو ہین جھکے شکوہ اہلِ جہان سے ہوا جینا دشوار</p>	<p>جسپہ تم ایسا جفا کار نہ پیدا کرے قید ہستی سے کوئی ہے کہ جو آزاد کرے آسمان روز کہا تک ستم ایجاد کرے اور ابھی صبرِ ذرا خنجرِ جلا دکرے نہیں معلوم ابھی کیا کیا دلِ ناشاد کرے پھر کہاں جا کے اُٹھی کوئی فریاد کرے</p>
---	--

ہو رہا ہو کوئی برہم مدد ہی ہمتِ عشق
وہ ستم ہوں جنھیں محشر مراد یاد کرے

<p>اشتیا قی مرگ میں کھٹے ہو مگر چھوڑ کے</p>	<p>اب کہاں پھوڑ میں مقدر لایا در چھوڑ کے</p>
---	--

یہ بتا جا مجھے اور سیرت سن تو لے خیر اگر دون تری یہ بھی خوشی کر دینگے ہم رہروئی ٹھوکر دن سو دیکھیں کیا انجام ہو میرا قصہ سننے بیٹھے ہیں بھری محفل میں وہ حشر تک دربان کے سر پر رہا یہ مطلب	کس طرح جیتا ہو کوئی تجھ کو دم بھر چھوڑ کے عمر بھر رو یا کرینگے کوئے دلبر چھوڑ کے جاتے ہیں دلوں میان کوئے دلبر چھوڑ کے کہہ رہا ہوں حال خوبی محنت رہ چھوڑ کے ٹھوکرین کھائیں زمانے کی ترا در چھوڑ کے
--	---

خیر و دشت کی محشر آبرو ریزی ہوئی
مل ہے ہر ہاتھ کیوں دامان محشر چھوڑ کے

لٹا خوشی کا گاستان بہار آتے ہی ہمارے سامنے لاکھ آندھیاں اٹھیں غم کی وہ طایران چین رنگ گل سے کیا واقف کچھ اور فکر میں بالین سے روکو دوست اٹھو خدا نہ دے وہ خوشی جب کا یہ نتیجہ ہو بغیر لپچھے ہوئے حال حشر کہنے لگا پس فنا بھی فلک کو وہی ہر ضد مجھے فراق میں ہی عجب شے امید ہمدردی	بٹ گیا مرے گھر وہ بھگارتے ہی حضور آپ کے دل میں غبار آتے ہی اسیر جو ہوئے فصل سار آتے ہی لبونپہ کھنچ کے مری جان زار آتے ہی اجل بھی آئے شب وصل یار آتے ہی میان حشر کوئی جان نثار آتے ہی ہوا سنک گئی شمع مزار آتے ہی کہ جی اٹھا میں کوئی تنگسار آتے ہی
--	---

یہ سر ہو اور درو دیو صبح تک محشر
بڑھا جنون شب انتظار آتے ہی

مریض ہجر کا یارب یہی اک حوصلہ نکلتے شب فرقت نہ گزرے گی نہ مجھ کو موت آئیگی	مسیحا سے نکلے ملے تو جان مبتلا نکلتے ہجوم نالہ مہلت دے تو ان کوئی دعا نکلتے
---	--

سہام اندامین شام سحر کی منظور میں لیکن گر میان گیر قاتل ہو کے ہم آئے قیامت میں لیا تعادل تو کیوں رہی دیا پیکان کو سینہ میں لو بھی بند کر دو تیرا گر کھینچا ہے سینے سے	خداوند ادل بقیاب سے نادر سا کھیلے مگر اب فکر یہ ہو کوئی اپنی ہی خطا کھیلے تھیں اٹھنے نہ دوں گا پاس ہو بدعا کھیلے دہان زخم سے فریاد کے ہرے دعا کھیلے
--	--

جو رند لا ابالی ہوا سے مسجد سے کیا مطلب
کہاں جاتے تھے محشر کس طرف بھولے کھیلے

ممکن ہو شام سحر سحر کی دعا کرے قسمت میں جو لکھا ہے دکھا دیجے حضور پر دے میں چین کے ہین ہزاروں مصیبتیں دیوانگان عشق کو مطلب کسی سے کیا تیری خوشی پہ اُسکا خدا جانے کیا ہو حال چھوڑا مریض عشق نے قسمت پہ اپنا حال کہتا ہوں ناز دوست ہم اُسکی ابھی سنیں وہ خوش تو ہوتے ہیں مری اندھا کاسکھو حال	جسکی کوئی سُنبھلی نہ آخروہ کیا کرے یہ لن ترانیاں کوئی کب تک سنا کرے کبتک میدرگ میں کوئی جیسا کرے روئے کوئی کہ حال پہ اُسکے ہنسا کرے جو اپنی جان جو رستم پر فدا کرے ہوں سیکڑوں مرض تو کوئی کیا دوا کرے کوئی جو التجا کی طرح التجا کرے اچھا ہو روز در دجگر میں اٹھا کرے
---	--

محشر جہان کا خون ہو اظہارِ درد میں
ایسا نہ ہو کہ نادر قیامت بپا کرے

کس منہ سے کون عشق میں کیا لطف لہا ہوا خاطر سے تری چہر میں خاموش ہوں در نہ تا تیر لکھی تیری اجازت کی ضرورت	سچ پوچھو تو کہنے کو مرے منہ میں زبان ہو اک آہ میں قسم کی تاشیہ زبان ہو اب آجسے کچھ اور مرا طرہ فغان ہو
---	--

<p>یہ در دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>	<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>
<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>	<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>
<p>وہ حیات کے لئے آئے مسیحائی ہوئی لے جفائے چرخ اُسے تاحشر امانت جاننا حشر میں انکار خون پر ہوش تو رکھے بجا کوئے جان میں ٹھنڈا رشکے اُتھول بھر جانے والے کو چہ دلبر کے رکھے ہیں کہیں مجمع احباب فرقت میں ہو بدتر موت سے</p>	<p>وہ حیات کے لئے آئے مسیحائی ہوئی لے جفائے چرخ اُسے تاحشر امانت جاننا حشر میں انکار خون پر ہوش تو رکھے بجا کوئے جان میں ٹھنڈا رشکے اُتھول بھر جانے والے کو چہ دلبر کے رکھے ہیں کہیں مجمع احباب فرقت میں ہو بدتر موت سے</p>
<p>بھڑکے گی اور آگ جگر میں بھری ہوئی جو جو ہے اپنے دامن ترین بھری ہوئی کیوں پہلے بات کی تھی اثر میں بھری ہوئی اس قہر کی ہو آگ جس گہ میں بھری ہوئی کرتے ہیں اتوارہ اثر میں بھری ہوئی</p>	<p>بھڑکے گی اور آگ جگر میں بھری ہوئی جو جو ہے اپنے دامن ترین بھری ہوئی کیوں پہلے بات کی تھی اثر میں بھری ہوئی اس قہر کی ہو آگ جس گہ میں بھری ہوئی کرتے ہیں اتوارہ اثر میں بھری ہوئی</p>
<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>	<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>
<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>	<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>
<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>	<p>میں نے دوسری کون کرے ہجر میں ہدم سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کمان ہو کچھ دن جو سلامت اثر سوزنمان ہو</p>

<p>انجام کار در در محبت نہ پوچھے بندہ نواز حال قیامت نہ پوچھے عاشق سے دونوں باتوں کی لذت نہ پوچھے بیچارگی وادی غربت نہ پوچھے سینے میں دل ہر کسی امانت نہ پوچھے وجہ بیان طول شکایت نہ پوچھے ایسی مریض عشق کی حالت نہ پوچھے اندازہ خیال مسرت نہ پوچھے سوز و گداز آتشِ فرقت نہ پوچھے ہم سے حضورِ اپنی نزاکت نہ پوچھے راز و نیلِ اہل محبت نہ پوچھے</p>	<p>نازک مزاج آپہن نازک ہے حال بھی ہم ہو گئے اور آپکا دامن خطا معاف رونا غم فراق کا ہنسنا وصال میں تھے چشمِ راہزن کی طرح درے خاک کے ایسا نہ بتاؤں تو شرمندہ ہوں حضور دل اور زبان دونوں سے آپس میں ساز تھا اکثر جو دیکھے خواب میں تصویر موت کی نام وصال پر ہر مہر چہرہ نہ دیکھے دل کا پتا ہر شعلہ صفت اس خیال سے ہارنگاہ شوق سے رنگتِ خاڑ گیا جینے کی کچھ خوشی ہو نہ مر نیکا غم کوئی</p>
--	--

محشرِ دوستِ بادہ جوشِ شباب ہو
 اُسکا مزاج اُسکی طبیعت نہ پوچھے

<p>جو فغانِ دل عاشق میں اتر دیتا ہو سینے سے ہائے کی آواز جاگ دیتا ہو اور کچھ دن مجھے جینے کی خبر دیتا ہو جو دوائے مرضِ دردِ جگر دیتا ہو عالم بے خبری مجھ کو خبر دیتا ہو سانس لینے میں لہو زخمِ جگر دیتا ہو</p>	<p>شبِ فرقت کی وہی صبح بھی کر دیتا ہو ان ری شدتِ تری کی دردِ جوتا ہوا سانس تیرے وعدے کا تصور ترے آنے کا خیال دم سے اُس شخص کے زندہ ہونے چارہ گری ہی حریفِ غمِ دنیا تو ادھر کا رخ کر چارہ گر سے کوئی کدے کہ اہلِ رحم کر</p>
---	---

غش ہو آنکھیں کسی بیمار کی کھل جاتی ہیں کہہ کے ہمدرد سے اتنا مکمل آئے اُنسو	جب ہوا یار کا دامان نظر دیتا ہوں اتو آرام مجھے درج کر دیتا ہوں
---	---

جل گئے سوزِ غم سے جگر و دل محشر
آج نالہ مرا کچھ بوئے اثر دیتا ہوں

دل نے سیکھا ہے ہر اک بزمِ مین کننا اپنی ہکو ہمدردیِ ناصح پہ ہنسی آتی ہے عشق میں ضبطِ فغان بھی ہے بڑا کامِ لیل تھا درگوشِ احبا کبھی ہر لفظ اپنا	کوئی کچھ ہی کے اسکو کہے جانا اپنی جلگرا پنا ہے دل اپنا ہی تمنا اپنی اے کنجش کین جان نہ دینا اپنی آج وہ دن ہے کوئی بھی نہیں سنتا اپنی
---	---



سوئے گلشن جاتے ہیں دلبر ہمارے ساتھ ہوں بندہ پر دراتو عذرتل سے رکھی معان ہو شیار لے شہرِ خاموشان کر لوگو ہوشیار ہو رہی ہو آئینہ بندی میان بزمِ دوست عشق کی دیوانگی سے رنجِ تنہائی مٹا روکنا دل کا محبت میں ہے کچھ جذباتِ خاص چپ کھڑا ہوں عرصہ محشر میں وقتِ باز پرس سانس لینا ہو گیا دشوار ابدِ روی کھٹک	آج اک ہنگامہ محشر ہمارے ساتھ ہوں لیجئے یہ تیغِ خنجر ہمارے ساتھ ہوں دفن ہوتے ہیں دل مضطرب ہمارے ساتھ ہوں کوئی شے شیشے سے ناز کرتا ہے ساتھ ہوں جس طوفان جاتے ہیں دنیا بھر ہمارے ساتھ ہوں یہ نہ پوچھو آج تک کیونکہ ہمارے ساتھ ہوں ہو کہاں سے ابتدا دفتر ہمارے ساتھ ہوں یہ رگِ دل ہو کہ اک نشتر ہمارے ساتھ ہوں
--	---

جانے دیتا ہے نہیں دربانِ بزمِ دوست میں
کوئی تو مگر کر کے محشر ہمارے ساتھ ہوں

<p>کہ مکملے اشک خون تصویر بنکر زخم نہان کی مری قبضہ میں دنیا ہو خیالات پریشان کی پریشان ہی ملی تعبیر بھی خواب پریشان کی حقیقت اتنی تھی ای بارہ سانس نہان کی خبر کیا جلد لی تنہ مریض در درمجران کی کسی شہیدہ سر نے راہ کی کوہ دیابان کی دکھانی ہی مجھے پوری حقیقت جذب نہان کی چلا میں آؤ در بانوں خبر لو اپنے زندان کی خدا نے بات رکھ لی تیلے در درمجران کی نظر سچا پتا ہوں محفل دلبر کے دربان کی کہ پیغام اجل میں بچکیان بیاہر مجران کی گھٹی جاتی ہو منزل رہوان کو جوانان کی آگے آبرور کھنسا مرے چاک گریبان کی</p>	<p>مجھے روار ہی ہو یہ عنایت چشم گریان کی کرامت دیکھنے زور جنوں فتنہ سامان کی وہ برہم ہو گئے سسکے کمانی زلف پیچان کی ہنسایا عشق اور کٹھ گیا دنیا سے یہ لکھ ابھی نکلا ہوا دم اب تک نگاہیں جانب تھیں بڑھدا کر روکنے والو تھاری تو تین کھین غور حسن و تکلیف اور اسے کام لیجے گا ترہ قسمت کہ قید تن سے روح آزاد ہوتی ہو زہ تو اما عہد ضبط بقرار ہی جلد موت آئی اسے اوارہ سال تقدیر پھر چلنا ہی بہتر ہے معان ای بندہ پرور رہنے دیجیہ یاد کریں گے سوا دم مرکز ہستی سے جتنا ہٹتے جاتے ہیں کمال بچہ گرز در جنوں پر خندہ زن ہوگا</p>
--	--

موز باطنی میں زور باطن صرف مجھ پر
زیارت چشم دل سے چاہیے قبر شہیدان کی

<p>ٹوٹنے ہی کو بنا عمر کا پیسا نہ ہو بات جو کام کی سمجھائے وہ دیوانہ ہو بیچ سے چھوٹا ہوا عشق کا افسانہ ہو ورنہ عالم نگہ یاس میں دہرا نہ ہو</p>	<p>جو کہ امید بقا رکھے وہ دیوانہ ہو اہل عالم کا یہ انداز جدا گانہ ہو مختصر شرح قیامت کوئی ہمسے پوچھو دیکھ لین جلوہ دلدار تو سب کچھ دکھایا</p>
--	---

<p>اُنکے انداز تغافل کا یہ افسانہ ہر عشق میں شمع کے ڈوبا ہوا پروانہ ہر جو یہ سمجھا کہ نفس بھی کوئی بیگانہ ہر منزلوں دور بھی کو چہ جانا نہ ہر کیا ہی رنگین مری عشق کا افسانہ ہر</p>	<p>مر گیا منتظر دوست سنا کہ سب کو سوز مہستی سے غرض و گوی یا کہ ہر خلوت دوست میں آنے غریبی پہونچ گیا بغیر پہونچ جب شہر خرمستان میں تو یہ راز کھلا ہمہ تن ہو کے لہو کو چہ قاتل سے چلا</p>
<p>اخلاقات و دلائل سے ہوئی فتنہ گری ورنہ جو کعبہ ہی محشر وہی تجانہ ہر</p>	
<p>بدلی تقدیر خوش تو ہو کے اُٹھے اس ادا سے وہ آج سو کے اُٹھے اس حاصل ہی کیا جو رو کے اُٹھے آنسوؤں سے زمین بگلو کے اُٹھے چشم بد دور یوں وہ سو کے اُٹھے رو کے اُٹھے کہ شاد ہو کے اُٹھے حشر کی صبح وہ بھی سو کے اُٹھے جو اُٹھے پاس سے وہ رو کے اُٹھے کیا لگا جو بات کھو کے اُٹھے جیسے کوئی جو ان سو کے اُٹھے</p>	<p>اُنکے پہلو سے ہم جو رو کے اُٹھے زلف برہم نثار مستی چشم اپنے پہلو میں کیوں بٹھاتے ہو غمزدے تیرے جبکہ بیٹھے ہو ہر اک سے خفا نگاہ ستم شام و عہد کی صبح کیا کئے تھے جو اب اجل کے متوالے ہی اُس شوخ کی ادا کو ہر ضد اُٹھے دیر و حرم سے حضرت دل تیرے مستوان کو ہوش یوں آیا</p>
<p>دکھو محشر دعائیں فی کے چلے خوب دنیا سے شاد ہو کے اُٹھے</p>	

نہ تاب ضبط نہ دل کو قرار باقی ہو و فر شوق میں بیٹھا ہوں حال کیتے مریض عشق بنا ہو طلسم ہستی و بود فنا کا مسئلہ ہو جائے گا نظر انداز میں جاتا ہوں خود اپنی حیات کی مدت کلیم طور سے آتے ہیں پوچھ لین چلکر	رگون میں کسلے پھر جان زار باقی ہو کوئی سنے نہ سنے خست یار باقی ہو کہ جان جاتی ہے اور جان زار باقی ہو اگر یہ طول شب انتظار باقی ہو جہاں تک آرزو سے وصل یار باقی ہو کہ اب بھی کیا ہوس دیدار باقی ہو
---	--

جہاں ہی آئی شب عدہ انکوائے محشر
اب آگے کسکا تھیں انتظار باقی ہو

نغم میں گھرے ہو تھے امید غمشی نہ تھی جو کام مہمے ہو گیا عجبا ز عشق تھا دل خوش ہوا نہ چند نفس کو جو عمر بھر اہل نظر کی ناز تبسم سے جان لی انکھار شوق ہو سکا ان سے نہ عمر بھر قسمت دکھائی گئی کوئی کیا تازہ انقلاب محمس و آسمان تھے نہ ممنون اہل حسن وہ قتل کرتے ناز تبسم ہی سے ہمیں	کچھ اور بھی تھا ہم پہ مصیبت ہی نہ تھی فرقت میں در نہ ضبط کوئی دلگی نہ تھی انجام میں کھلا کہ تمھاری خوشی نہ تھی ای میری جان یہ کیا تھا اگر دشمنی نہ تھی پہچانست مزاج کوئی دلگی نہ تھی ایسی تو عکدے میں مرے بسکیسی نہ تھی جب تک جیسے ہمیں کوئی امید ہی نہ تھی لکھی ہوئی نصیب میں یہ بھی خوشی نہ تھی
---	--

مختصر برا کیا جو کیا دل پہ اعتبار
سمجھے تھے دوستی جسے وہ دوستی نہ تھی

پوچھے تو کوئی ہم سے آئین وفاداری	عشاق کا مذہب ہے تلقین وفاداری
----------------------------------	-------------------------------

<p>ہمسے نہ کبھی ہوگی توہین و فساداری یون کون رہا محو تمکین و فساداری پھیلا چکے جی بھکے جبین و فساداری پہنای رہی شج آئین و فساداری</p>	<p>سو غم ہوں شربِ فوختِ نالوں سے تعلق کیا شہرگ پہ رہا منجھرتہوری پہ نہ بل آیا سب حسن کے عالم میں اپنی ہی ہوئی تہیک نہ ظلم ہوئے لیکن جنبش نہ ہوئی لب کو</p>
<p>نا فہموں کے کہنے سے خاموش نہ ہو محشر کیا جرم ہے اک یہ بھی تحسین و فساداری</p>	
<p>مددے شوقِ نظارہ ہمارے پاس بھی دل ہے بہت ٹھنڈی ہلے دامن شیرِ قاتل ہے سمجھتا تھا مڑنا باعثِ آرامِ جل ہے نہیں تو سب کہینگے مرنوادی کا یہ قاتل ہے</p>	<p>وہ شوخ آئینہ رکھ کر سامنے فریت پا لے چلے آتے ہیں جھوٹے نیند کو گوشتِ شکل ہے نہ کھوے دست و پا قاتلِ زہرِ بیج اس صند خانا تھوین ملکر میری میٹ نہ ساتھ آؤ</p>
<p>خدا رکھے نزاکت کو نہ کھلے حشرِ کپان یہ کیا کم ہے ترے سینے پر محشرِ قاتل ہے</p>	
<p>لوگ آ رہے ہیں دھنکو کو دور دور سے تم خود ہی پوچھ بیٹھو دلِ ناصبور سے نیند آتی ہے جو آئے ہوا کوہ طور سے کام آ پڑا ہو جب کو دلِ ناصبور سے عبرت نہوتی ہو جسے کہنے قبور سے کیا کیا ہوئی ہے بحثِ دلِ ناصبور سے مطلب نہ نکلے دے نہ زہم سرور سے</p>	<p>موسیٰ بخیریت جو پھرے کوہ طور سے اظہارِ شوقِ اپنی زبان سے ہر نگِ عشق دیکھ انقلاب پہ بھی اتنا ہے اثر فرقت میں یاد و دست کا لطف اس سے چھوٹے اسکی حیات قابلِ عبرت ضرور ہے کس لطف سے کٹی ہر شبِ انتظارِ دوست جذباتِ عشق اور کہیں لگے مجھے</p>

نظارہ جمال کی تاثیر دیکھئے	مردہوش آ رہا ہر کوئی کوہ طور سے
ایمان و جان کا محشر اسی میں خیز رہیں	لازم یہ ہر سلام بتوں کو مہر دہر سے
<p>وصلت محبوب مرنے پر اگر مشروط ہے جانتا ہوں صبح تک یہ دور رہنے کا نہیں تیرے دیوانے کی باتوں پر ہنسی کیونکر نہ آئے جذب حسن و عشق کی ادنا کرامت دیکھئے نفوس ہوا میں مشق گریہ کا جو یہ دیکھا کمال اُن سے تحریر غم فرقت کا یہ پایا جواب عشق کا یہ رمز سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی یہ تماشا اور بھی اُنکو ہوا دمِ غرور</p>	<p>موت کے انسان ڈسے پھر بھی تو وہ مغبوط ہے سیکڑوں غم میں شبِ تہ میں ل مضبوط ہے بات جو منہ سے نکلتی ہے وہ نامربوط ہے جان دینے سے کسی پر زندگی مشروط ہے اشک غم آلود میں خون جگر مخلوط ہے مکد یا ہنس کر کہ جو فقرہ ہے نامربوط ہے اہل دلی زندگی کیوں ہجر میں مشروط ہے وقت زینت آئینے کا دل بڑا مضبوط ہے</p>
محشرِ اہل حسن سے یہ شے کیا ہیج جواب	عشق کی دنیا میں جسکو دیکھئے مغبوط ہے
<p>کھلے تو باعثِ تعزیر کیا ہے حرمِ حسن میں جا ادب سے سمجھتا ہوں خدائی ہاتھ آئی شبِ عہد قیامت ہے یہ الجھن خوشی سے بڑھ رہا ہر جلدِ خون خدا ہی سے مریض غم کو صحت</p>	<p>حضور آخر مری تقصیر کیا ہے اے لے دل تری توقیر کیا ہے مرے پاس آپ کی تصویر کیا ہے نہ جانیں خواہشِ لفت یہ کیل ہے کیلجے میں کسی کا تیر کیا ہے دوا کیا چیز ہے تاثیر کیا ہے</p>

بڑے وہ اور بڑی بات اُنکی محشر
میں کیا ہوں اور مری تو تیر کیا ہے

بس اب اے خاموشی کچھ دن تری تیر دیکھینگے
قیامت ہوگی چارہ گز جو جسم تیر دیکھینگے
جبے دیکھینگے تیرے حسن کی تصویر دیکھینگے
عوض حلبے کے شکلِ خواہش تقدیر دیکھینگے
تمنائے دلی یہ ہے تری تحسیر دیکھینگے
اگر دھڑکے کمان سے چھٹکے تیرا تیر دیکھینگے

غمِ فرقت میں کیا ہو خواہش تقدیر دیکھینگے
بخائے دوست اسرار کیوں غیر دنِ ظلمت میں
بچن میں بھول ہوں بھولوں میں نگہِ رنگِ خوں
مری پیشینگوئی سنکے موسیٰ طور پر جائیں
جوابِ خطِ خلافت امید کے ہو کچھ نہیں پروا
نظر چٹکی پہ ہو اور جذبہ دل کام میں اپنے

خدا حافظ ہوا محشر داغِ دل کا بعد اسکے
کلیم اللہ فقط تنویر ہی تنویر دیکھینگے

اٹھائی آتے ہی اس شوخِ ذمہ دار نے کی
جگہ کیا ڈھونڈھتا ہے ناکِ قاتلِ نشانے کی
مثالِ شمعِ عادت ہو گئی آنسو بہانے کی
ادائیں سیکھتے ہیں بے تکلف لبیں آنے کی
اٹھادی ایک دردِ دلِ آجائیں مانے کی
اکہی جلدِ طاقتِ دلین آئے نانا اٹھانے کی
قیامت مختصر تمہید ہے میرے فسانے کی

کیا کچھ ذکرِ فرقت کہکے نیرنگی زمانے کی
سراپا دل بنا ہوں شوقِ یادِ اے جراتِ میں
ہمیں کیساں جو بزمِ غم ہو یا شادی کی محفل میں
شبابِ تے ہی جب کھو بھین ہو شغلِ اُمینہ
مریضانِ حُب کی حیاتِ موت کیساں ہو
مریضِ غم نے نصحت پاتے ہی پھر یہ دعا مانگی
نہشتانِ عدم کو سوئیو الوسن کو تم اٹھکر

سوالِ دید محشر صورتِ موسیٰ گنہ کیا ہے
مگر لازم یہ ہو دیکھے ہوئے حالتِ زمانے کی

<p>جو فرشتے سے نہ وہ طبع انسانی کرے دم نکلنے میں اگر اللہ آسانی کرے اب خدا ہی کچھ علاج در دنیا کرے کیا سمجھ کر کوئی اظہار پریشانی کرے بیٹھ کر رو لیجے گا غم جو طغیانی کرے کون تکلیف علاج در دنیا کرے رو بروئے دوست کیوں تقریر طرانی کرے</p>	<p>بخطر شوق مال عشق نہانی کرے کچھ نہیں بیماری غم کی ترقی کا مال چارہ گر تا حد امکان کام اپنا کر چلے ہو گئی بہیم مزاجی بھی شریک ناز و دست یہ جواب نامہ دلدار آیا حسبِ مین اٹھ گئی قسمت سے تاثیر و امیر سے لئے تین حرفوں میں ہر شے ماجرائے وصل و ہجر</p>
---	--

محشر شوریدہ سر بھی اٹھ گیا مجنون کے بند
اند و وحشت بند رسم چاک امانی کرے

<p>نر قی ستم نارا کو کیا کہئے وہ حال پوچھتے ہیں کسی خیال میں مست خود اپنی عمر کی بگائے وارا اگر ہو روش یہ کیا کہ جان پہ بن جائے اور اُف نہ کرو شکست رشتہ امید سے بحال ہوا</p>	<p>حضور آپ کے طرزِ جفا کو کیا کہئے خموشی دل بے مدعا کو کیا کہئے زبان سے پھر کسی ناشنا کو کیا کہئے تری جفا کو اور اپنی وفا کو کیا کہئے فراق میں دل غم آشنا کو کیا کہئے</p>
---	---

نوید آمد دلبر نے جان لی محشر
خلاف وقت نزول نضا کو کیا کہئے

<p>اشارہ کرتے ہی تسکین ہو گی بمقار وکی ہر اک غم دھو گیا دل ہو اگر دم بھر کو جلا بیٹھے دی اچھا ہو پوچھا جس کیسکو تیری جھٹکے</p>	<p>تری چشم غایت جان ہو امید دار وکی قیامت تک ہے آباد مغل بادہ خوار وکی نہ جنت بادہ خوار وکی نہ ہے پہنیز گار وکی</p>
--	---

قیامت ک عذاب تازہ ہو غلوت پسند و کلمہ شما سب حال کے جو کوئی شے ہو طغیانی ہو	اذیت دیگی اہل قبر کو صحبت ہزار و نمکی کرے غم فاتحہ خوانی محسوس ہر پتھر و نمکی
زمانہ اھکا عاشق و دہر نا بھی ضروری ہو مقدر کو دعائیں دیکھ اٹھے ہر جان سے	جگوئے نہ لگنا تک کوئے جا ناغین مزار و نمکی کسی بات بھی پوچھی نہ جہاں میدوار و نمکی
یکس لہذا رستہ ملو اے پھینچی اُس سنگرنے	دل پہ ہرین اٹھ اٹھ کے نظیرن جان نثار و نمکی

دل تیار کے درختے اران پاکے نصرت
اکشاکش سے ہوئی محشر رانی غلکار و نمکی

یہی دنیا میں قدر تھی دل کی آپ پہلو سے میرے اٹھ کے چلے	نہ سنی تم نے ایک بھی دل کی بیچے موت آگئی دل کی
صورت شمع بج رہی ہے زرد مرا ضبط فریاد میں کٹی شبِ حب	نہیں چھپتی کبھی لگی دل کی نہیں چھپتی کبھی لگی دل کی
کیون رہتا ہے چھپر کرنا صبح مست ہیں نشہ جوانی سے	شکر ہے بات رہ گئی دل کی دیکھ اچھی نہیں ہنسی دل کی
بڑھتا جاتا ہو طول گیسو دوست	کیا خبر ہو انہیں کسی دل کی لگتی جاتی ہے زندگی دل کی

وہ زمانہ اب آگیا محشر
ہر ہر اک ہر دم میں ہنسی دل کی

دیتا ہو ہر دم دوست میں دل یہ صدا مجھے موسیقی کو طور کعبہ مبارک حلیل کو	او خانان خراب ہیں چھوڑ جا مجھے راس آلی کوئے دوست کی آب ہوا مجھے
ناکامیوں پہ ہنستے ہیں عالم کے بامراد	رسوائے دہر کرتی ہو میری دُعا مجھے

روز ازل ملا ہے دل بے صدا مجھے الزام دے ہے مین سب اہل فنا مجھے بھر لینے دیجے کوئی آہ رسا مجھے سمجھو چراغ تربت اہل فنا مجھے دیکھا کیا وہ شوخ دم التجا مجھے جذب دلی کہاں سے کہاں لگیلا مجھے	جور تباں ہوا ستم چند چپ ہون مین مرنا بھی میرا اہل جان کے خلاف ہو پھر دیکھئے گا آئینے مین برائی زلف شایق ہون رفکان عدم سے وصال کا نقدویر شوق بنگیا تھا سر سے پاؤں تک موسیٰ تو کوہ طور سے آگے نہ بڑھ سکی
---	---

اسوقت قدر آئینہ محشر ضرور ہو
دکھلائے یار سا جو کوئی دوسرا مجھے

موافق ہے زمانہ آسان سے نہ راس آیا نکلتا آشیان سے کہ جیسے نیند چشم پاسبان سے مین تو بہ کرتا ہوں لہنی فغان سے شب وصل اُن مین نیند اگر کہاں سے نکالا جاتا ہوں اُن کے مکان سے بڑی قوت تھی قلب ناتوان سے	ضرر پہونچا نہ کچھ میری فغان سے ہوئی بلبس اسیر دام صیاد ترے کوچے سے ہم مین اس قدر دور ہزار دن کو سنے پڑتے مین دُزات جو آنکھیں بھرمین جاگی ہوں بھون نقدق ہیکسی ہر اک قدم پر سنبھالے کون ہکو لے غم حشر
---	---

قیامت ہوا اب اٹھنے کا ارادہ
چھٹے بیٹھے مین محشر کا روان سے

اٹھا تھا در کہاں یہ بھی ہم تباہ سکے غرض یہ کہ کسی عاشق کی سوچ آنہ سکے	برا ہو موت کا ف تک زبان پہ لانا سکے ہوا کوہِ بدر جان پہ حکم در بانی
--	--

<p>اگر آج آنکھ سے آنسو سے اٹھانہ سکے کہ عین وقت پہ تقدیر کچھ بنا نہ سکے قریب شمع تنگے بھی اڑ سکے جانہ سکے ہو پس رہے نہ تھیں یکہ ہمتانہ سکے وہ ہمسے سن نہ سکے ہم اُنھیں سنانہ سکے کہ جس سے بگڑے ہوئی بارگاہِ ناناہ سکے</p>	<p>غم فراق میں ہم ناتوان ہوئی ایسے یہ فکر تھی مجھے تدبیر وصل سے پہلے ہجومِ دوست کی محفل کا ہم نہ دیکھ لیا اثر پذیر جہادِ ہوشوق سے لیلو اب بس سوچو کہ اثر کیا ہو قصہ غم کا زبان کیوں نہیں ایسی عطا ہوئی یارب</p>
<p>جنونِ عشق میں سر بھوڑا عمر بھر شمر مگر روشہ تقدیر کو مٹانہ سکے</p>	
<p>کبھی تو پوچھ کسی سے کہ آرزو کیا ہے اب اور لے دل بیتاب جستجو کیا ہے خدا ہی جانے حسینو تمھاری ہو کیا ہے یہ بند و بست پہ سوزِ نر ہو کیا ہے یہ چپکے چپکے نگہبان سے گفتگو کیا ہے کہ تیری تیغ کے آگے رگ گلو کیا ہے</p>	<p>سکوتِ اوبت نازِ آفرین یہ ہو کیا ہے ہنگامہ ناز کا صدقہ ہزارِ زخم ملے ہماری جان بھی لیکر کبھی نہ کام آئی علاجِ جوشِ جنون چاہیے اجبا کو تمھاری بزمِ سہمِ خود ہی ٹھٹھے جاتے ہیں نزارِ اکٹون کا نہ دل میں خیالِ کروتِ آمل</p>
<p>کیسی چشمِ کرم نے جلایا محشر بس اب نہ پوچھے کوئی دلی آرزو کیا ہے</p>	
<p>کبھی اشکبار ہوتے کبھی انتظار کرتے دم گفتگو وہ کیونکر ترا اعتبار کرتے تری بگمانیوں کا ہم اگر شمار کرتے</p>	<p>شب وعدہ یوں علاجِ دل بقرار کرتے جنھیں ہو گئی ہے حاملِ نگہِ ادا شناسی شب وصلِ ملین اپنے نہ ساتین آرزو میں</p>

<p>عوض جواب شکوہ سنیں انکی باتیں کیا کیا بہت اچھے رہتے محشر جو چپا ختیا کرتے</p>	
<p>اس قیامت کی خوشی ہو کہ کوئی غم نہ ہے تم اگر چاہو تو عالم کا یہ عالم نہ ہے کہ بعد میں بھی مجھے حسرت ماتم نہ ہے چشم دل فرط غم حیر سے پر غم نہ ہے</p>	<p>حشر میں ہم سے اگر ملے وہ برہم نہ رہے تم اگر چاہو تو بے نہ کبھی رنگ جہان کھول دین ہاتھ مرے بند کفن سے اجاب اسطرح چاہیے اخلائے رموز اُلفت</p>
<p>فرقت یا مین کیا جبر کیا لے محشر نام تو رہ گیا دنیا میں اگر ہم نہ رہے</p>	
<p>قبر اگر اپنی قریب باب میخانہ رہے خوف یہ ہو اپنی نین ملکہ بیگانہ رہے کس جگہ جان اپنی لیس کر مجھسا پڑا نہ ہے شوق سے دلیں نگاہ مست جانا نہ رہے باطن ہشیار ہوتا ہر مین دیوانہ رہے قبر میں بھی منہ ہمارا سوی ویرا نہ رہے</p>	<p>بعد مرن بھی نہ نہان حال زندانہ رہے سب اٹھائے جا رہے ہیں آج بزم یار سے بزم عالم ہی منور تیری شمع حسن سے حسن بڑھ جاتا ہر شیشہ کا شراب صاف ہی اسطرح دیکھ اگر دیکھے کوئی رنگ جہان مر گئے ہیں یہ نصیت کر کے دیوانے ترے</p>
<p>— ❦ —</p>	
<p>تھوڑی بہت زبان میں تاثیر چاہیے اتنی جفا میں آج کو تاخیر چاہیے کیا کوئی تلوخسانہ تصویر چاہیے انسان کے واسطے کوئی تعمیر چاہیے</p>	<p>تسخیر دست کو یہی تدبیر چاہیے نکلے وہاں زخم سے آواز آفرین دل لیکے یہ کہتے ہوئے ہم حضور دست مانا اگر مکان نہ سی قبر ہی سی</p>

کیا چلتی ہو بہار میں حداد کی دوکان
جو ہو وہ کہہ رہا ہے کہ زنجیر چاہیے



میں ہاں دم بھر کی خاطر دم تن ہل میں ہو
ہاتھ پر خنجر نگاہیں میرے چہرے کی طرف
مجھ کو دربان نے ستم ڈھا کر نکالا اس طرح
بعد آزادی تری الفت نے قیدی کر لیا
یہ نہیں معلوم ہوتا کیا دل قاتل میں ہو
ہر زبان پر ذکر میرا یا ر کی محفل میں ہو
حسرت پر واز لے عیا د کس مشکل میں ہو
راہرو کی ساری جان اگلی ہوئی منزل میں ہو



جس نے کاٹی ہو رات فرقت کی
سو گوارا بنی زندگی کے ہن ہم
عشق و لبستگی کو کہتے ہیں
عرض مطلب پہ خاموشی نے تری
اس کو دن ہوا اندھیری تربت کی
زندگی سو گوارا حسرت کی
کیا ضرورت ہو ابھی صورت کی
بات رکھ لی ہماری قسمت کی
وہ کرین آرزو قیامت کی
جان اب چھوڑ دے ندامت کی

محشر اٹھو گزر گئی شب وصل

آؤ اب دیکھو شام فرقت کی

دو فون کے نکلیں ارمان کچھ ایسی راہ نکلی
ڈرتا ہوں دل ہی دلمین عالم کی برہمی سے
وہ چہچہتے ہیں حالت یان بہرہ میں آنسو
آئے ادھر سے آؤک یان منہ سے آہ نکلی
کس طرح منہ سے ذکر حال تباہ نکلی
ایڈ لے زخم دل کے لاکھوں گواہ نکلی

کیون کج کی شب عرش برین کانپا ہے	ایمان بھرا دل کوئی مصروف دعا ہے
پھر وعدہ دلدار ہوا جب رستلی	پھر آ کے مقدر سے مجھے کام پڑا ہے
خوش ہو دل غم دوست تجھ جس سے ہر الفت	صد شکر اُسے عادت ایجا و جفا ہے
زندہ رہوں گو ہجر کی شب مر کے بسر ہو	کیا چارہ کار اسمین یہی حکم قضا ہے

آنکھ آئینے کی دیکھی جھپکتی نہیں محشر
یون محو تجلی رخ یار ہوا ہے

زمین و گردون نے ملے پیانہ اُٹھے لیکن قدم نہ اُٹھے
بڑھایہ جذب فنا کہ آخر کیسے کوچے سے ہم نہ اُٹھے
ہزار معنی ہیں ایک چپ میں سمجھنے والے سمجھ لین خود ہی
حقیقت اُس دل کی کیا بتاؤں کہ جس سے تیرے ستم اُٹھے
وہ دل نہ پاؤں کہ در و ہجر انمین ضبط خیلوں پہ ہونہ قادر
وہ نفس مجھ کو ملے نہ یارب کہ جس سے فرت کا غم نہ اُٹھے
فغانِ عالم شناس بکلمے تو لیکے روح روان کو بکلمے
خدا نکر وہ وہ ساعت آئے کہ مجھ سے تیرا ستم نہ اُٹھے
اسیر جذب زمین ہوا ہوں فلک کی گردش کا خوف ہی کیا
کہ ہاتھ جینے سے اپنا اُٹھے گلی سے اُنکی قدم نہ اُٹھے
دفا کے جذبات نے دکھا دی اثر کی جو کچھ کہ انتہا تھی
قیامت آئی جان اُلٹا مکین کوے صنم نہ اُٹھے
جو دیکھنا تھی وہ چشم دل سے حقیقت امر دیکھ ڈالی

نظر کو روکیں جناب واعظ کہ سوے سقف حرم نہ اٹھے
نگاہ ملتے ہی روح و پیکر میں ربط باطن رہا نہ باقی
ادلے جانان سے میں خجل ہوں کہ لطف جو روستم نہ اٹھے
فسانہ افتاد عاشقی کا ہے چشم عبرت کو اک مرتع
کچھ ایسے تھکا کر کہ میں پہ بیٹھے کہ مثل نقش قدم نہ اٹھے
ہزار فاقہ نہیں صبر کیجے بندھے ہوں تیر شکم پہ محشر
وہ ناتوانی ہے عین طاقت کی کا بار گرم نہ اٹھے

مری تقدیر کا لکھا ہوا وہ بھی ہوا ریہ بھی
شریک جو رہنمائی ادا وہ بھی ہوا ریہ بھی
وفا کتنی ہر دل کا مدعا وہ بھی ہوا ریہ بھی
قیامت بہر جان مبتلا وہ بھی ہوا ریہ بھی
قیامت ہو اگر دم بھر خفا وہ بھی ہوا ریہ بھی
غرض اتنی ہی مشہور وفا وہ بھی ہوا ریہ بھی
کہاں ممکن کہ اپنا مدعا وہ بھی ہوا ریہ بھی
کہ اک لامل مٹا عشق کا وہ بھی ہوا ریہ بھی
کہ سو سو مرتبہ دل سے کہا وہ بھی اور یہ بھی
تو پھر کہنا کہ اب میرا کہا وہ بھی ہوا ریہ بھی
یہ کیونکہ سکون وقت دعا وہ بھی ہوا ریہ بھی
محال عقل پر محشر خدا وہ بھی ہوا ریہ بھی

چھٹے محبوب یا آئے تھنا وہ بھی ہوا ریہ بھی
پس بہم مزاجی مسکرا دیجے تو شکوہ کیا
غم فرقت میں بعد وصل کیا حاصل ہو فیسے
طلسم حسن و عشق اہل نظر دم بھر اگر دکھیں
امیدیں دل ہو اور جان خزینہ دلبر کو آج
خند نگ نماز کھا کر دل جگر پر آؤں نہیں کرتا
خیال عشق و فکر دنیوی خدائیں باہر ہیں
حیات و موت ایسی ہے خدا یا اہل باطن کو
شب صلت کو سا اندون میں اندر سے خون
سمجھ لینے دو تم سرا راز حسن کے ہمو
مرادین دامن دل میں لہی ہوں نامردی بھی
صنم کو کیا تلق قدرت و جبران باطن سے

مگر نہ کوئی کسی کاروان سے چھٹ جائے	اجل نصیب ہوا اہل جہان سے چھٹ جائے
کوئی غریب جو کوئے تباہ سے چھٹ جائے	کہا نہ اُسکو جگہ دو گے اے حرم والو
میں سوچتا ہوں کہ قصہ کہاں سے چھٹ جائے	جہاں اُنھیں آئی ہیں سنتے ہی سنتے
اندھیری رات میں جو کاروان سے چھٹ جائے	کہ ہر وہ جائے ستارے ہی چلکے تباہ دین
تعلق اپنا اگر آشیان سے چھٹ جائے	بدل قبولِ نس ہی میں، پھر تو مر رہنا

وصالِ دوست کی محشر پہلی منزل ہو
کہ جان الفت اہل جہان سے چھٹ جائے

کسی جگہ پہ نہ پہاڑ چھٹے مجھ کے	فسانے یوں چھڑو اس طرح سے نکات کے
تمہارے چلتے ہو فقرِ مہین قیامت کے	جلایا اُنکو جو شستے تھے در درِ قسٹ کے
مرے سر اُنکھو نہ احسان تری عنایت کے	نگاہ شوق ملی اور دِلِ شہورِ یدہ
بنے ہوئے ہیں نشانہ نگاہِ عبرت کے	ستم سے اہل وفا کے کز اب بھی نہ بچے
یہ مختصر ہیں اثرِ واقعاتِ غربت کے	ہر ایک سانس میں تھی لذت فنا گویا
کھلے نہ راز کبھی عاشقوں کی ملت کے	فنا کو زلیست بقا کو فنا سمجھتے ہیں
ستم کرو مگر انداز ہوں محبت کے	ادلے ناز کی تصویر میں ہوں رخِ دونوں
اب کچھ سے کبھی شاکی نہ ہونے قسمت کے	ہنسی ہنسی میں اُڑاتے ہو جاؤ بھر پایا

نکہ پہ غصہ ہی تیوری پہ اُنکی بل محشر
گناہ ہو گئے شکوے خود اپنی قسمت کے

اک خدائی دِل میں ہو وہ کیا ہا رول میں ہو	لطفِ جو خلوت میں پایا وہ کہاں محفل میں ہو
آج یہ ہنگامہ کیسا یار کی محفل میں ہو	بھر کوئی شاید نکلو یا گیا میری طبع

بعد مدت ہو گئیں آنکھیں شناسے ادا زندگی دشمن سے وابستہ ہوئی امد عشق چھپڑے کیوں ہوئے ہی ہنسنے دو حالات ہجر ہنسنے مانگوے جان روکش جنت سی ڈر رہا ہوں حشر میں کچھ اور ہنگامہ نہو قدرتی جذبات کو دربان روکے کیا مجال کیوں نہ کھینچ آیا دل یعقوب بھی شکوہ کو ساتھ خطرہ ہجر محبت ہر جگہ یکسان رہا	ہم تباہ کئے ہیں اب جو کچھ تھا دل میں ہو روح میری یا کہ یہ خنجر کھنکھاتاں میں ہو بے تکلف ورنہ کہہ گدڑو گنا جو کچھ دل میں ہو یہ بھی جسکو جا کے دیکھا اُن کی شکل میں ہو ورنہ او ظالم تباہیوں جو کہ تیرے دل میں ہو ہم ہیں گھر میں روح لیکن یار کی غفلت میں ہو کاروان ہر باد میر کاروان منزل میں ہو جو قموچ بیچ دھارے میں ہی سلا میں ہو
--	---

خجندی شوق کے جذبات کتنی ہی طبعین
لب تک آنے کی نہیں محشر جو تشریف میں ہو

کھلتا ہی نہیں یہ کیا ہوا ہے آسان نہیں کسی پہ مرنا اڑ جائیگا رنگ زلیست آخر کیونکر جیے گا مریض الفت باز آئے حیات ہجر سے ہم ہنسنے کا مزا نہ لطف غم کا	ہر وقت مجھے سکوت سا ہے ہر وقت تھنا کا سامنا ہے انسان مرقع فنا ہے جو درد اٹھا وہ لانا ہے آخر کوئی غم کی انتہا ہے کیا کیجئے دل ہی مر گیا ہے
---	--

قربان حیات عشق محشر

ہر سالس نتیجہ فنا ہے

ملیکی داد ہمیں حشر میں یہاں نہ سی

کرینگے سب ترے ظلم پر فغان نہ سی

کوئی تو ہودل شیدا کا چھڑنے والا خوشی یہ ہو کہ برائے امید مرگ کہین ستم میں بھی مین مرے ہوا اگر محبت سے دور شوق مری رہبری کو کیا کم ہے میان بزم نہ بیٹھیں گے خیر جاتے ہیں	جھائے عشق سہی جو آسمان نہ سہی جوا رکعبہ سہی کو چہ بہستان نہ سہی اجارہ کیا نہ ہوئے آپ مہربان نہ سہی طریق عشق میں ہمراہ کاروان نہ سہی تھمین اگر نہیں منظور میری جان نہ سہی
---	--



رخصت ہوئی جو روح طبیعت سنبھل گئی رونے کا لطف میرے کلیجے سے پوچھئے احسان غیر برق تجلی اٹھائے کیا اتنا زمانہ عشق کا تھا حاصل حیات فصل بہار لی گئی سراپا چہمن اسدے شباب میں ناز غرور حسن پوچھو نہ کچھ مریض محبت کی خیریت	اک پچائش تھی کہ دل سے ہار نکل گئی دو چار آنسو دینیں طبیعت سنبھل گئی یہ شمع خود ہی محفل عالم میں جل گئی جسوقت روتے روتے طبیعت سنبھل گئی ایک ایک پتی پتی کی صورت بدل گئی آئینہ دیکھنا تھا کہ چتون بدل گئی مشکل سے دن ٹپے گا اگر رات ٹل گئی
---	--



نہ روتے شمع تیری اگر زو جب لسنی نکلیگی سنبھل کر رحم کرنا رازِ الفت کا نہ کھل جائے حیات عاشقی میں روح گویا وہ تمنا ہے نہ کہہ دیران غافل وسعت کو غریباں کو نہ دے تکلیف عرض، عالمے شوق بہنے دی	کہ سر سے پاؤں تک جگر کسی محفل سے نکلیگی نکالو گے جو تیرا نفاقان بھی دل سے نکلیگی رضائے دوست پا کر جو بہارِ دل سے نکلیگی قیامت میں اکدن بھیڑی اسی منزل سے نکلیگی حضور دوست ادنا بات بھی شکل سے نکلیگی
---	--

ترہی بھی آرزو غافل کفِ سائل سے نکلیگی	متاعِ دنیوی کا کوئی حصہ دل سے نکلتے تو
ارے یہ بات اب کیونکر دلِ قائل سے نکلیگی	نہ نکلا تیرے سینے سے بڑا ہو جذبِ باطن کا
سمجھ لو روحِ آسانی سے یا مشکل سے نکلیگی	مریضِ ہجر کو گھیرے ہیں سب تم کوین نہیں چلتا

کسی صورت سے ہو لیکن جواب یا تو موسیٰ کو
اثر دے جائیگی جو بات محشر دل سے نکلیگی

دیکھ لو بیمارِ عنسم کو وہ تماشا ہی سہی	اور کیا امید رکھیں خیرِ اتنا ہی سہی
اپنے ہاتھوں میں کھڑا خونِ تننا ہی سہی	ہجر میں کچھ شکلِ بیکاری کا ہونا چاہیئے
ہم ترسے ممنون ہو گئے نابجا ہی سہی	شغل سے اپنی نہ باز کئے اور احسنِ وقت
شکر کو شکوہ سمجھتے ہو تو شکوہ ہی سہی	اپنی مرضی کا سکھایا کیون نہ اندازِ سخن
تم اگر پردے میں خوش ہو جاؤ وہی سہی	چاہیئے تھا لن ترانی کا یہ موسیٰ کو جواب
خیر سے کچھ روز جینے کا سہارا ہی سہی	وعدہ جانان پر خوش ہوں وہ وفا ہو یا نہ ہو
عشق اگر اک قسم سودا ہو تو سودا ہی سہی	اہلِ باطن محفلِ ناصح سے یہ کمر اٹھے
چارہ گر کو عید ہے گو وہ سنبھالا ہی سہی	آنکھ کھولی بعد مدت کے مریضِ عشق نے
جو کہوں میں وہ شکایتِ نابجا ہی سہی	سن تو لیجے خود اثر کہد کیا کیا ہو کیا نہیں

قوتِ روحانیت سے خود بخود کھل جائیگا
لفظِ حسنِ عشق کے محشر معا ہی سہی

چشمِ دل سے دیدہ اہلِ نظر دیکھا کئے	جلوہِ دلدار یوں ہم عمر بھر دیکھا کئے
اپنی بتیابی کہ ہم خود عمر بھر دیکھا کئے	ہجر میں احسانِ چشمِ غیرِ اٹھ سکتا نہیں
ہر نفسِ اندازِ لطف چارہ گر دیکھا کئے	دل بھی بہلاتے کسی صورت سے بیمارِ فرق

انکے دل سے پوچھیے سوز و فاقہ کی کیفیت کیا قیامت وہ گھڑی تھی حال دل کنو کو بعد کیا خبر تھی پڑ رہی ہو ہمہ کس کس کی نظر چشم نظارہ کمال عشق کی محتاج ہے کہتی تھی امید اب آتا ہو اب تاسہ کوئی بخود دی کی چال میں نہان ہین دانا کی کوئی	جو کہ پروا نون کا جلنا عمر بھر دیکھا کئے دیر تک منہ اٹکا مشتاق اثر دیکھا کئے اُنکو بزم ناز میں ہم بے خبر دیکھا کئے دیکھ ہی لین گئے اُنھیں کد ان کر دیکھا کئے شوق کے پابند سوئے رگدڑ دیکھا کئے سیر عالم کی ترے شوریدہ سر دیکھا کئے
--	--

خون کی چشم دلیہ اور محشر جو روز کا مقام
جو کہ ہنس ہنس کر مرارہ مخم جو دیکھا کئے

اپنی حالت میں مبتلا ہے کوئی کس سے پوچھیں تباہ کئے کون آخر دیکھو آنسو نکل نہ آئیں کہیں پہرون قابو میں دل نہیں رہتا ارے ہشیار مست نظارہ یون شہید و فاقہ کا دم نکلا	کس قدر شاد ہو رہا ہے کوئی ہمسے کس بات پر خفا ہے کوئی ہنسنے کی آخر انتہا ہے کوئی ان نگاہوں سے دیکھ لے کوئی دیکھنا تیرا دیکھتا ہے کوئی جیسے بستر پہ سو رہا ہے کوئی
---	---

بٹھے ہو کیون میان کوئے صنم
محشر اٹھو بھی کیا خدا ہے کوئی



پارہ ہائے دل

ہمیں یہ ضد غم فرتین آہیں نام کر جائیں انھیں یہ شوق کچھ بھی ہو مگر لہنیں نہ جانیں

❖

حاصلی گئی تلو و نہیں تو ہنسی نہ رکی ہزار ضبط کیا تم سے گد گدی نہ رکی

❖

سنتے نہیں ہوتے مرے دل کی نہیں سی بارگراں ہے یہ بھی تو یہ بھی نہیں سی

❖

لے فلک میری شب بھر چوٹ جائیگی کیا یہ تقدیر تری ہو کہ الٹ جائیگی

❖

دل میلہ شب بھر بھگنا تھا یہ منبھلا اتنا سا بھی ارمان نکلتا تھا نہ نکلا

❖

چل سکی کچھ بھی نہ غموار کی بیٹھے بیٹھے رات گذری ترے بیمار کی بیٹھے بیٹھے

❖

کیا کیا ایک ایک نذر حوادث جو تمنا کی خدا معلوم ہے اور کیا خواہش ہو دنیا کی

❖

تھم گئے کوہ بہا نامین ہم آگے نہ بڑھے پاؤں پڑے یہ زمین نے قدم آگے نہ بڑھے

❖

دفا و میہ فانی کا فسانہ اور ہی کچھ ہے اب انسان اور ہی کچھ نہیں ہے اور ہی کچھ ہے

نمودہ شکل پہ تاثیر و فادیکھ تو لو دیکھنے والو مرا حال زرا دیکھ تو لو

حق ہو یا حق مری مد مقابل کیوں کہیں تمکو جو کہنا ہو کہہ لو اہل محفل کیوں کہیں

فلک ہو دشمن جان یا زمین عدو ہو جائے نہو گا کچھ بھی اگر حیران تو ہو جائے

نقشہ کوئی دیکھے تو مرے دیدہ غم کا دہندہ لاساتارہ ہی یہ شام شب غم کا

مرضی تو کسے خاتمے پر خوشی ہو تمکو بڑی خوشی ہو عجب زلزلے کا دور آیا مال گویا کہ دنگی ہو

دل لیکے یہ پورہین تعین مان گئے ہم اب اور جو ہے قصہ و پہچان گئے ہم

موت کے آنے میں کیا کیا میں تکلف کرتا تو جو دم بھر مری بالین پہ توقف کرتا

دعا کرتے ہیں ہم تاثیر بھر دینا خداوند کہ تو ہی حال دل کا جاننے والا خداوند

پیش نظر کہ پردہ دل میں نہاں رہو لے مری بان شاد رہو تم جہاں رہو

بندہ پر در حسن دیکھے بیٹھے ہیں ہم آپکا لے معاذ اللہ وہ جلوہ اور وہ عالم آپکا

لیا تھا دل مگر لینا نہ جانا ہمارا آپنے کہنا نہ مانا

آکھینے اور شانے کو ہم نہ بنا چکے اٹھے حضور گیسوئے بہم نہ بنا چکے

ہجرین حوصلے سے روز نہ سکا مینے جو کچھ کیا وہ ہو نہ سکا

پیکان کی شکل سے نگہ آشنا ملی کب سخت دل کو اپنے کئے کی سزا ملی

غمِ فرقت میں دل جو بھر آیا روتے روتے خدا نظر آیا

گردون کے ستم تیری بجائے نہیں ڈرتا ڈرتا ہوں میں اُس سے جو خدا سے نہیں ڈرتا

میانِ حشر کوئی بات اُن سے ہو جائے خدا کرے کہ ملاقات اُن سے ہو جائے

کیسے پاس سے یوں کوئی بے قرار اٹھا ہزار مرتبہ بیٹھا ہزار بار اٹھا

ہم اپنے سوزِ محبت سے آپ جلنے لگے کہ ایک اک بن ہو سے دھوین نکھنے لگے

اٹھے کے مرتبہ کے بار تیر و ناتوان مٹھے چلے جب اٹھے پہلو سہیاں بیٹھے بان مٹھے

ابن یون دل کا داغ جلتا ہے جیسے اندھا چراغ جلتا ہے

اٹھا ہون کو چہ و لدا ر سے کدھر جاؤں قبل کرے اگرے زمین تو مہ جاؤں

لبوں پر اشک آنسو بہ رہی ہیں ہم اُن سے دلی حالت کہہ رہی ہیں

کھول کر آنکھ راہ چل کچھ بھی اگر نفیم ہر زبیت کا ایک ایک بل مرحلہ عظیم ہر

اُٹھے بین کسی بزم سے اچھا ہو جو در جائیں کبتک کھڑے سو جا کرین جائیں تو کدھڑائیں

میاں میخانہ شیخ صتا نہ جانے اُدھین کیا سمجھکے اگر آب ہی گئی تو بیٹھیں ذرا سی پی لیں نہ سمجھکے

تلاش دوست میں یں چاہیں کو کو بھڑتا کہ جیسے جوش سودا سو رنگوں میں بھڑتا

میں اُسکے حال پہ وہ میری حال پہ رویا تمام رات نہ سویا بہن میں نہ دل سویا

عشق میں نہ کہو کیا رات کبھی رات کا دن کوئی نکلا نہ مگر تیری ملاقات کا دن

حضرت دل ہے اپنا مدعا کئے کوہین تم تھا سکتے ہر کچھ آخر یہ کیا کہنے کوہین

بل ابرو نہ اور نگہ پر جفا خفا اٹھا ہو کچی نیند سے کوئی خف خفا

— ❖ —

شام سے وعدے کی شب سو گئی سوئیو لے رد لین جمی کھول کر تقدیر کو روئیو لے

— ❖ —

ہنسنے تیرے ستم پر صبر کیا جو کسی سے نہ وہ جبر کیا

— ❖ —

جلد ایدل عشق میں برباد ہو پھر خدا معلوم کیا افتاد ہو

— ❖ —

کیا ملا بہکدو حجب میں روکے آدمی سیکھتا ہے کچھ کھوکے

— ❖ —

ٹھہر کے وقت ملاقات میری سنتے جاؤ خدا کے واسطے ایک بات میری سنتے جاؤ

— ❖ —

دیکھئے کیا غم فرقت مجھے دکھلاتا ہے اب تو ہر سانس میں دل ہو کر کھنچا آتا ہے

— ❖ —

منتظر بیٹھا ہوں عمر و ان کے فوت کا آمد و رفت نفس ایک سلسلہ ہی موت کا

— ❖ —

دکھائی دیگی نہ صورت تو نور دیکھیں گے کسی طرح سے تمھیں ہم ضرور دیکھیں گے

— ❖ —

جانے بھی دو جو میری جان خیزن جاتی ہو تم تو جی کھل کے ہنس لو جو ہنسی آتی ہو

دل عشق تباں بین مستلا ہو ہر ساش قضا کا سامن ہو

نشہ مے کیوں نہ ترے سر چڑھے پھول وہی ہو جو میسر چڑھے

دل جگر تھپیہ فدا ہو گئے باری باری آئی ابائی گئے ناز باری باری

جب قصد کیا ہنسنے کا آنسو نکل آئے جائیگا نہ یہ روگ بغیر از اجل آئے

اگر مر جاؤں تم مہ گزرنہ رونا برا برسے مرا ہو نا نہ ہونا

روح نکلی فراق و لبر سے اک بلا تھی کہ ٹل گئی سر سے

ہمنے مانا حشر میں تم بنکے دیوانے گئے سچ کہو کیا ہو گالے محشر پہچانے گئے

ضعف کے ہاتھوں زمین کے ہو گئے جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

آئے ہو عیادت کو تو جان لئے جاؤ بیار محبت کا کچھ کام کئے جاؤ

ہر قدم سوئے حمتیں ہوں دل مگر مسرتی جذب فالص ہو تو کوئی دوست کتنی دوری

عارض روشن سوز لعل آگنی کس کر گئی تاکو آنکھنیں بجلی سی چمک کر رہ گئی

وہ غمِ فرقت وہ صلت کی خوشی جاتی رہی دل کے مرجانے سے محشر دلی جاتی رہی

یہ بھی سمجھ مین آگئی رہ بھی سمجھ گئے چتون سے کیفیت تری دلی سمجھ گئے

موقوف روزِ ہجر نہ فرقت کی رات پر آنسو کل رہے مین مری بات بات پر

کیا ہو خونِ لطف خاص سحرِ جوشِ تمنا کا کہنا تک روئے رونا کیسے نہ بھیجا کا

مقابلِ تیرا زورِ لربا کے دل نہ لیجا نا جو لیجا نا بھی لے محشرِ سرِ محفل نہ لیجا نا

جوقشِ مٹ گئی تاکو اُبھارتے جاؤ لحد کے سہرے ہو نہ کو پچارتے جاؤ

مالِ مفلس کا نہ کوئی ناپ ہو نہ قول ہو دل کی قیمت کچھ نہ پوچھو کو ٹیون کے مول ہو

مریضِ عشق کو دردِ حکمِ اب یوں ستا ہو نہ لیٹے چین آتا ہے نہ بیٹھے چین آتا ہو

سامنے اُنکے چپ رہا نہ گیا سب کہا پھر بھی کچھ کہا نہ گیا

تم بڑے ہو امید قضا ہی حسین کوئی اس درد کی عالم بین دوا ہی نہیں کوئی

تھا گمراہ یادہ یوں وہ ظلم پر پہلے نہ تھا شکوہ تقدیر اتنا زود اثر پہلے نہ تھا

بیٹھا تھا میں دم بھر تراکاشا نہ سمجھ کے دربان نے اٹھوا دیا دیوانہ سمجھ کے

وہ آگ بھڑکے دھواں کوہ طور سے نکلے فغان جو میرے دل ناصبور سے نکلے

طلب میں دلی اس جانب آفت کا قافزار جو کئے کچھ تو کہتے ہیں محبت کا قافزار

سوز غم سے یوں لگی آگ آستین جلنے لگی چشم نم کا جو گرا آنسو زمین جلنے لگی

بات بھی پوچھی نہ جائیگی جہاں جائیگے ہم بزم جانان سے اگر اٹھے کہاں جائیگے ہم

کبھی گمراہ کبھی اٹھ کے سنبھلتا ہر کوئی صبح کو یوں تری محفل سے نکلتا ہر کوئی

آکے دنیا کی طرف ربط اکمن سے چھٹ گیا کیوں نہ مر جاؤں کہ اپنی انجمن سے چھٹ گیا

کعبہ اسلام میں بیٹھیں کیسکون دیر ہو دوست کو یوں بھی نہ پائیں ہم تو اچھی میرٹو

رحم مجھ پر تھین منظور نہیں جو رسی بار خاطر ہوا گر یہ بھی تو کچھ اور سی

ہاں رفا میں آ کے گذر نیسے کیوں میں مرنے ہی کو نہیں میں تو مرنیسے کیوں میں

بات جو تم نہ سنو اسکا نہ کہنا اچھا ایسے کہنے سے تو خاموش ہی رہنا اچھا

رہنا آتا ہے ہمیں اب نہ ہنسی آتی ہے سانس لیتے ہیں اگر دم پہ بنی جاتی ہے

ہم جو ناصح کا پاس کرتے ہیں صاف یہ ہے خدا سے ڈرتے ہیں

ہجر میں روئے پھر بھی روئے سکے ہم جو جاہل کبھی وہ ہوئے سکے

نہ پہنچو عشق کی منزل پہ تاحیات چلے تمام دن چلے محشر تمام رات چلے

فراق دوست میں جب تک جھین گے شب و روز اپنا خون دل پین گے

دشت عشق میں مجھ کو سر مکان چھوٹ گیا ایسے دیوانے ہوئے ہم کہ جہاں جھوٹ گیا

دم بکھجائے نہ ایدل دم فریاد نہ بھل دیکھ کیا کرتا ہے اور کشتہ بیدار نہ بھل

بیمار و ناغش میں ہر دامن کی ہوا دو سمجھو نہ اگر در دسری زلف سنگھا دو



ہمارا حوصلہ لطف جفا سے اور بڑھتا ہے کہ طول زندگی ذکر قضا سے اور بڑھتا ہے



بگڑو نہ تو پچھین بہن اک با میں شک ہے تم ظلم میں کچتا ہو مری جان کہ فلک ہے



ہمیں جو اذن سیر دیر دیگا خدا اسکو جزا خیر دیگا



کستی ہو انکی چتون ہر وقت ہمسو ڈرنا طر غصبت ڈرنا شان کریم سے ڈرنا



ماں ہر ایک بات مری جھوٹ ہی سی بہتر ہی خیر تم جو کہو بس وہی سی



کسی کی بنیم سو یوں بھر کو آہ سرد اٹھے کہ چوٹ کھائے ہوئے دلمین جیسے درد اٹھے



خطا کی ہم اگر محفل میں آئے کہو جو کچھ تمہارے دل میں آئے



وہ اپنی جذب روحانی سو پورا کام لیتی ہیں کسی گرتے ہوئے کو دیکھ کر جو تھام لیتی ہیں



کلیم لہر کی صورت طور پر محشر چلے تو بھی کہ نظارہ بھی ہوا دیکھو اذنا تک بھی

دل پر شوق سے تیری نہ محبت چھوٹی اتنی سی جان پر کیا کیا نہ قیامت ٹوٹی

حالت بیمار فرقت کیا سو کیا بیتی رہی تم سرالین جو تھے صحتے قضا ہوتی رہی

زندگانی ہے دل جو زندا ہے ایک ہی دم کا سب ظہور ہے

تکو قسم ہو چھوڑ نہ دینا جنت کوئی مرجائینگے تو یاد کر دے کہ تھا کوئی

کیا کہیں کس سے کہیں چپے پڑا ہوا پالا لیگیا داں کو چرا کر کوئی آپس والا

فریب حسن سے عالم تمھارا اور ہی کچھ ہو اور کچھ اور کہتی ہو اشاعر اور ہی کچھ ہو

خدا رکھے ترقی دی ہو جسے سوز و فراق کو وہی روکے بھی اچھے شر دل سیما جھٹکے

اے ہنسیار ہو غافل کہ اتنا تک عشق اتنی کمی لکھی جاتی ہو ایک ایک لمحہ حالت زندگانی کی

میان فصل گل بے یار دلمین ہو کر اٹھتی ہو میری فریاد پر گلشن میں کوئل کوک اٹھتی ہو

مثل مشابہ روئے تھا یا عالم ستی میں تھا کوئی شے میں بھی کبھی معمورہ مستی میں تھا

دل پر نظر اُنکی ہو تو ہم کس لئے روئیں لٹا ہو جو گنجینہ غم کس لئے روئیں



شبِ دردِ جگر میں دم نکل ہی جائیگا جی سنہلنے والا ہوگا تو سنہل ہی جائیگا



کسی بیمارِ وقت کی معیبت اور بُہت ہی ادھر شام آئی اکتا زہ قیامت اور بُہت ہی



نظر سے مالت بطن سمجھ لی اہلِ محل نے مجھے بیٹھے بٹھائے کر دیارِ سواری دل نے



اُنکی جانب سے جو اظہارِ تاسف ہوتا کون تھا پھر جسے مرنے میں تکلف ہوتا



بیاں حال کے جلے اندر دکھلا تو جاتے ہیں وجہِ سنتِ دین دل سے کچھ نہ کچھ سُتر تو جاتے ہیں



ہنسنے تو جی پھیل کے ہجر کا اجر اکسا کہہ چکو جب بولے وہ پھر سو کہو کہ کیا اکسا



تم بگڑے ہو امیدِ قضا ہی نہیں کوئی اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی

